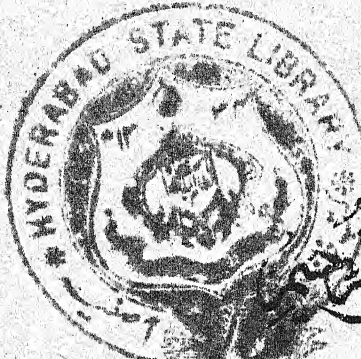




الف ۲۵

فن نمبر

نصاب نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

Checked
1987

اِنْشَاءُ اللَّهِ شَكُّ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

کیا اللہ میں کچھ شک ہے جو پیداکرنیوالا آسمانوں اور زمین کا ہے۔ جاننا چاہئے کہ کسی شے کو معلوم کرنے کے لئے
حواس خمسہ اور عقل کی ضرورت ہے۔ محسوسات کا ادراک بذریعہ حواس ہے اور غیر محسوسات کا ادراک اس کے آثار سے
بذریعہ عقل ہوتا ہے۔ اور معانی جزئیہ کا ادراک قوت واسمہ سے ہے۔ حواس خمسہ ظاہری سمع و بصر و ذوق و شہ و لمس ہیں
اور حواس خمسہ باطنی حس مشترک و خیال و وہم و عاقلہ و متصرفہ ہیں۔ حس مشترک کا کام صرف اون اشیاء کا معلوم کرنا
جنکو حواس ظاہری نے حس مشترک کے طرف پہنچایا ہے اور خیال کا کام اون اشیاء کو پر وقت غائب ہونے کے محفوظ
رکھنا ہے اور وہم کا کام اون معانی خاص خاص کا معلوم کرنا ہے جو اشیاء محسوسہ میں پائی جاتی ہیں۔ اور عاقلہ کا کام اون
معانی کا حفاظت کرنا ہے اور متصرفہ کا کام اون صورتوں اور معانی میں جدائی اور اتصال کرنا ہے۔ اور عقل کا کام
تکلیات وغیرہ محسوسات کا معلوم کرنا ہے۔ اور جبکہ نزدیک حواس باطنی نہیں ہیں وہ عقل کو ہی مددک تکلیات و جزئیات
کہتے ہیں۔ اور حواس ظاہری کو اوس کا آلہ اور جاسوس بتاتے ہیں۔

بہر حال انسان میں ایسی قوتیں کہی گئی ہیں جن سے تمام اشیاء کو معلوم کر سکتا ہے لیکن جب ہم غور کرتے ہیں تو سوائے
اعراض کے جو اہر کا ادراک کرنا انسانی قوت سے ممکن نہیں غرض جو کہ کسی شے کا دریافت نہیں ہو سکتا صرف اس کے
اعراض مثل عرض و طول و عمق و رنگ و شکل وغیرہ کے معلوم ہوتے ہیں انہیں اعراض اور اوصاف سے جوہر کہتا
گتا ہے۔ گویا ہر کسی جوہر کی دریافت کرنا نہایت دشوار بلکہ محال ہے جب کسی جوہر کو معلوم کرنا چاہیں تو اس کی صفات

CHECKED 1995

ہی معلوم ہونے کے حال آنکہ کوئی جسم بدن جو ہر اور عرض کے نہیں ہو سکتا لیکن جو ہر تو نہیں معلوم ہوتا صرف اس کو امر غنی
 قناعت کر لیا جاتی ہے۔ اہل منطق نے حد نام کو جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب بتایا ہے جس سے ماہیت شئی کی
 معلوم کرتے ہیں مگر ان کو بھی مجبوراً یہ اقرار کرنا پڑا ہے کہ کسی شے کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور جنس اور فصل کے
 مقام پر جن کو داخل ذات تسلیم کیا ہو اس شے کو مشہور تر اوصاف جن کے طرف ذہن جلد تر سبقت کرتا ہو اس کے جانے میں
 چنانچہ ان دونوں نے انسان کی حد نام حیوان ناطق بیان کی ہو حالانکہ یہ دونوں وصف ہیں کیونکہ حیوان کے معنی جسم نامی جسم اس
 متحرک بالارادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ غمراہ جس اور حرکت جملہ اوصاف ہیں۔ مگر باجمہ اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ وہ ایک
 جو ہر ہے جو بالارادہ تشلے کے قابل ہو حالانکہ عرض و طول و عمق و قبول اوصاف و اعراض ہیں۔ باقی رہا جو ہر اس کی تعریف
 یہہ کرتے ہیں کہ وہ ایک شے ہے جو مستقل بالذات یا قائم بالذات ہو حالانکہ استقلال اور قیام اوصاف جو ہر سے ہے
 نفس جو ہر نہیں اس طرح ناطق کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ جو ہر ہے جو مدرک کلیات ہو اس تعریف میں بھی ادراک
 صفت ہو۔ اور جو ہر کی تعریف یہی اوصاف اس کی ہے چنانچہ ابھی لکھا۔ اور بعض نے جو ہر کی تعریف اس طرح کی ہے کہ وہ
 ایک ماہیت ہے کہ اگر وہ خارج میں یا بی حواسے تو موضوع میں نہ ہوگی بلکہ قائم بالذات ہوگی۔ اس تعریف کا انجام بھی افسانہ
 میں کیونکہ جب ہم ماہیت کو دریافت کریں گے تو اس میں بھی ضرور لفظ شئی اور دیگر الفاظ اوصاف ہی تو یکساں یا یکساں ہوں گے
 بمعنی شائی اسم فاعل یا بمعنی شئی اسم مفعول کہہ ہی تباہ ہو گئے اور یہ دونوں بھی وصف ہیں جو ہر کی ماہیت اور حقیقت
 تو معلوم نہ ہوگی بلکہ اس کے اعراض سے اس کا علم بالوجہ حاصل ہو گیا۔ آپ کسی چیز کو ملاحظہ فرمائیے جو رنگ و شکل و روشنی
 و گرمی و سردی و خشکی و ثقل و خفت و خشونت و ملاست و دیگر اوصاف کے اس کا جو ہر گر محسوس نہیں ہوتا۔

اس بیان سے میری عرض یہ ہے کہ جیسے دوسری اشیاء مستقلہ کا محسوس ہونا ممکن نہیں اس طرح حق تعالیٰ کا محسوس ہونا
 بھی محال ہے۔ اور جیسے دوسری اشیاء کا علم اس کے آثار و علامات سے حاصل ہوتا ہے اس طرح باوجود تعالیٰ کا علم بھی اس کے
 آثار اور اوصاف سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر شے کو اس کے اوصاف محیط ہوتے ہیں جو اس کی حقیقت اور کون کون سے
 نہیں ہونے دیتے۔ پس حضرت دہرہ کو انکار حق تعالیٰ اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ وہ محسوس نہیں۔ آخر دوسری اشیاء
 جو قائم بالذات ہیں وہ بھی تو محسوس نہیں حالانکہ اس کے وجود کا سبب کو یقین کامل ہے پھر نفس ناطقہ اور عقل بھی تو غیر
 محسوس ہیں۔ صرف اس کے آثار سے اس کا علم یقینی آجاتا ہے۔ خود اس کی حقیقت ہرگز نہیں معلوم ہوتی۔ اہل منطق کے
 نزدیک نفس کو اپنا علم ضروری ہے۔ باریک بینی سے اس کی حقیقت اس علم میں بھی مفقود ہے کیونکہ ہم جو اس کی اپنے نفس
 نہیں جانتے کہ ہم موجود ہیں اور غفلان غفلان اوصاف ہمارے نفس سے صادر ہوتے ہیں۔ پس جب علم ضروری کا یہ
 حال ہے تو علم حصولی میں جو بواسطہ حصول صورت ہوتا ہے کیا حال ہو گا۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کو کوئی شئی جو

جو قائم بالذات ہو معلوم بالکلیہ ہو گئی ہے اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ کئی حقیقت نہیں جانتا۔ اور نہ قائم بالذات
اور قائم بالضرر میں فرق کر سکتا ہے ورنہ ہرگز ایسا دعویٰ نہ کرتا اور بروقت سوال ہرگز اوصاف شے زبان پر نہ لاتا۔ پس ثابت
ہو کہ انسان کی رسائی صرف اعراض اور اوصاف تک ہو کر جو اہر کی حقیقت معلوم ہونا مقدر بشر نہیں اسی لئے بعض خصوصیت
لئے تمام عالم کو مجموعہ اعراض کہلاتے ہیں جو کمال کا مجموعہ اعراض جو اہر تسلیم کیا جائے جیسا
اسے دوسری ہے تو جو اہر کو صرف محل اعراض و اوصاف ماننا پڑے گا۔ اس سے اس کا خالق ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ وہ
خود حادث ہیں اور انکو سب طرف سے عدم گہیرے ہوئے ہو وہ خود کسی محدث کے محتاج ہیں۔ اور طبیعت کی طرف
خلق کی نسبت کرنا بالکل خلاف عقل ہے کیونکہ وہ خود عرض ہے اور اسکو شعور نہیں جو ایسا شعور والا انتظام اس کو صادر
ہو یہ انتظام عالم جسکے دیکھ کر عقل حیران ہے وہی کر سکتا ہے جو حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر اور دیگر صفات کمال
کامل اور ذاتی رکھتا ہو کسی دوسرے کی مستعار نہ لیا ہو۔ پھر جب غور کیا جائے تو انسان ہی جسکو اشرف المخلوقات مانا گیا ہے وہ
زیادہ محتاج معلوم ہوتا ہے جس سے قاصر مطلق کا پتا ملتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ محسوسات پر غیر محسوسات کا اثر پڑتا ہے
چنانچہ جسم پر قوی کا اثر ایسا ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا حالانکہ کوئی قوت محسوس نہیں ہے پھر عقل انسان کا
اثر قوی پر پڑتا ہے اس طرح چلے چلو دیکھو حروف کا نقشہ گو بظاہر سیاہی اور قلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہو لیکن اسکی انتہائی
قوت غیر محسوس کے طرف ہو اس طرح جمیع کاروبار کا انتظام قوی غیر محسوس سے ہو اگر قوت نہو جسم بیکار ہے غرض عالم میں
جس قدر آثار نمایاں ہیں سب قوتوں کی بدولت ہیں اور قوتوں کا سلسلہ ایسی قوت اور طاقت پر نہیں ہونا ضروری جو مستعار
ہو بلکہ ذاتی ہو ورنہ تسلسل لازم آئیگا۔ اور جب غیر محسوس ہی کو موثر ماننا پڑا تو ایسی شے کو موثر حقیقی ماننا چاہیے جس کو تشنگی
باتی نہ ہے۔ لہذا طبیعت اور قوت اور عقل اور ہر پر تباہت کر لینا خلاف ہدایت ہے کیونکہ یہ سب کسی واجب بالذات
کے محتاج ہیں۔ دیکھو عالم میں جس قدر کثرت ہیں سب کا سلسلہ کسی وحدت پر ختم ہوتا ہے۔ چنانچہ جمیع اعداد کا سلسلہ ایک
پر ختم ہوتا ہے جو کا عدم ہر طرف کا سیاہی پر پس وحدت کا سلسلہ کسی محدث خاص پر موقوف ہو گا۔ دریاں زمین ٹہرنا جب تک نہ
موجود معلوم ہوتا۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: **عَالَمٌ بَابٌ مُتَقَفٌّ قُوْنٌ خَيْرٌ اَمَ اللّٰهُ الْوَالِدُ الْقَهَّارُ**
یہ دنیا لیکن اسکی ولایت ہے تمام صنائع و بدائع ایجاد صانع پر شاہ عدل ہیں لیکن واسطے زیادتی اطمینان و اظہار شکوک
چند دیکھو راویات اور تنبیہات بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ جن سے بیان مذکور بالا خوب واضح ہو جاوے
اگرچہ وہ باتیں محض استدلال سے بھی جانتے ہیں مگر شاید ان کو واسطے توجہ نہیں اگر خدائے تعالیٰ فرماوین تو ہرگز صانع
حقیقی میں شک نہ لادیں۔ **مَا عَلَيْنَا اَلَا الْبَلَاغُ اللّٰهُ اَعْلَمُ عَلِمًا**۔
دلیل اول یہ ہے کہ ظاہر اور علی تر موجودات کا اللہ تعالیٰ ہے اور یہ امر اسکو تقضی تھا کہ معرفت الہی تمام مغفلان سے

اول اور سابق ہو حالانکہ برعکس اسکے ہے۔ لہذا اسکا سبب اور باعث بیان کرنا ضروری اور یہ جو ہم نے کہا اللہ تعالیٰ موجود ہے
 ہی اظہار اور اس کے ہی اسکو بدوین مثال کے سمجھنا دشوار ہے اور وہ یہ کہ جب ہم کسی شخص کو لکھتا ہوں یا سیتا ہوں مثلاً دیکھتے
 ہیں تو اسکا زندہ ہونا ہمارے نزدیک بہت ہی ظاہر ہوتا ہے۔ ایس حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ اور اسکا واسطے یہی گمان ہے
 کے ہمارے نزدیک اور اس کتاب اور خیاط کے تمامی صفات ظاہرہ و باطنہ سے زیادہ ظاہر ہو۔ چنانچہ صفات باطنہ مثل شہوت
 و غضب و خلق و محبت و مرض اور کما ہم نہیں پہچانتے اور صفات ظاہرہ میں سے بعض کو نہیں پہچانتے اور بعض میں شک
 کرتے ہیں۔ جیسے مقدار طول و اختلاف رنگ وغیرہ لیکن حیات اور قدرت اور ارادہ اور علم اور اسکا اور حیوان ہونا اور اسکا
 بدوین و یکہنے کے ہمارے نزدیک یقینی ہے حالانکہ کوئی شے ان صفات میں سے بدرجہ حواس محسوس نہیں ہوتی اور
 ہم اسکی ان صفات کو بدوین کتابت یا خیاطت یا حرکت کے نہیں پہچان سکتے اور اگر سمجھیں اس کے تمام عالم میں نظر
 کریں تو کسی شے سے بجز حرکات و سکناات اور کسی شخص کے اسکو شناخت کرنا ممکن نہیں ہیں اس کے لئے ایک ہی دلیل
 ہے۔ باری ہم وہ شخص ہو کہ خوب ظاہر اور واضح ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود و قدرت و علم و باقی صفات پر جس وقت
 ہم نظر کریں اور جس چیز کو حواس ظاہرہ اور باطنہ سے دریافت کریں مثلاً پتھر و طویل نباتات حیوانات آسمان زمین و ستارے
 جنگل دریا آگ پانی ہوا ہر چیز عرض سچا شہد ہے۔ بلکہ اول گواہ باری تعالیٰ پر ہماری جانین اور اجسام اور اوصاف اور
 تغیر حالات اور انقلاب قلوب اور جمیع حرکات و سکناات ہمارے ہیں۔ اور بے سے زیادہ ظاہر ہمارے علم میں ہماری
 جانین ہیں اس کے بعد محسوسات حواس ظاہرہ کے پھر درکات عقل ہیں۔ اور ہر درک کیواسطے ایک مدرک اور ایک
 دلیل ہے۔ باوجودیکہ تمام عالم اپنے خالق اور مدبر اور محرک پر شاہد عدل ہے اور اس کے علم اور قدرت اور احسان اور
 حکمت پر ولایت کرتا ہے اور چونکہ درکات بے حد و شمار ہیں پس دلائل بھی لاتعداد و لاتقصہ ہوئے۔ پس اگر کتاب
 کی حیات ہمارے نزدیک ظاہر ہے حالانکہ اس کیلئے صرف ایک دلیل ہے یعنی حرکت یا تہ کی پس کیونکہ ہمارے نزدیک
 اظہار میں شمس نہوگی جس کیلئے ہمارے نفوس میں اور خارج نفوس میں بکثرت دلائل موجود ہوں گے کہ علم ان حال
 سے نہا کرتا ہے کہ میرا وجود اور میری حرکت بالذات نہیں بلکہ عطائے موجود و متحرک ہے۔ چنانچہ دوسری اشارہ
 اعضا کی ترکیب اور ہماری بیویوں کا جدا اور ہمارے گوشت اور پٹھے اور جمیع اجزا ظاہرہ و باطنہ اور عقل
 ہم بالیقین جانتے ہیں کہ یہاں اعضا خود بخود یا ہم نہیں ملے ہیں۔ جیسا کہ ہم یقین سے
 حرکت نہیں کرتا اور چونکہ کوئی شے مدرک و محسوس و معقول و معاصر و غائب باقی
 مدوے اسلئے اسکا ظاہرہ و باطنہ و اکل ہوا۔ لہذا عقل کو اس کے اہاک میں تہیہ و تہنہ و تہنہ و تہنہ کیونکہ جس شے
 کو ہماری عقل دریافت نہ کر سکیں اس کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ وہ شے نفی اور پوشیدہ ہو دوسری یہ کہ وہ

غایت درجہ کی ظاہر ہو چنانچہ خفاش رات میں دیکھتا ہے اور دن کو نہیں دیکھتا اس کا باعث دن کا خفا و استتار نہیں بلکہ
 شدت ظہور اور اس کا مانع البصار ہو گیا ہے کیونکہ خفاش کی بصارت ضعیف ہے آفتاب اور کو غروب و مقہور کر دیتا ہے۔ یہ حال
 ظہور دن کا بضعیف بصارت خفاش کے باعث اختلاع البصار خفاش ہو گیا کہ وہ جب تک تاریکی نہ ہو اور دن کا ظہور
 ضعیف نہ ہو جاوے کسی شئی کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح ہمارے عقول ضعیف ہیں اور جمال الہی نہایت روشن اور
 سب کو شامل اور محیط ہے حتیٰ کہ کوئی ذرہ آسمان اور زمین کا اسکے ظہور سے محروم نہیں رہا اسوجہ سے اس کا ظہور ہی اس کی
 خفا کا باعث ہو گیا۔ سبحان اللہ وہ اپنے اشراق اور ظہور کی وجہ سے ہی ہم کو چھپ گیا۔ اور غایت ظہور کے سبب مخفی ہونا کو
 عجیب امر نہیں کیونکہ اشیا کا علم ان کے احوال کی وجہ سے ہو کر تا ہی اور جب کا وجود عام ہو حتیٰ کہ اس کے لئے کوئی صند نہ ہو تو ضرور
 اس کا اور اک دشوار تر پس اگر اشیا مختلف ہوں تو تفرقہ اور تکا باعث تیز وادراک ہو جاتا ہے۔ اور اشارہ دلالت میں منظر
 میں تواضع اور اک مشکل پر مثال اس کی نور آفتاب جو زمین پر پڑتا ہی اور ہم بالیقین جانتے ہیں کہ یہ ایک عرض ہے اور ارض میں
 سے جو زمین پر حادث ہوتا ہی اور وقت غائب ہونی آفتاب کو غائب ہو جاتا ہے۔ پس اگر آفتاب کا نور ہمیشہ ہوتا اور غروب واقع
 نہ ہوتا تو ہم گرنے اور کو تیز نہ کرتے کیونکہ ہمارے مکان میں اجسام کے اندر صرف رنگ نظر آتا ہے جیسے سفیدی و سیاہی وغیرہ کا
 سیاہی اور سفیدی میں سفیدی کا ہم شاہد کرتے ہیں یہی صرف روشنی اور نور وہ ہر کو نظر نہیں آتا۔ لیکن جب ظلمت طاری ہوتی
 اور آفتاب غروب ہوا اور سوخت ہو کر دھواں و لون حال میں فرق معلوم ہو گیا اور یہی خیال کہ اجسام کی روشنی نور کے سبب ہی جو
 کے وقت جدا ہو گیا پس نور کو ہم نے عدم نور سے معلوم کر لیا۔ اور اگر عدم نور نہ ہوتا تو ہم ہرگز نور پر مطلع نہ ہوتے مگر یہی ہی وقت
 و نور ہی سے۔ کیونکہ ہم اجسام کو نشا پائے اور ظلمت و نور کی وجہ سے مختلف نہ دیکھتے حالانکہ نور تمام محسوسات سے ظاہر ہے
 کیونکہ نور ہی سے جملہ محسوسات اور اک کئے جلتے ہیں پس فکر کو جو چیز کہ جو بھی ظاہر اور دیکھ کر نور الایمان ہمہ قدیم اور مخفی
 بسبب کمال ظہور کے ہو گیا جبکہ اس کی ضد عدم ہوئی پس حق تعالیٰ تو جملہ امور سے ظاہر و اور انوی سے جملہ اشیا کو ظہور
 ہوا ہی اگر اس کا عدم غیبت یا تغیر ہوتا تو آسمان و زمین فناء ہو جاتا اور ملک و ملکوت باطل ہوتا اور وقت و دنوں حال میں
 تفرقہ معلوم ہوتا۔ علیٰ ذلک القیاس اگر بعض اشیا حق تعالیٰ کی وجہ سے موجود نہ ہوا اور بعض اشیا غیر کو ہی وجہ ہو تو یہی دو خیالوں میں تفرقہ دلالت
 ضرور ہوتا لیکن اس کی دلالت کل اشیا میں عام ہے اور وجود اور اس کا ہر حال میں دائمی ہے کہ اس کا خلاف محال ہے
 اس لئے شدت ظہور اور اس کا باعث خفا ہو گیا۔ اسی سبب سے مخلوق کے افہام اس کے اور اک سے قاصر ہیں۔
 اللہ عز و جل لا یسئلون فی الارض مثل الذود کشکوة فیما صباہ المصباح فی زحاجہ الزحاجہ کا
 کواکب دریاں قد من فجرة مبارکہ لا تقوۃ لہ فی قیۃ لا احرۃ بیدہ یکاد فی قیۃ بعضی فی لہ لہ تمسک
 نادری دلی فی ہدی اللہ انور تمہیں پیشا

اللہ تعالیٰ سبحان
 ناہو ارشاد دیکھتے
 واسطے بین کرنا
 تا باطنہ مثل شہوت
 بعض میں شک
 ان ہونا اور اس کا
 نہیں ہوتی اور
 عالم میں نظر
 سے ایک ہی دلیل
 تہ جس وقت
 سمان زمین شکار
 اور اوصاف اور
 علم میں جاری
 ہر ایک اور ایک
 و احسان اور
 پس اگر کتاب
 یونکہ ہرگز نہ دیکھتا
 حیران حال
 اشارہ
 ہر چیز سے
 کیونکہ جس شے
 سہی یہ کہ

بیشک جس شخص کی بصیرت قوی ہے وہ حالت اعتدال میں بوجہ حق کے کہہ نہیں دیکھتا اور غیر حق کو نہیں پہچانتا وہ جانتا
 ہے کہ سوائے خدا کے کسی کا وجود نہیں وہ تمام افعال و حرکات کو حق کا پیدا کیا ہوا سمجھتا ہے وہ کسی فعل کو بدن فاعل
 کے نہیں دیکھتا بلکہ فعل ہی ذہول کرتا ہے کہ وہ مثلاً آسمان ہی پڑائیں یا حیوان ہے یا شجر بلکہ محض صنع الہی جانتا ہے
 پس نظر اوسکی غیر خدا کی طرف تجاوز نہیں کرتی چنانچہ کوئی شخص کسی آدمی کا شعر یا خط یا تصنیف دیکھ کر اوس کا تلب
 اور شاعر اور مصنف پر نظر کرے اور اوس کے آثار کو بحیثیت اثر ہو نیکی دیکھے اس حثیت سے کہ وہ سیاسی سفیدی پر ہے پس
 اوس نے غیر مصنف کی طرف نظر نہیں کی اور چونکہ مجموعہ عالم تصنیف باری تعالیٰ ہی پس جو شخص اوس میں اس طرح نظر کرے
 کہ وہ فعل الہی ہے اور اوس کو شناخت کرے اس طرح کہ وہ فعل کر دگار اور اوس سے محبت کرے بائیں وجہ کہ وہ فعل
 کبریا ہی ہے تو وہ شخص ناظر فی اللہ اور عارف باللہ اور محب للہ ہے اور وہ شخص سچا موجد ہے کہ بوجہ حق کے دوسرے کو نہیں
 دیکھتا بلکہ وہ اپنے نفس کی طرف بھی بحیثیت نفس کے نظر نہیں کرتا بلکہ اس حثیت سے کہ وہ بندہ اللہ کا ہے یہ جملہ امور ال
 بصیرت جانتی ہیں اور ان کو واضح کرنا غیر مفید سمجھتے ہیں ایسے معرفت الہی سے اکثر آدمی بے بہرہ اور محروم ہیں۔ دوسری
 وجہ یہ ہے کہ جہت درکات کہ اللہ تعالیٰ پر شہادت دیتی ہیں ہر انسان ان کو لکھیں ہی دیکھتا ہے پھر اوس کو تہوڑی عقل آتی ہے
 تو وہ اپنی خواہشوں میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور اپنے درکات و محسوسات سے مانوس ہوتا ہوا اسلئے اونکی وقعت اوس کے
 دل سے مٹا دیا جاتی ہے مگر جب وہ کسی شے کو دیکھتا ہے جس سے سابقہ نہیں پڑا یا کسی فعل الہی کو فارق عادت پاتا
 تو بے اختیار اوسکی زبان پر سبحان اللہ نکلتا ہے یا وجہ دیگر ہر انسان اپنی نفس اور اعضا کو اور تمام حیوانات کو جو مالوف ہیں
 اور سب سے بڑے گواہ ہیں ہمیشہ دیکھتا ہے پھر ہی اونکی شہادت کو ذرا حس و ادراک نہیں کرتا کیونکہ اوسنے تو ہمیشہ مانوس ہے
 اور اگر فرض کریں کہ ایک شخص مادر زاد نابالغ عاقل ہو اور یکایک اوسکی انگلیں روشن ہو جاویں اور وہ آسمان اور زمین
 اور نباتات اور اشجار اور حیوانات کو دیکھے تو اوسکی عقل کو سخت حیرت ہوگی اور ان عجائبات کی شہادت واسطے اپنی خالق
 کے اوسکے حق میں نہایت تعجب خیز ہوگی۔ پس اس قسم کے اسباب اور انہماک شہادت نے مخلوق کا راستہ معرفت
 حاصل کرنے کا بالکل سدھ کر دیا ہے۔ لہذا مخلوق طلب حق میں مثل اوس مدہوش کے ہو کہ جو اپنے گھوڑے
 پر سوار تھا یا گدھے پر اور اوس کو ہونڈ ہٹا پھرتا تھا اور ظاہر ہے کہ جب برہمی اور حلی امر کی طلب ہو تو وہ بہت پیش قدمی و تشر
 یں جاتا ہے۔ فرق تا بعد ہر کچھ کہ نگاہ کو شہادت اس کی ایک کجایات ہے تو اس کا عکس رخ یا دیکھ کر ان کی خیر لذت و شہادت
 دلیل (۲) مخلوقات کی عجائبات و افعال و حالات سے اسے لال کرنا اور ان میں نظر کرنا اور اشغالات عالم کو دیکھنا اور غور کرنا
 باعث ہدایت ہے اور عین ذات و صفات الہیہ کو فکر کرنا خطرات کہ کوئی کہہ مقلد اوس میں حیران ہیں اور بوجہ صدیقین کے ذکر
 اوسکے نور نظر کر نیکی طاقت حاصل نہیں بلکہ مخلوقات کی ابدی و متبادلہ جمال الہی کو مثل بصر خفاش میں بمقابلہ نور آفتاب

کے کہ خفاش کو طاقت نہیں جو آفتاب کے نور کو دیکھے بلکہ وہ دن کو خفی ہو جاتا ہے اور رات کو نکلتا ہے اور صلیقین کھال مثل
 اوس انسان کے ہے جو آفتاب کے طرف نظر کر سکتا ہے لیکن ہمیشہ نظر کرنے میں زوال بصارت کا خوف ہے۔ اس طرح ذات
 الہی کی طرف نظر کرنے میں حیرت اور دہشت اور اضطراب عقل ہوتا ہے اس لئے اوس میں فکر و تامل کرنا مناسب نہیں کہ بلکہ
 اکثر عقول اوس کے تحمل نہیں ہوتے بلکہ اوس مقدار سے جس کی تصریح بعض علمائے لکئی سے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ مکان
 سے مقدس ہے اور جہات سے منزہ اور نہ داخل عالم ہے اور نہ خارج عالم ہے اور نہ وہ عالم سے متصل ہے اور نہ منفصل بعض عقول
 کے عقول کو حیران کر دیا حتیٰ کہ منکر ہو گئے بلکہ بعض تو اس قدر سے کم کہ یہی تحمل نہ ہو سکے جب کہ اوس نے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ
 اس سے بزرگ ہے کہ اس کے لئے سہارا و پیرا ہاتھ اور انگلی اور عضو ہو یا کوئی جسم ذی مقدار و حجم ہو۔ اور اس لئے کہ یہ عظمت و عظام الہی
 خلاف ہی ہوتا ہے کہ بعض احق عوام الناس میں سے لکھتے گئے کہ یہ صفت تریز کی ہے نہ وصف حق تعالیٰ کا پس یہ شخص عظمت
 اور جلالت کو ان اعضا ہی میں سمجھتا ہے کیونکہ انسان نہیں پہچانتا مگر اپنے نفس کو لہذا اوس کی عظمت کو تار ہی پس جو شواہد کی صفات
 میں مساوی نہ ہو اوس میں عظمت نہیں سمجھتا البتہ غایت آرزو انسان کی یہ ہے کہ اسے کو اچھی شکل و صورت کا تخت پر بیٹھا ہو
 تصور کرے کہ رو بہ رو اوس کے ضد شکار اور غلام کھڑے ہو کر اوس کا حکم سجالا رہے ہوں۔ اس طرح انسان حق تعالیٰ کی حق میں
 بھی خیال کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو معلوم کرے۔ بلکہ اگر کوئی کو عقل ہو اور اوس سے کہا جاوے کہ تیرے خالق کے دُور
 نہیں ہیں اور نہ ہاتھ پر نہ پیر اور نہ اُڑنا تو وہ منکر ہو جائیگی اور کہیگی کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میرا خالق مجھ سے ناقص تر ہو گیا کہ وہ بازو کا
 یا پا اچھے سے جو اپنے پر قادر نہیں اور میرے لئے تو آلات و قدرت حاصل ہو اور میرے خالق کو وہ قدرت اور کمال حاصل ہو
 چنانچہ اکثر مخلوق کے عقول اسی قسم کے ہیں اور انسان بڑا جاہل اور بڑا ظالم اور بڑا ناشکر ہے۔ اور چونکہ باری تعالیٰ کے
 ذات و صفات میں نظر کرنا اس وجہ سے خطرناک تھا اس لئے ادب اور اصلاح میں ہے کہ ہر اوس طرف فکر نہ دڑاویں بلکہ اللہ تعالیٰ
 کے افعال و صنایع و باریع عجیبہ پر جو مخلوق میں موجود ہیں نظر کریں کہ یہ کیا افعال اور باری تعالیٰ و تقدس کی عظمت و شان
 کبریائی و کمال علم و حکمت و اجرائی شہیت و قدرت پر جو بنی دلالت کرتے ہیں پس آثار و صفات سے صفات پر نظر کر سکتے ہیں
 کیونکہ ہر اوس کی صفات پر نظر کر کے یہی طاقت نہیں رکھتے جیسا کہ ہم زمین پر جبکہ نور آفتاب سے منور ہو کر نظر کر کے یہی طاقت رکھتے ہیں
 اور نور آفتاب کی عظمت پر نسبت چاند اور ستاروں کے نور کے استدلال کرتے ہیں بلکہ چونکہ نور زمین اور آفتاب کا اثر
 ہو اور نظر کر کے موثر پر کچھ دلالت کرتی ہے اگرچہ نظر موثر کے قائم مقام نہیں ہو سکتی اور تمام موجودات دنیا کے آثار قدرت الہی کا
 ایک اثر ہو اور اوس کا ایک نور ہے۔ بلکہ کوئی ظلمت عدم جزا وہ نہیں اور کوئی نور وجود جزا وہ ظاہر نہیں اور جلالت الہی کا
 وہ ایک نور ہے اور الہیہ سے کہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام اشیاء کا تو اسی قیوم سے ہے جیسا کہ نور اجسام کا قیوم نور آفتاب سے ہے اور بعض
 آفتاب کسوف کرتا ہے تو عادت میں جاری ہے کہ شمس میں پانی بہر آفتاب کی طرف پانی کو واسطہ سے نظر کرتی ہیں تاکہ آفتاب پر نظر

نادر تھا
 فاعل
 ناسیہ
 بابت
 بدین
 ہے پس
 نظر کر کے
 وہ فعل
 نہیں
 ہو گیا
 اس سوال
 دوسری
 ساری
 کے
 نہ پاتا
 و فین
 نوس
 ن اور
 پونا
 تہ موت
 پنے
 لعل
 قت
 اور
 کے
 بلکہ

دائستے کو عاقبت ہوا سیطرہ افعال واسطہ میں جنہیں صفات فاعل کا مشاہدہ ہوتا ہے اور نوزدات نظر کو چکا چوند نہیں کرتا۔
 و لیل ۱۳۱ اسوائے اللہ تعالیٰ کے جو شے موجود ہے وہ فعل و خلق الہی ہے اور ہر ذرہ میں ذرات ہی جو ہر ہوا یا عنصر صفت
 یا موصوفہ عجائب و غرائب پائے جاتی ہیں جن سے حکمت اور قدرت اور جلال اور عظمت اللہ تعالیٰ کی ظاہر ہوتی ہے اور اسکا
 احاطہ کن نہیں کیونکہ اگر دریا کی سیاہی ثنائی جلسے اور اوصاف الہیہ تحریر کئے جائیں تو وہ ختم ہو جاوے قبل اسکے کہ
 عشر شیعہ وصف الہی کا ادا ہو لیکن ہم اجمالی طور سے کہتی ہیں کہ وہ مثل مثال کے دوسرے اشیاء کیلئے ہو جاوے کہ
 بعض موجودات تو ایسے ہیں جنکی معرفت ہم کو حاصل نہیں تو ان میں فکر کرنا بھی بیفائدہ ہے اور بعض موجودات ایسے ہیں جنکی
 بہکومتناخت حاصل ہو مگر تفصیل اونکی معلوم نہیں البتہ اونکی تفصیل میں ہم فکر کر سکتے ہیں۔ اور وہ وہ ہیں جو جس بصر
 سے معلوم ہوتے ہیں انھیں وہ ہیں جو جس بصر سے معلوم نہیں ہوتے۔ چنانچہ فرشتے اور جنات اور غیاظین اور
 عرش اور کرسی وغیرہ لہذا ان اشیاء میں فکر کرنا انسان کو ضیق اور تنگی میں ڈالتا ہے پس مناسب ہے کہ ہم وہ اشیاء بیان کریں
 جو عام فہم میں معنی جو جس بصر سے معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ آسمان و زمین اور زمین ان دونوں کا پس آسمانوں کا مشاہدہ
 تو صائب اور سوج اور چاند اور انکی حرکت اور در طلوعی وغروب سے ہوتا ہے اور زمین کا مشاہدہ پہاڑوں اور کانوں اور دریا
 اور سمندر و دریا اور حیوانوں اور نباتات سے ہوتا ہے اور زمین کا مشاہدہ ابر و بارش و برف و بھلی و شہاب و تیر ہوا سے ہے۔ پس
 یہ وہ اجناس ہیں جو آسمان اور زمین اور درمیان میں مشاہدہ کئے جاتی ہیں اور ہر جنس انواع کی طرف منقسم ہے اور ہر نوع
 اقسام کے طرف منقسم ہے اور ہر قسم اصناف کی طرف منقسم ہے اور ہر قسم کے انقسام کی انتہا نہیں کہ اختلاف صفات و کمیات
 و معانی ظاہر و باطن میں انقسام غیر قیاسی ہے البتہ ان امور میں فکر کی جولانی ہو سکتی ہے پس کوئی ذرہ آسمان اور زمین
 میں جملوات اور نباتات اور حیوانات اور فلک اور کواکب کا حرکت نہیں کرتا اگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ اوسکا محرک ہے
 اور اوسکی حرکت میں ایک حکمت یا دو حکمت یا دس حکمت یا ہزار حکمت ہیں اور ہر ایک ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جلال
 اور کبریائی پر مشاہدہ ہے۔

و لیل ۱۳۲ (دہم) انسان کی خلقت نقطہ سے ہے اور سب اشیاء ہی انسان کی طرف زیادہ قریب اوسکا نفس ہے اور انسان
 میں وہ عجائب امور ہیں جو عظمت الہی پر دلالت کرتے ہیں اور چکا عشر عشر بھی سالہا سال میں نہیں معلوم ہوتا مگر
 انیسویں کہ انسان جو اپنے نفس سے ہی غافل و جاہل ہے کہ کواکب اپنے غیر کی معرفت حاصل کر لیا خود انسان کے اندر
 آیات الہیہ موجود ہیں کہ ان میں دیکھا اور کہیں نہیں جو کہتا کہ وہ ایک نقطہ جس سے پیدا کیا ہے جبکہ اس میں ہر چیز و رنگ و صفت
 الہی سر نشو و نما پاتی ہے پھر یکایک وہ آدمی بن کر چلنے پھرنے لگا اور اپنے خالق ہی سے منکر ہو گیا اور مخالف بن گیا و پھر کچھ
 کہیں کیا تھا اور کیا ہو گیا اخلاط سمیعی اور منی ہی نطفہ اور نطفہ ہی علقہ اور علقہ ہی مضغہ اور مضغہ سے ہڈی کسی بن گئی۔

دلیل (۵) انسان کی پیدائش نطفہ سے ہو ایک قطرہ نیا کہ ہو کہ اگر اسکو تھوڑی دیر ہو میں چھوڑ دیا جائے تو فاسد اور گندہ ہو جائے پھر اسکو کھان کھان سے کھا لایا اور مرد و زن میں رشتہ محبت ڈالا گیا اور دونوں کو باہم سنسنا رہتے ہوئے جمع کیا گیا اور حرکت جماعتی سے اس کو خارج کیا گیا پھر حیض کا خون اندرون بدن کی ہر جگہ رحم میں جمع کیا گیا پھر نطفہ سے مولود کی پیدائش ہوئی اور اسکو حیض سے غذا پہنچائی کہ وہ پرورش پاکر بڑا ہو گیا اور کیونکر نطفہ کو جو سفید تھا خون بستہ سرخ کر دیا اور اسکیسے گوشت کا ٹکڑا بنایا اور طرح طرح سے اطوار انسانی بنالے گئے۔

دلیل (۶) نطفہ کے اجزاء باہم مشابہ ہیں اور بچے اور رگین اور اوتار وغیرہ مختلف اقسام کی طرف کیونکر منقسم کیا گیا۔ پھر گوشت اور پٹھون اور رگین سے اعضا ظاہر ہو گئے کیسا بنایا گیا اور سر کو گول وضع کیا گیا اور اوہین کان اور آنکھ اور ناک اور منہ کا سوناخ رکھا گیا اور ہاتھ اور پیر کو درز بنایا اور اونکے کنارے پر انگلیں اور انگلیوں میں پورے بنائے گئے پھر اندرونی اعضا کو جیسے قلب اور معدہ اور جگر اور تلی اور پیٹ اور رحم اور مثانہ اور آستین ہر ایک کو شکل خاص اور مقدار خاص اور عمل خاص عطا کیا پھر ہر عضو کے واسطے اجزاء و اقسام دوسرے کو گئے کہ آنکھ میں مثلاً اسات طبعیہ اور ہر طبقہ کیواسطے وصف خاص اور بہت سی مقرر فرمائی کہ اگر کوئی طبقہ معدوم ہو جائے یا کوئی صفت اسکی زائل ہو جائے تو آنکھ کی بصارت معطل ہو اور نیز متن رطوبات آنکھ میں رہیں گئیں کہ اگر ایک رطوبت بھی معدوم یا کم بیش ہو تو البصار دشوار ہے۔

دلیل (۷) ہڈیوں کو دیکھتے کس قدر سخت اجسام ہیں اور کونورم رقیق نطفہ سے کیسے بنایا گیا اور انکو قوام و ستون بدن کیا اور انکو مختلف مقادیر اور اشکال مختلف دئے گئے کہ بعض صغیر اور بعض کبیر اور بعض طویل اور بعض مستدیر اور بعض جوفدار اور بعض خلددار اور بعض غریض اور بعض دقیق کئے گئے اور چونکہ انسان کو بعض حاجات میں جلد بدن کی حرکت اور بعض میں بعض نفسانی حرکت کی ضرورت پڑتی ہے اسلئے اسکی ایک ہڈی ہین بنائی گئی بلکہ بہت ہینیں پیدائی گئیں اور اونکے درمیان میں جوڑ بڑی خوبی سے لگائے گئے جن سے حرکت کرنا آسان ہو اور ہر ہڈی کی شکل موافق حرکت مطلوبہ کے بنائی گئی۔ پھر جوڑ و وصل عجیب حکمت سے کیا گیا کہ انہیں ہڈیوں سے رابطات نکال کر دونوں ہڈیوں کو کنارہ پر لپیٹے گئے۔ تاکہ جوڑ اپنے مقام پر قائم اور مضبوط رہے۔ علاوہ برین ہڈی کے کنارہ پر زائدہ مثل گھنٹی کے اسی ہڈی سے پید کیا گیا اور دوسری ہڈی میں اگر با موافق اس زائدہ کے پیدا کیا گیا تاکہ وہ اوہین داخل ہو کر منطبق ہو جاوے اور ادھر ادھر سے نہ پٹے پس انسان ایسا بن گیا کہ جس حصہ کو بدن کے حرکت دینا چاہے تو بلا تکلیف حرکت دے سکتا ہے اور اگر فاصل اور جوڑ نہ ہوتے تو بڑی دقت پیش آتی اور ہر عضو کی حرکت دشوار ہو جاتی پھر ہر کی ہڈیوں کو غور کیجئے کہ کس طرح انکو جمع کیا ہے اور ترکیب کیا ہے کہ ہر ہڈی کی شکل اور صورت مختلف اور بعض کو بعض سے ایسا اتصال کیا کہ رویت سر کی درست اور برابر ہو جیسا کہ اللہ العلیٰ

دلیل (۸) دانستہ کلی ساخت عجیب مغرب ہو کہ جن کو چاہنا اور کاشنا اور توڑنا باسانی ہو سکے ثنائیا اور رباعیات واسطے

کہوتے کے اور ایجاب واسطے کسر کے اور اضراس واسطے پیستے اور چاہئے کہ اس کرتے ہیں اور واڑ ہو گو اندر کی طرف اور
 فیاضا عیات مایاب کو سامنے رکھا گیا کیونکہ انسان کوئی شے قطع کر کے یا توڑ کے چاہئے لگتا ہے جسکو زیادہ مدت اور کار
 اسلئے اندر کی طرف وہ غذا اگر لے سے محفوظ رہیگی اور نظر نہ آئیگی کہ دیکھنے والے کو کہ اسے پہنچے علامہ برین اسکلہ واسطہ نسبت
 واڑ کے خوبصورت ہیں اسلئے بھی اونکو رو برو رکھا گیا اور واڑ کو اندر کیا گیا تاکہ محفوظ کی شکل آگوار نہ ہو یہ پر گردن پر سر کو
 گس خوبی سے رکھا کہ اول و دوم منکہ پر گردن کے سر کو اسطرح قائم کیا کہ دوم منکہ کا زائدہ اول منکہ کے اندر سے لگتا تاکہ
 سر کی حرکت قدام و خلف کی جانب اوس سے حاصل ہو اور اول منکہ پر چین ویسا کی حرکت حاصل ہو۔ اور گردن کے سات
 فقرے کے گئے جو ہلکے اور مضبوط اور خوب اور گول ہیں اور ایک دوسرے پر عہدہ طور سے منطبق ہوتا ہے پھر گردن کو
 پوٹھ پر قائم کیا اور پیٹھ کے چوبیس فقرے نشنگا تک اس خوبی سے رکھے گئے ہیں کہ دیکھنے والے کو بصیرت ہو اور یہ نسبت
 سبحان اللہ واللحم للہ بول آٹھے پھر چوبیس ضلع ہر طرف سے بارہ بار پیٹھ کے فقرے کے آخر میں لگا کر سات سات ضلع و دو
 طرف سے سینہ کے ساتھ پڑیوں میں ملا دئے گئے تاکہ قلب و ریه و جگر و معدہ نہ پہنچے اور ایجاب و انقباض کو بھی مانع نہ ہوں پھر
 کتف کی ہڈی اور ماتہ کی اور پیر کی اور عجز کی اور ران کی اور پینڈ کی اور انکلیوں کی کس ماندہ ازا اور وضع سے جوڑیں ہیں کہ جاتا
 اور جملہ پینڈیں بدن کی دوسوا ڈالیں ہیں سو اونکی شمار بنانا مقصود نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ اونکے خالق اور پروردگار کی باریک بینی
 کہ ایک نظر دقیق سے کیونکر اتنی ہڈیں پیدا کر دیں اور اونکے مقادیر و اشکال مختلف مطابق مقصود بنا دے کہ اگر ان ہڈیوں
 ایک ہڈی بھی زائد ہو تو انسان کے حق میں وبال ہو جاوے اور اُسکے انکلی کی حاجت پڑے اور جو امنین سے کوئی
 کم ہو تو جو نقصان کی فکر کرنی پڑے پس طبیب تو اس غرض سے اونکو دیکھتا ہے کہ علاج کا طریق معلوم کرے اور ال
 بصیرت اس غرض سے اون پر نظر کرتے ہیں کہ اونکے خالق اور مدبر کی شان و عظمت معلوم کریں۔

ویل (۹) اللہ تعالیٰ نے ہڈیوں کو حرکت دینے آلات پیدا کئے جنکو عضلات کہتے ہیں اور وہ بدن انسان میں
 پانچ سو تیس ہیں اور عضلہ گوشت اور پٹھ اور رباط اور جہلی سے مرکب ہو اور عضلات کی شکل و مقدار باعتبار اختلاف اوقات
 و حاجات کے مختلف بنائی گئی ہے اور جو بیس عضلے آنکھوں اور پوٹیوں کی حرکت کیواسطے مقرر ہیں کہ اگر ایک بھی امنین
 کم ہو جاوے تو آنکھ خراب ہو جائے اسطرح ہر عضو متحرک کیواسطے جسقدر عضلات اور جس مقدار کے مقرر کئے گئے
 ہیں اونکے تغیر سے صحت انسانی بگای یعنی قائم نہیں رہتی۔ پھر عجیب یہ کہ جس عضلہ کی حرکت کا انسان ارادہ کرے اور جسکے
 عضلات حرکت کرتے ہیں حالانکہ انسان کو وقت تحریک اس امر کا مشورہ نہیں ہوتا کہ وہ کوئی عضلہ کو حرکت دیتا ہے مگر ارادہ
 اوسکا کافی ہے تعجب یہ کہ ارادہ اور حرکت میں کوئی علاقہ نہ ہو اور کوئی سلسلہ نہیں ہے جس سے دونوں باہم لگے یہ ربط جو ارادہ
 آہی کے کہن وے سکتا ہے۔

دلیل (۱۰) اگر نام دنیا کے آدمی اور جنات متفق ہو کر نطفہ کیلئے نہایت یا بصارت یا عقل یا قدرت یا علم یا روح پیدا کرنا چاہیں
 یا اس نطفہ سے بڑی یا بزرگ یا پہلے یا بعد یا بال بننا یا چاہیں تو کیا وہ اس امر پر قادر ہو سکتے ہیں کہ نہیں بلکہ اگر ان اشیا کی حقیقت
 اور کم نہ بھی پیدا ہو سکتے معلوم کرنا چاہیں تو اس سے بھی عاجز ہو سکتے ہیں انسان سے تعبیر ہو کہ اگر کسی دیوار وغیرہ پر
 کوئی تصویر دیکھتا ہے جب نقاش بڑی کاریگری سے اور کم تیار کیا ہو گیا ہو تو تصویر اسی شخص کی ہے تو اس وقت انسان
 کو بڑا تعجب اور حیرت ہوتا ہے کہ وہ کیا صنعت اور صداقت اور ہمت کی صفائی اور ہوشیاری ہو اور بڑی عظمت اس نقاش کی
 ولین آجاتی ہے حالانکہ انسان جانتا ہے کہ یہ تصویر ہاتھ اور قلم اور رنگ اور قدرت اور علم اور ارادہ سے بنی ہے جن میں سے کوئی شے
 نقاش کے فعل اور خلق سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ وہ خلق غیر ہے اور نقاش کا غایت فعل یہ ہے کہ وہ ان اشیا کو جمع کر کے
 ترتیب خاص کر دے یہ بھی بڑا تعجب اور وقار اس نقاش کا ہوتا ہے حالانکہ انسان خوب جانتا ہے کہ ایک گندہ نطفہ سے
 جو محدود و تہا پیدا کیا گیا ہے اس کو خالق نے پیٹھ اور سینہ میں پیدا کر کے اور نکال کے کیا شکل اور صورت اور مناسبت
 اعضا کی بنائی ہے کہ بھان اللہ اور اسکے اجزاء تشابہہ کو اجزاء مختلفہ کی طرف منتقل کیا ہو اور بڑی کونکے کنکے کیسی مضبوطی میں
 اور اعضا کی شکل کیا خوب بنی ہو اور ظاہر و باطن کو زینت دی ہے اور درگ اور پیٹھ ترتیب وار رکھے ہیں اور انکو عجیبی اور
 راستہ غذا کا بنایا ہے تاکہ چند مدت انسان باقی رہے اور سمیع و بصیر و دانا و گویا بنایا گیا اور پشت کو اساس بدن مقرر فرمایا
 بطن کو جاسی آلات غذا کیا اور سر کو جامع حواس کر دیا کہ وہ سینہ انہیں کہہ لیں اور انکے طبقات کو مرتب کیا اور طبقات کو حسب
 موقع کر کے اور انکو ہلکی کیا اچھی شکل بنائی اور اجفان سے انکو مزین فرمایا ہر طبقہ عینہ میں آسمان و پھر انکی شکل ظاہر کی پھر
 کانوں کے سوراخ میں کہو لے اور ایک جھلی واسطے سماعت کو اور پرندہ ہی اور کان کی سی سی اسلئے بنائی تاکہ آواز جمع ہو
 سوراخ کب پہنچے اور کسی جانور کی چال معلوم ہو جائے اسلئے اوہین انحراف اور کجی رکھی گئی ہے تاکہ جانور کا راستہ طویل
 ہو اور نہ مینوالا اسکی چال ہی بیدار ہو جائے۔ پھر ناک کو دیکھئے وسط چہرہ میں اوں چار کہا گیا اور عمدہ شکل کی گئی اور دو سوراخ
 اوہین کہو لے تاکہ خوشبو و بدبو کی تمیز ہو اور بوسہ نگہ کر غذا کا حال معلوم ہو اور تریح قلب کی واسطے راستہ ہوا کا ہو چہ
 دیکھئے منہ کیسا بنایا اور اوہین زبان گویا اور منظر ہانی الضمیر رکھی گئی اور دانتوں سے منہ کو زینت دی گئی اور صفت بستہ برابر
 موقع پر انکو کہا گیا گویا موتیوں کی لڑی ہے اور لبوں کو کیا عمدہ شکل عنایت ہوئی کہ کہوں اور بند کرنا اور ادائی حروف ان سے
 آسان ہو یہ ہر چیز یعنی سانس کی تکی قابل وید ہے اسکو واسطہ سانس لینے اور آواز نکالنے کیلئے بنایا گیا اور زبان کو واسطے
 تقطیع صوت کو تاکہ خارج حروف سہل ہوں پیدا کیا گیا۔ اور حنجرو کو مختلف اشکال کا تنگی اور کشادگی اور خوشنوت اور ملاست
 اور صلابت اور رخاوت اور طول اور قصر میں کیا گیا تاکہ مختلف آوازیں ظاہر ہوں۔ اور باہم مشابہہ اور متحد نہ ہو جائیں بلکہ
 سننے والے کو آواز میں فرق معلوم ہو اور تاریکی میں بھی آواز سکڑا شخص کی تمیز کر سکے پھر سر کو بالوں سے اور شبی

سے زینت بخشی اور چہرہ کو داڑھی اور ابرو سے اور ابرو کو باریک بالوں اور توسی شکل سے اور آنکھوں کو پلکوں سے اور اندرونی اعضا تیار
 اور ہر ایک کو واسطے فعل خاص کے مخصوص کیا پس بعدہ کو واسطے نفع غذا کے اور جگر کو واسطے استحکام غذا کے طرف
 خون کے اور تلی اور پتے اور گروے کو واسطے خدمت جگر کے مقرر کیا کہ تلی جگر سے سودا کو نکلتی ہے اور پتہ صفر کو نکلتا ہے
 اور گروہ مالیت کو جگر سے کہنتی ہے اور شاذہ کو گردہ کا خادم بنایا کہ وہ پانی کو گردہ سے نکھلا کر حلیل کی طرف دفع کرتا ہے
 رگین جگر کی خادم بنائیں تاکہ وہ خون کو اطراف بدن تک پہنچا دیں پھر ہاتھوں کو لاسنبہ اور دراز بنایا تاکہ وہ مقاصد کی طرف
 پھیل سکیں اور حلیل کو چوڑا کیا اور بائیں اوٹنگلی اور بائیں لگائیں اور ہر انگلی میں تین تین پورے کے اور چار انگلیوں کو ایک
 جانب اور انگلوٹھے کو دوسری جانب رکھا تاکہ انگلوٹھے مناسب انگلیوں سے برابر مل سکے اور اگر اولین و آخرین جمع ہو کر تال
 اور غور کر کے دوسری صورت نکالیں تو اس سے بہتر رگ نہ بنیں نکال سکتے پھر انگلیوں کے کنارہ پر ناخون سے
 زینت اور استحکام کیا گیا تاکہ انسان چھوٹی شے کے اٹھانے پر قادر ہو اور وقت ضرورت کے اپنے بدن کو کھجلا وے
 پس ناخن جو سب اعضا سے ادنیٰ درجہ کا ہے اگر معدوم ہو جاوے اور آدمی کے غارش ہو تو وہ کس قدر عاجز ہو گا پھر دیکھو
 کو ہدایت کر دیکھی ہے کہ وہ غارش کی جگہ پر پہنچتا ہے اگر چہ آدمی غافل ہو یا خواب میں ہو اور اگر دوسرے شخص سے کچھ اٹھے
 تو وہ کھجلی کے مقام پر مطلع نہ ہو گا مگر بڑی دقت سے یہ امور نطفہ میں رحم کے اندر پیدا کئے جاتے ہیں اگر درمیان سے حجاب
 مرتفع ہو جاوے اور انسان اس نطفہ کو رحم کے اندر دیکھے کہ تصویر اور تخطيط اوپر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی ہے تو مصور کا
 نظر نہیں آتا اور نہ مصور کے آلات نظر آتے ہیں کیا کسی نے ایسا مصور یا فاعل دیکھا ہے جو اپنے مصنع اور آلات کو ماتہ
 نہ لگائے اور او میں تصرف کرتا ہو سبحان اللہ کیا عظیم الشان اور ظاہر البرہان ہے پھر باہر جو کمال قدرت کے اور کمال
 رحم قابل دید ہے کہ جب بچہ سے رحم مادر تنگ ہوا اور بڑا ہو کر وہ گہرا یا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو راستہ بنایا اور اولٹ کر اس
 تنگ مقام سے نکلنے کا مسدود تلاش کر کے لگا گویا اپنی حاجت پر وہ واقف ہے پھر جب باہر نکلا اور محتاج غذا ہوا اللہ تعالیٰ
 نے اس کو مومخہ سے پستان کا لقمہ کر نیکی ہدایت کی اور چونکہ بدن اس کا نہایت نرم ہوتا ہے کہ اغذیہ خلیفہ کلیفہ کا تحمل نہیں
 ہو سکتا اس کے واسطے لطیف دودھ پیدا کر دیا اور اس دودھ کو خون اور اکالاش سے صاف کر کے نہایت خوشگوار
 خالص نکالا اور اس کے واسطے پستان کو خزانہ بنایا اور ان میں دودھ جمع رکھا کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اپنی غذا تیار پا سکے
 اور پستان کا سر یعنی گھنڈی مطابق بچہ کے مومخہ کے بنائی اور او میں ایک باریک سوراخ رکھا کہ بدن کیچنے اور چوسنے
 کے دودھ باہر نکلے اور وہ بھی تدریجاً ہو کیونکہ سچ قلیل قلیل ہی چوسنے کی طاقت رکھتا ہے پھر بچہ کو کیسے ہدایت
 کی ہے کہ بچہ کو بقدر ضرورت دودھ سے پیٹ بھر لے پھر رمت اور شفقت یہ کہ وہ دوسرے تک دانت نہ نکلیں کیونکہ
 دو سال تک بچہ کو صرف دودھ دیا گیا ہے اس لئے اس کو دانت نکلی حاجت نہیں اور جب وہ بڑا ہوا تو اس کو دودھ ہلکا

تعمیرت بخشتی ہے۔ اور یہ زندہ کرتی ہے اور یہ اہلک ہے اور یہ سردی کر دیتی ہے اور یہ گرمی کر دیتی ہے اور یہ مسہ مہین
 جاکر صفر کو دکھا دیتی ہے اور یہ صفر کو دکھا دیتی ہے اور یہ بلغم اور سودا کو دور کرتی ہے اور یہ اذن و دون کی طرف متحول ہوتی ہے
 اور یہ مفرح ہے اور یہ غلب آور ہے اور یہ ضعف آور ہے پس کوئی پتا اور کارڈی زمین سے نہیں پیدا ہوتا مگر اس میں
 ایسے منافع ہیں کہ بشر کو ان کی حقیقت پر اطلاع نہیں پھر بعض نبات اپنی تربیت میں عمل خاص کے محتاج ہیں جتنکے
 کہ بھوک کی تابیر اور انگور کا قطع اور کہستی کا تنقیہ کیا جاتا ہے اور بعض زمین میں بیج ڈالنے سے اور بعض شاخ لگانے سے
 اور بعض بیوند کرنے سے پیدا ہوتے ہیں مگر تمام نباتات کے طبائع اور افعال اور خواص لکھے جاویں تو ایک بڑا دفتر ہو گا
 ہوا ہذا ہر ایک شے کو قدرے قدرے بطور نمونہ کے لکھا جاتا ہے کہ شاید کوئی صنعت اور خوبی انسان کو نشان کشان نظر
 صانع حقیقی پہنچا دے۔

دلیل (۱۲) زمین کے کھڑے سب طے ہوئے اور پھر مختلف ہیں پہاڑوں کے اندر کیلئے نفیس جو اہر پیدا کئے ہیں بل
 فیروزہ الماس سونا چاندی تانبہ پتیل لوہا پھر انسان کو اوتھے دکھانے اور صاف کر نیکی تیر تانی کی مہربان اور سکھ اور زیور اوتھے
 بنائے پھر زمین کی کانیں گندک وغیرہ سے مالامال کر دیں اور نمک کیسا پیدا کیا کہ اگر کسی شجر میں نہ لے تو اہل مشہر تباہ
 اور ہلاک ہو جاویں۔ حالانکہ اس کو صرف ذائقہ طعام کو واسطہ داخل کرتے ہیں کہ اچھا ہو دیکھو۔ بہت آہی کہ بعض زمین کا جوہر کھار
 بنایا ہے کہ زمین بارش کا پانی جمع ہو کر نمک بن جاتا ہے کہ انسان کی زندگی بامزہ کہانے سے خوشوار ہو اور کوئی جامدادی جان
 اور نبات ایسا نہیں کہ جس کے اندر حکمت اور حکمتیں نہ ہوں کسی شے کو اللہ تعالیٰ نے عیب نہیں پیدا کیا بلکہ تمام مخلوقات
 جو طرح چلے اور حیوانات انہی کے لائق ہے پیدا ہوئی ہے اور ہر شے مطابق کرم و لطیف و حکمت الہی کے کما مینہی
 ظاہر ہوئی ہے۔

دلیل (۱۳) حیوانات کے اقسام بہت ہیں کہ بعض پرواز کرتے ہیں اور بعض زمین پر چلتے ہیں کسی کے دو پیر اور کسی
 چار پیر اور کسی کے دس اور کسی کے سو ہیں پھر منافع اور صورت اور شکل اور اخلاق اور طبائع ان کی ہیں اختلاف ہے اور حیوان
 جانور اور وحشی جنگل کے اور پلے ہوئے گہر کے دیکھو ان کے عجائبات ایسی ہیں کہ جنگل و مہیکہ عظمت اور قدرت اور حکمت خالق
 میں کوئی شک نہیں رہتا اور ان کا احاطہ غیر ممکن ہے بلکہ اگر ہم چاہیں کہ چھ یا کبھی شہد کی یا مکڑی کی عجائبات بیان کریں حالانکہ
 وہ چھوٹے حیوانات میں سے ہے تو قادر نہ ہونگے مثلاً اس کو گہر بنانا اور باہی غذا جمع کرنا اور زخیرہ کر لینا اور اپنی حاجات میں
 برسی ہوشیاری سے کام لینا چنانچہ مکڑی کو دیکھئے کہ درمیان دو مقام کے جبکا فاصلہ دو بالشت ہوا اپنے نصاب کا اول تانا
 آنتی ہے اور دونوں کناروں کو مضبوط کر دیتی ہے اور فاصلہ تاروں میں برابر رکھتی ہے کہ ذرا بھی کم و بیش نہیں ہوتا جب تار پہلے
 سے فوجت پاتی ہے تو بالکے طرف مشغول ہو جاتی ہے اور دونوں کے ملتے ہوئے مضبوط کر دیتی ہے جیسے گرد لگائی

اور بالکل کو بھی برابر کہتی ہے جب وہ جال تیار ہو گیا جس میں چمچ بھی نہیں جاوے تو آپ ایک شکار کے منتظر رہتی ہیں
 پر جب شکار پہنچا جلد اسکو کھانسی لیتی ہے اور جب شکار اس طور سے نہیں کرسکتی تو تار میں اپنے آپ کو اٹا لٹکا کر منتظر
 رہتی ہے جب کوئی بھی اڑتی ہوئی آئی فوراً اپنے کو اس طرف ڈالکر اسکو کھانسی لیتی ہے اور تار کو اپنے پیروں پر لپیٹ کر اسکو
 کھانسی لیتی ہے اور اسطرح ہر ایک حیوان میں چوہا ہوا یا بڑا ہوشیاری ہے کیا صنعت خود ہو گئی یا کرمی نے خود کی یا کسی آدمی
 نے اسکو تعلیم دی یا کوئی ہادی یا معلم اس کو دسی کا نہیں ہے بلکہ ہاتھی بھی باوجود عظیم الجثہ ہونیکے اور قوی ہونے کے اپنے
 پیروں سے عاجز ہے پس کیونکر یہ حیوان ضعیف عاجز ہو گا پس بصری آدمی چوہے حیوان میں وہ صنعت اور حکمت اور کمال
 قدرت اور عظمت الہی کو دیکھتا ہے کہ جس میں عقل انسانی حیران ہون نہ کرے بڑے حیوان میں اور چونکہ انسان ہر دم حیوانا سے
 مانوس ہے اور ہر وقت اونکو دیکھتا ہے اسلئے اسکو تعجب نہیں ہوتا بلکہ اگر جدید حیوان یا کبکے کو دیکھتا ہے تو بے اختیار
 سیمان اٹھاتا ہے حالانکہ تمام حیوانات میں خود انسان کے زیادہ تر امور عجیب موجود ہیں باہنہ انسان اپنے نفس سے
 تعجب نہیں کرتا بقول شخصہ کمر کی مرغی وال برابر بلکہ اگر انہیں حیوانات مالدہ پر غور کرے اور انکے اشکال اور صورت اور ہڈیاں
 اور قوائم پر نظر ڈالے کہ جلد اور صوف اور شہم اور بال اور ننگے کس کس کام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں کہ آدمی اونکو بلا
 اور خیمہ اور سانپ اور زروف اور غلین بناتے ہیں اور اونکو دودھ اور گوشت غذا کرتے ہیں اور بعض جانور سوارسی کو قابل
 اور بعض بوجہ اور اٹھانے کیلئے ہیں جن سے مسافت بید رہے کرتا ہے تو ضرور اسکو بہت ہی تعجب ہو گا اور جان لیگا لگا لگا
 کوکل منافع کا علم قبل خلق حیوانات حاصل تھا عجیب شان والا ہے جبکو جلد امور بلا فکر و تامل کے معلوم و کشف ہیں اور
 بلا استغانت و زور اور شیر کے علم و خیر و حکیم و قدیر ہے اوس نے اقل قلیل ہی سے عارفین کے قلوب کو صدق شہادت ملتا ہے
دلیل (۱۴) زمین کا راج سکون کے قدر وسیع ہے اور تین ربع اس کے سمندر میں غرق ہیں اللہ تعالیٰ نے حیوانات کیواسطے
 یہ ربع ظاہر کر دیا ہے پس جب قدر جنگل اور پہاڑ ہیں بہ نسبت زمین کے اصناف ہیں جیسا کہ وسعت بحر کی بہ نسبت برکات اصناف بحر
 اور بعض اشیاء سمندر کی ایسی ہیں جنکی نظیر اس زمین پر نہیں جنکو بعض اشخاص نے چند مجملات میں بیان کیا ہے اور کوئی قسم
 حیوان کی زمین پر نہیں جو سمندر میں نہ ہو مثل کھوڑا گائے انسان طیور وغیرہ بلکہ یہاں سے وہاں بہت زیادہ ہیں اور بعض حیوان
 سمندر اس قدر بڑے ہیں کہ بعض قافلہ نے اسکو جزیرہ تصور کر کے اوسپر نزل کیا اور جب اوسپر آگ روشن کی تو اسکو
 حرکت ہوئی تب معلوم کیا کہ یہ کوئی حیوان ہے پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے موتی کو سمندر میں سیپی کے اندر کیا پاکیزہ بنایا اور
 حیران کو سخت پیچھرون میں پانی کے نیچے کیا اور گایا حالانکہ وہ ایک جہاز ہی جو پتھر سے نکلتا ہے علاوہ برین و عین و
 نفیس اشیاء کو دیکھو جنکو دیا یا پر ڈالتا ہے یا اوس سے نکالے جاتے ہیں پھر کشتیوں اور جہازوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے
 پانی پر کس طرح نہا یا ہے اور تجارت کرمیالے اور مال طلب کرمیالون کو اوس میں چلایا ہے اور انکے لئے کشتی کو واسطے

بوجہ لادیکے مٹوکیا اور ملاوٹکو ہواؤن کی شناخت ویدی ہے غرض عجائبات دریا کا اعاظہ اور بیان اور اسکے صنائع و بدائع کا تیان مجملات میں ہی دشوار ہے۔

دلیل (۱۵) پانی کا قطر جسم ترقیق سیال شفاف متصل الاجزا کو ایک شے ہے سر ریح القبول انفصال کا گویا وہ منفصل ہے قابل اتصال و انفصال جس سے زمین پر حیوان اور نبات کی واسطے حیات حاصل ہے اگر آدمی پانی کا محتاج ہو تو تمام مال خراج کر دے اور جگہ پینے کے نکالنے کی ضرورت ہو تو تمام مال دریائے کو تیار ہو پس تعجب ہو کہ انسان کے نزدیک روپیہ اور اشرفی اور جواہرات کی زیادہ قدر ہو اور اللہ تعالیٰ کی نعمت بوقت حاجت پانی میں خیال نہ کرے غرض پانی مذہبی کونین دریا کے عجائب صنع کو غور سے دیکھئے کہ ہر ایک صنع کمال حکمت کی خیریتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے کیا مجھ کو کین دیکھا اور میری صورت اور ترکیب اور صفات اور منافع اور اختلاف اور کثرت فوائد پر غور نہیں کرتا کہ کیا تو گمان کرتا ہے کہ میں خود نیکیا یا مجھ کو کسی نے میری جنس میں سے پیدا کر دیا مجھ کو حیا نہیں کہ تین حرف کا کلمہ لکھا ہوا دیکھ کر یقین کرتا ہے یہ صنعت آدمی قادر عالم مدیکلم کی ہے اور خطوطا آئینہ جو میرے چہرہ پر مرقوم ہیں جن کو قلم آبی نے لکھا ہے جو نظر نہیں آتا دیکھ کر صانع حقیقی کی عظمت اور جلال سے ذہول کرتا ہو اور نطفہ بھی اہل دل سے کہتا ہے نہ اون کے جو غافل اور بھڑے ہیں کہ تم خیال کرتے ہو کہ میں احشاک کی ظلمت میں خون جفیض میں ڈوبا ہوا ہوں ایسے وقت کہ میرے چہرہ پر خط اور تصویر ظاہر ہوتی ہے اور نقاش تیلیان اور اجفان اور پیشانی اور رخسار و لب کا نقش کرتا ہے دیکھو کہ ظہور نقش قدر سے قدر سے تدریجاً ہوتا ہے اور نطفہ کے اندر اور باہر اور رحم کے اندر اور باہر وہ نقاش نظر نہیں آتا اور باپ کو خبر ہے اور زمان کو اور نہ نطفہ کو نہ رحم کو۔ کیا ایسا نقاش اہل نقاش سے عجیب تر نہیں جو قلم سے کوئی صورت عجیبہ بنائے اور ایک دو بار میں اوسکو دیکھ کر معلوم کر لیا جائے۔ کیا تو قادر ہے کہ ایسا نقش اور ایسی تصویر دیکھ لے جو ظاہر اور باطن اور جمیع اجزاء اور نطفہ کو عام ہے بدون اسکے کہ نطفہ کو ہاتھ لگے یا اوس سے اتصال ہو یا ظل میں یا خارج میں پس اگر تو ان عجائبات کو تعجب نہیں کرتا تو نہیں سمجھتا کہ ایسے مصور کے برابر کوئی مصور اور نقاش نہیں جیسا کہ اوس کے نقش کے مثل کوئی نقش نہیں اور دونوں فاعل میں یوں بعید ہے جیسا کہ دونوں فعلوں میں ہے پس اگر تو اس تعجب نہیں کرتا تو اپنے عدم تعجب سے تعجب کر کیونکہ تعجب کرنا تیرا سبب عجیب سے عجیب تر ہے کیونکہ تیرے شے نے تیری بصیرت کو اندھا کیا یا جو اس قدر وضاحت کے وہ لائق اسکے ہی کہ اوس سے تعجب کیا جائے یا اس سے وہ ذات جس نے دوستوں کے دل مینا اور دشمنوں کے دل تانیا کر دئے۔

دلیل (۱۶) ہوا لطیف در بیان مقدر آسمان و صمد زمین کے مجبوس ہے وقت چلنے ہوا کے حل پس اوسکا احساس ہوتا ہے اور آنکہ ہوا اوسکا جسم نظر نہیں آتا مثل سمندر کے جس میں مختلف جانور اپنے بازو و

تیرتے ہیں جیسے دریا میں دریائی جانور تیرتے ہیں۔ پس ہوا کی حرکت سے روح ہوائی حیوانات اور نباتات کو پہنچتی ہو اور وہ نشوونما
کیلئے مستعد ہو جاتے ہیں۔ پھر ہوا کی لطافت کو دیکھئے کہ باوجود لطیف ہونے کے قدر قوت رکھتی ہے اگر خشک کو ہونک کے
پانی میں ڈالا جائے تو کیا ہی قوی آدمی چاہے کہ اسکو پانی میں غوطہ دے اوس سے عاجز آتا ہے۔ اور سخت لوہا پانی پر
رکھا جائے۔ تو نیچے پانی کے نیچے جاتا ہے۔ دیکھو ہوا کو پانی سے باوجود لطیف ہونے کے کس طرح علمدہ اور قوی کیا ہے اسکی
کشتی پانی میں غرق نہیں ہوتی بلکہ ہر محو شے جس میں ہوا بہری ہو پانی کے اندر نہیں ڈوبتی کیونکہ ہوا پانی کے اندر جانے
سے منقبض ہوتی ہے اور سطح داخلی کشتی سے جدا نہیں ہوتی اسکی کشتی بہا رہی ہو اور لطیف میں معلق رہتی ہے چونکہ
کشتی نے ہوا کا دامن پکڑ لیا ہے اسلئے وہ پانی میں غرق نہیں ہوتی عجب قدرت الہی ہے کہ اسقدر ثقیل شے ہوا اور لطیف
میں بدون علاقہ ظاہری کے معلق رہے۔ پھر جو سما کے عجائبات دیکھئے کہ اوہیں رعد اور برق اور بار بار بارش اور برف
اور شہاب اور صاعقہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر بدون بارش دیکھئے اور بدون رعد کی آواز سنئے کہ کوئی حصہ تیرا دن میں نہیں تو چوبیس
بہی اس معرفت میں تیرے شریک ہیں ذرا بر غلیظہ کو غور فرمائے کہ جو صاف میں کیسے جمع ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ
چاہے کیسے پیدا ہوتا ہے اور باوجودیکہ ابر بدکا ہوتا ہے اسقدر بہا رہی پانی کا بوجہ کیسے اٹھاتا ہے اور کیسے جو سما میں
اسکو معلق رکھتا ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو نہیں چھوڑتا۔ پھر پانی قطرات کر کے علمدہ اور علمدہ پر قطرہ کہ ایک دوسرے
سے ملنے پڑا دے اور یکے بعد دیگرے زمین کو ایک ایک قطرہ پہنچے کیا تعجب خیر واقعہ نہیں اور اگر تمام دنیا جمع
ہو جاوے اور ایک قطرہ پیدا کرنا چاہے یا عدد قطرات ایک بلکہ یا ایک گاؤں کے معلوم کرنا چاہے تو اس کے
حساب سے عاجز ثابت ہونگے پس وہی اونکو جانتا ہے جس نے اونکی ایجاد کی ہے پھر قطرہ عین ہے کہ فلان زمین یا حیوان
کو ملے اور سپر بخلاف الہی لکھا ہوا ہے جو ظاہر بصارت سے نہیں نظر آتا کہ یہ فلان ٹیرے کارزق ہے جو فلان پہاڑ کے کنارہ پر ہے
فلان وقت میں اسکو پہنچے گا جبکہ شکی غالب ہوگی پھر ایسے لطیف پانی سے اولاحت بنانا اور شل رونی دھنکی ہوئی
کے برف کا گونا عجیب صنع الہی ہے کہ کوئی اسکا اس میں شریک نہیں اور نہ کسی کو اس میں کچھ دخل ہے بلکہ یقین
کرنا کہ اونکو عظمت الہی کے مقابل عاجزی و خضوع کے سوا کوئی چارہ نہیں اور نہ کون کو سوائے جہالت کے اور اسباب
و علل کی گفتگو کے کچھ نصیب نہیں پس جاہل مغرور کہتا ہے کہ پانی اسلئے نزول کرتا ہے کہ وہ اپنی طبیعت میں ثقیل
ہے۔ اور گمان کرتا ہے کہ اسکو معرفت منکشف ہوگئی اور اس پر سرور کرتا ہے اور اگر اوس سے کہا جاوے کہ طبیعت
کے کیا معنی ہیں اور کس نے اسکو پیدا کیا اور کس نے ایسا پانی پیدا کیا جسکی طبع ثقیل ہے اور کس نے درخت کے
نیچے ڈالے ہوئے پانی کو اوپر شاخوں کے چڑھایا حالانکہ اسکی طبیعت ثقیل ہے وہ کیسے نیچے اتر کر اوپر چڑھ گیا
اور اشجار کے اندر سے سرایت کرنا ہوا ذالی ڈالی اور تہہ بہ تہہ پر پہنچا۔ اور تہہ بہ تہہ پر پہنچا۔ اور تہہ بہ تہہ پر پہنچا۔ اور تہہ بہ تہہ پر پہنچا۔

جز بزرگ جین پہل گیا تاکہ ہر جز کی غذا ہو اور اسکو منور کرے اور اسکی طراوت کو باقی رکھے اسطرح فواکھات کے تمام جزا میں سرایت کر گیا اگر پانی یا بطبع اسفل کی طرف مائل ہے تو کیسے اعلیٰ کی طرف چڑھا اور کیسے اوپر کو حرکت کیا پس اگر یہ امر کسی عاجز کی کشش ہے تو وہ بتا جس نے اس عاجز کو مسخر کیا پس اگر انتہا خالی سمجھات و اراض پر آخرین ہو تو پہلے ہی سے اس پر حوالہ کیوں نہ کیا۔ پس انتہا جاہل کی ابتداء عقل کی ہے۔

وسیل (۱۷) اجرام سماوی اور اسونے کو اکب کے عجائب اسقدر زمین کد زمین کے بھی اسقدر نہیں جس نے سب کچھ معلوم کیا مگر عجائب آسمانی اوس سے فٹ ہو گئے تو اوس سے کل ہی فٹ ہوا کیونکہ زمین اور دریا اور ہوا اور ہر جسم سوا اسے عالم علوی کے بنسبت آسمانوں کے ایک قطرہ دریا کا ہے اور جبکہ معرفت عجائب فطرت سے اولین و آخرین عاجز ہو گئے تو عجائبات آسمانی کی معرفت سے کیونکہ عاجز نہ ہو گئے اسلئے کہ عالم علوی کی مضبوطی اور پائیداری عالم سفلی میں نہیں اور یہ گمان نہ کرنا کہ آسمان کا نیلا رنگ اور ستاروں کی چمک اور تفرق ہی نظر ملکوتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس میں تو حیوانات بھی شریک ہیں بلکہ عالم ملک و شہادت بصر سے معلوم ہوتا ہے اور عالم غیب اور ملکوت بصیرت سے معلوم ہوتا ہے پس اعلیٰ درجہ کو بعد ستاروں ذکر کرنے اور اپنے درجہ کے پہنچنا سہل ہے اور اپنے اور قریب سب سے نفس انسانی ہے ہر زمین ہے جو فرو و گاہ آدمی پہنچے ہو اور انسان کو محیط پہنچے نبات اور حیوان اور وہ چیز جو زمین پر ہے ہر عجائب مابین آسمان و زمین کی ہر بات آسمان مع ستاروں کی ہر چیز پر عرش پھر ملائکہ جلال عرش میں اور آسمانوں کے دار و غریب میں پھر سر و روگار عالم برزخ کرنا۔ غرض اتنے جنگل اور گھاٹیاں اور مسافتات شاقہ و رسیان انسان اور رب العالمین کے حامل ہیں۔ اور ابھی قریب کی گھاٹی سے انسان نے فراغت حاصل نہیں کی جو معرفت نفس سے اور دعوے کرنے لگا کہ میں عارف باللہ ہو گیا ہوں۔ کچھ فکر کی حاجت کیا۔ ذرا آسمان کی طرف سر اٹھا اور دیکھو اور ستاروں کو دیکھو اور دورہ اور طلوع اور غروب اور نکلا معائنہ کرو اور سورج اور چاند کا اختلاف مشارق و مغارب اور حرکت دوامی کہ ذرا تغیر نہ ہو اور کچھ فرق نہ پڑے بلکہ ہر ایک حساب محین اور متادل مقبرہ پر ملائم ہمیشہ دورہ کرتا ہے یہاں تک کہ حق تعالیٰ انکے اوراق پھیلے۔ سر عالم پیدا کرے پھر ستاروں کے شمار و کثرت اور اختلاف الوان پر نظر کرو کہ کوئی سرخ اور کوئی سفید اور کوئی تیلی رنگ رکھتا ہے۔ پھر خلائق اشکال اور انہی غور کرو بعض بصورت عقرب اور بعض بصورت حمل و ثور و اسد و انسان ہیں۔ اور کوئی صورت زمین پر نہیں مگر اوسکی مثال آسمان میں موجود ہے۔ پھر یہ آفتاب اپنے فلک میں دیکھو کہ ایک سال میں دورہ ختم کرتا ہے اور ہر روز طلوع اور غروب میں حرکت عرضی سے دورہ تمام کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو مسخر کر دیا مگر اسکا طلوع و غروب نہ ہوتا تو اختلاف لیل و نہار نہ پایا جاتا اور شناخت اوقات نہ ہوتی بلکہ ہیشہ تاریکی یا روشنی قائم رہتی پس وقت معاش کا وقت آخرت سے ممتاز نہ ہوتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے رات کو پروہ پوش اور خواب کو آرام اور دن کو معاش دینا دیا۔

اور دیکھو ہات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنا اور انکی زیادتی اور نقصان ترتیب خاص پر مقرر کرنا اور انکی شان و
دلیل (۱۸) انسان کسی امیر کے گھر کو جا کر دیکھتا ہے کہ نہایت منقش اور مرصع اور مذہب ہے تو بڑا ہی تعجب کرتا ہے کہ
 اور ہمیشہ اوسکو یاد کرتا ہے اور اوسکی خوبی ہر جلسہ میں بیان کرتا ہے حالانکہ ہمیشہ اس مجموعہ عالم اور اسکی زمین اور اسکی چھت
 اور اسکی ہوا اور عجائبات اسکے سامان اور حیوان اور نقوش کے ملاحظہ کرتا ہے اور مطلق اسطرف التفات قلبی نہیں
 کرتا کیا یہ گہرا وس گہر سے جکا انسان ملاح ہے کچھ کم ہے بلکہ یہ گھر کل ہے اور وہ گہرا اسکے جز کا جز ہے یعنی زمین کا
 جز ہے جو اس مجموعہ عالم کے گہر کا ادنیٰ جز ہے مگر اس بڑے گہر کو آدمی غور نہیں کرتا ادنیٰ اور فیہ غیر غیش ہے اسکا
 سبب بجز اسکے نہیں کہ یہ بڑا گہر پروردگار انسان کا بنا یا ہوا ہے جسکو خود اوس نے بنفس نفیس ترتیب دیا ہے
 اور آدمی اپنے نفس اور رب اسپنے اور بیت اللہ کو فراموش کر دیا ہے صرف بطن اور فرج میں مشغول ہے دن رات
 اوسیکے استقامت میں رہتا ہے کمال خواہش انسان کی یہ ہے کہ پیٹ بھر جاوے حالانکہ انسان بہائم کی برابر کیسا اوسکا
 غشہ بھی نہیں کہتا اور یہی خواہش انسانی ہے کہ وس میں آدمی اوسکو جھک کر ادب سے سلام کرے اور جہوئی خوشا
 کیا کرے کہ آپ ایسے اور ایسے اور اگر سچے دوست بھی ہوئے تو کسیکو نفع اور ضرر اور موت اور حیات نہیں بخش سکتے
 علاوہ برین بعض کفار بھی اسکے بلدہ میں اس سے زیادہ وجاہت اور دولت رکھتے ہیں مگر اسکو کچھ خبر نہیں چند روز
 کیواسطے اسقدر مغرور اور جال آہی سے مستور افسوس۔

دلیل (۱۹) انسان اور انسان کی عقل مثل چیونٹی کے ہے جو اپنے سوراخ سے نکل کر کسی بادشاہی محل میں داخل ہو
 جو نہایت مضبوط اور رفیع العمارت ہو اور اقسام اقسام کے ذخیرے اور نفیس اشیاء اور خند متنگار اور باندھی اور غلام
 بکثرت اوس میں موجود ہوں پس جبکہ وہ چیونٹی دوسری چیونٹی سے ملے تو بجز اپنے گہرا اور اپنی غذا اور اپنے ذخیرہ کو اگر کلام
 پر قادر ہو دوسری بات نہیں کرے گی اور محل شاہی کا حال اور اوس بادشاہ کا جو اوس قلعہ میں ہے بالکل نہیں جانتی
 اور نہ اوس میں کچھ فکر کرتی ہے بلکہ اوسکو قدرت ہی نہیں کہ اپنے نفس اور اپنی غذا اور اپنے گھر سے بجاوڑ کر کے دیکھ
 مشغول ہو پس جیسا کہ وہ چیونٹی محل شاہی اور سامان قلعہ اور اسکے دیواروں سے غافل ہے اور اوسکے بننے
 والوں سے بھی خبر دار نہیں پس طرح آدمی بھی اللہ تعالیٰ کے گھر سے اور اوسکے رہنے والوں سے جو لاکھوں
 آسمان میں بالکل غافل ہے مگر چیونٹی کو معرفت حاصل کرے گی قدرت حال نہیں اور انسان کو قدرت دی گئی کہ وہ معرفت حاصل کرے
 پس تصنیف و تالیف آہی دیکھ انسان بہت جلد ترقی کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۰) اگر تمام عقل اول تجاویں اور جس روح القدس ہو جاویں اور اس انتظام عالم سے بہتر
 کرنا چاہیں گہر گہر ممکن نہیں۔

دلیل (۲۱) آئینس میں تلخیص و جلا در اول نفیست سنگ گرده و شانہ و قتیقہ سدہ طحال و تصفیہ خون و حرارت و پیوست در جہ دوم کس لئے کی اوسی لئے۔

دلیل (۲۲) آئینس میں برودت و رطوبت در جہ دوم کی اور تلیین و تسکین تشنگی و جوش خون و صفراء اشتہا و باہ کس لئے پیدا کی بجز جناب فاطر السموات والارض کس میں طاقت ہے۔

دلیل (۲۳) آگ کے دودھ میں تفریح و اسہال و تقطیع بلغم اور اسکے پتوں میں تحلیل اور ام بارہ اور اسکے پھولوں میں ہضم طعام و گرمی خوشکی در جہ دوم کی اوسی لئے پیدا کی ہے۔

دلیل (۲۴) آئینس میں سردی اور خشکی اور زیادہ کرنا اور غلیظ کرنا منی کا اور تحریک باہ اور تقویت شانہ کس لئے یوکت رکھا اور اسبھج کر مقبول جواب دو۔

دلیل (۲۵) آئینس میں سردی در جہ اول کی اور تری در جہ دوم کی و تلیین و اذلاق و نفع تپ صفراء و موی و خارش بدن و ازالہ جوش خون و صفراء کس لئے پیدا کیا۔

دلیل (۲۶) انہ ہلدی میں گرمی خوشکی در جہ دوم کی و تحلیل باقی نفع عسر بول و جرب و حکہ و سقطہ و ضربہ بین کرنا اور پتھری توڑنا۔ اور بے دہن خوش کرنا کس لئے رکھا۔

دلیل (۲۷) ابرک میں سردی در جہ دوم کی اور خشکی در جہ سوم کی اور پتھری توڑنا اور اسہال و موی و کبدی کو فائدہ دینا اور زرف الدم کو نفع بخشا کس لئے پیدا کیا۔

دلیل (۲۸) آئینس کی طبیعت مثل ابرک کے اور قبض اور منع مواد و حفظ اخلاط از عفونت و اخراج سوا و تفریح و تقویت دل و دماغ و اعصاب و تحریک باہ اوس میں کس لئے پیدا کی۔

دلیل (۲۹) اجوائن کو گرم و خشک در جہ سوم میں و ہاضم طعام و شہی و دفع فساد بلغم و باقی نفع شکم و مفتح شدہ و مدد بول و حیض و تریاق سموم کس لئے بنایا۔

دلیل (۳۰) اخروٹ میں گرمی در جہ دوم کی اور خشکی در جہ اول کی اور لطافت اور تلیین اور تحلیل اور منع پڑھی و تقویت اعضا و رئیسہ و حواس باطنی کہان سے پیدا ہو گئی۔

دلیل (۳۱) ادک کو چار درجہ سوم و بایں درجہ اول و ہاضم و دفع ریا ج و ہشتی و قاطع بلغم و رطوبت معده و پڑھی قوت ہاضمہ و معده جگر کس لئے کر دیا۔

دلیل (۳۲) ادک کو چار درجہ اول در طب در جہ دوم و شہی و لغو غذا و زردہ و مولد شیر و منی و مقوی اعضا و مزاج کس لئے بنایا۔

دلیل (۳۳) انڈین گرمی خشکی درجہ دوم کی تحلیل و تلیس اعصاب و اسہال قوی اور فالج و نقوہ و رشح و قوی و استقار و وجع مفاصل میں نفع کرنا کس لئے کیا۔

دلیل (۳۴) ارومی کو گرمی درجہ اول و تری درجہ دوم و تین بدن و تحریک باہ و نفع کرنا خشونت صدر و وجع و سحر اسہال میں اور اور اور اور تغلیظ منی کرنا کس لئے بتایا۔

دلیل (۳۵) توڑ و اڑھ کو گرمی خشکی درجہ دوم کی واسہال و فساد بلغم و خون و زہر کو نفع کرنا کس لئے بتایا۔

دلیل (۳۶) اسبند کو گرمی درجہ سوم کی اور خشکی درجہ دوم اور تحلیل ریح کھانی اور نفع کرنا استقار و یرقان و ضیق النفس و قوی و صرع و امراض بارہ میں کس لئے بتایا۔

دلیل (۳۷) اسبند میں سردی درجہ سوم کی اور تری درجہ دوم کی اور تسکین حرارت و خشکی و جوش خون و یرقان و انزال اور نفع کرنا زحیر و قرحہ امعاء و خشونت حلق و سینہ و زبان میں کس لئے رکھا۔

دلیل (۳۸) اسبند میں گرمی خشکی درجہ سوم کی و تقویت بدن و باہ و کمر و رحم اور نفع کرنا فساد بلغم و وجع مفاصل و سردی و ضیق النفس و درم اعضا کس لئے امانت رکھا۔

دلیل (۳۹) اسفین میں گرمی خشکی درجہ دوم کی و تقویت و لطیف و اشتہا و اور خون حیض و اسہال و صفرا و سودا و تحلیل ریح اور حمی غفہ و کمر و شکم میں نفع کرنا کس لئے کیا۔

دلیل (۴۰) افین میں سردی خشکی درجہ چہارم کی اور تخدیر و قبض و تسکین و تنویم و تحلیل و تسکین او جاع و نفع کرنا سرعت انزال و امراض چشم میں کس لئے ایجاد کیا ہے۔

دلیل (۴۱) عاقر و کاکا و یابس درجہ دوم میں اور مفتح سدہ و منقہ فضول و مانعی و جالی بلغم و مقوی باہ بارد مزاج و در حیض و سفید نقوہ و فالج و استرخا و رشح و کزاز و عرق النساء کس لئے کیا۔

دلیل (۴۲) اکاسیل کو حار و یابس درجہ سوم و محل و ملطف و مفتح سدہ و اسہال بلغم و سودا و صفی و خونی و سفید جنون و کابوس و امراض و مانعی و جلدی کس لئے بتایا۔

دلیل (۴۳) ہاگر کو حار و درجہ دوم و یابس درجہ سوم و ملطف و مفتح سدہ و مفرج و مقوی اعصاب و حاس و قوی و مانعی و کبد و اشتہا و معدہ و محل ریح و ہسی کس لئے پیدا کیا۔

دلیل (۴۴) الایچی چھوٹی کو حار و یابس درجہ دوم میں اور مفرج و ملطف و جالی و محل ریح و نا رطوبات صدر و حلق و معدہ و مقوی معدہ و قلب و نافع خفقان و قے و بوسے و جن کس لئے کیا۔

دلیل (۴۵) الایچی بڑی کو حار و درجہ اول و یابس درجہ دوم و مفرج و مقوی معدہ و ہاضم طعام و محرک

اشتبہاد آروغ حالبس شکم و دافع غشیان و ریاح معدہ و مقوی لاشہ کس حکیم نے کر دیا۔
 دلیل (۴۴) اسی کو بار دیالیں درجہ دوم میں منتی سینہ ملین طبع و صدر و جالی و منضج و مدربول و ہلکی و منطاط
 و دافع قرحہ گردہ و مثانہ و سہل بلغمی کس نے بنایا۔

دلیل (۴۵) تخم کشوث کو حاریالیں درجہ دوم میں منتی و منضج معدہ و احتش و دافع تب عفی و مدربول و غرق و حیض و
 و دافع فضلات و ملین طبع کس نے پیدا کیا۔

دلیل (۴۶) امر و کو سر و در تامل بہارت شیرین کچا کو کرستہ اوس میں تفریح و تقویت و جلا و قبض و تلین و دفع خفقا
 و تقویت قلب و معدہ و ہاضمہ و دیت رکھی۔

دلیل (۴۷) التاس کو حار و رطب و درجہ اول میں اور ملین سینہ و طبع و مسکن جوش خون و محلل اور ام حارہ
 سہل بہل و آسان کس نے بنا دیا۔

دلیل (۵۰) انار کو شیرین اور ترش اور میخوش کس نے بنایا۔ اور کس نے عرق کو جھایا اور کس نے اوس پر ورق
 باریک اور موٹا لگایا۔ اور کس نے اوس کو جمیع اعضا میں پہنچایا۔ احمد لہ۔

دلیل (۵۱) املی کو بار دیالیں اور مقوی قلب و معدہ و مسکن غشیان و ملین طبع و سہل صفرا و اخلاط متحرکہ و مصفی
 جوش خون و دافع خفقا حار و دوران سر کس نے کیا۔

دلیل (۵۲) آم کو مقوی قوی معدہ و گردہ و امعاء و مثانہ و ارواح و باہ اور شیرین نہایت با مزہ و کثیر الاقسام و
 مختلف اشکال و ادوان کس نے پیدا کیا۔

دلیل (۵۳) سرکہ کو حافظ صحت چشم و مقوی بصر و دافع حرارت و رطوبت چشم و بدل قروح و قاطع رعان و جربا
 حیض و قابض و مخفف کس حکیم مطلق کی حکمت نے کیا۔

دلیل (۵۴) انجیر کو حار و درجہ اول رطب درجہ دوم میں و ملطف و محلل و دافع امراض بلغمی و ملین طبع و دافع سہل
 و نرم طحال و مدربول و ہزال گردہ و جالی صرع و فلج کس نے کیا۔

دلیل (۵۵) انجیر کو بار دیالیں درجہ سوم میں اور قاطع جریان خون و مسکن صفرا و خون و حالبس خون بوا سیر و پیش
 و اسہال صفراوی و کبدی و تھ و دافع نزالت کس نے بنایا۔

دلیل (۵۶) اندر جو کو حاریالیں درجہ دوم میں و مسکن ریاح غلیظہ و در پہلو و ہیکاہ و مکرور رحم و سہل بلغم و ملین
 و خفقا و منضج و محرک باہ و مقوی اعضا و تناسل کس نے بنایا۔

دلیل (۵۷) اندرین کو حار و درجہ چہارم میں اور درجہ دوم میں اور محلل و منقطع و سہل اقسام بلغم غلیظہ و سہل و
 منتی

دماغ و مخرج و میان و کدو و اند و مفید امراض بارہ کس نے بنایا۔
 دلیل (۵۸) اندکے کو کثیر الغذا مقوی دل و دماغ و بدن و بہی و مانع نزلات حارہ و خشونت سینہ و معدہ و مانع نفثہ
 و صالح الکیموس کس نے کسکے لئے بنایا۔

دلیل (۵۹) انگور کو حار طبع و درجہ اول میں و سرلیح الہضم و کثیر الغذا و مولد خون صالح و مسکن بدن و مصفی خون
 سودا و جالی و منفع کس نے کس کے واسطے کیا۔

دلیل (۶۰) انٹاس کو مفرح و مقوی دل و جگر و دماغ و مانع خفقان و مقوی معدہ و مسکن حرارت صفر اکس نے
 کسکے بنایا۔ تلسکے انصاف فرمائیے۔

دلیل (۶۱) نیشکر کو لذیذ و لطیف خون و حابس و منفع تسدہ و مسکن بدن و باضم و مدر بول و منقی مثانہ و ملین طبع و
 محرک یادر و مانع سوزش معدہ و خشونت سینہ کس نے کر دیا۔

دلیل (۶۲) المیسکے کو حار یا پس درجہ دوم میں و تلخ و منفع تسدہ کبد و محلل ریاح و ہل قوی بر غلط و منقی معدہ
 از اخلاط و مقوی باصرہ و دل قوی مزمنہ کس نے بنایا۔

دلیل (۶۳) شکر ف کو قابض و حابس و جاذب و رافع اورام حارہ و قاطع نزف الدم و مفید حکمہ و جب و جذام و کھنگی
 آتش و امراض جلدی کس نے کیوں کیا۔

دلیل (۶۴) باجرے کو مقوی بدن و کمر و معدہ و باہ و قابض و مجفف و حابس اسہال مراری و مدر بول و مسقط
 جنین و محلل نفخ معدہ و در و بوا سیر کس نے کیا ہے۔

دلیل (۶۵) بادام شیرین کو منفع و حافظ قوت جوہر دماغ و جالی و مقوی باصرہ و ملین طبع و ملین سینہ و مولد
 و مانع سرفریا پس و شانہ و حرقت بول و مسکن بدن و بہی کس نے کیا۔

دلیل (۶۶) بادام تلخ کو محلل و جالی و منقی اخلاط غلیظہ و مفتت سنگ و مفید امراض جگر و برقان و صدادع و
 ربو و نزف الدم سینہ و ریکس نے کسکے پیدا کیا۔

دلیل (۶۷) انیسون کو ملطف و محلل ریاح و جالی و مسکن او جاع و منفع تسدہ و مدر بول و شیر و عرق و محرک باہ
 و مانع فالج و لقمہ و استسقا و تپ بطنی و وجع مفاصل کس نے بنایا۔

دلیل (۶۸) بادیان خطائی میں تحلیل و تقویت معدہ و باضمہ و دفع ریاح و ثقل طعام و در و احشاء
 و تحلیل بلغم و اورا بول کس کی رحمت عامہ نے کس کے واسطے اور کیوں پیدا کی۔

دلیل (۶۹) بازنگ میں روع و جلا و قبض و تقویت جگر و تقویت و جس خون سردی و خشکی و درجہ دوم کی

کر حکیم وانا کی حکمت اور صفت ہے۔

دلیل : یہ بیمار کو مقوی اعصاب و ہاضمہ و باہ و نافع جرب رطب و قروح جینہ و آتشک و حافظ صحت بدن کس نے مقرر فرمایا اور کس کے منافع کیلئے پیدا کیا۔

دلیل (۱) : با قلا کو محلل و منضج و مسکن سعال و رافع قرحہ امعاء و اسہال مزمن و مقوی باہ و محلل خنازیر و دوا
بہق و آثار جلیدی کس نے کیوں بنایا۔

دلیل (۷۲) ایک کولین طبع و رادع وسیع البطن مفید سوزش معدہ و تشنگی و تپ حار و عسر بول و مفتت سنگ شتانه و گردہ کس نے بنایا۔

دلیل (۳۴) بانگومین تقویت دل و نفع تشنگی و خفقان و توجش و اسهال و موی و معدی و مغض و زجر گوس نے رکھ دیا۔

دلیل (۴) بالکل بین گرمی خشکی درجہ دوم کی ولتقویت دماغ و معدہ و دیگر وقوت ماسکہ و تفتیح وادار و تحفیف بطومات معدہ و سینہ و دفع استقار الحمی ویرقان کس لئے رکھا۔

دلیل ۵۵) بیان کو تفریح و تقویت معده و جگر و دماغ و دل و حافظہ و فہم و تفتیح و اور ارفضالات و تسکین تشنگی کا ذب و تصفیہ آواز و گلو اور اشتہا پیدا کرنا اور مومخہ کو خوشبو دار کرنا اور نشاط الانکس نے سکھا دیا جو حق تعالیٰ

کے کس میں حقاقت ہے کہ کسی شے میں کوئی وصف پیدا کر سکے۔ اگر کہا جائے کہ ہر شے کی طبیعت موجہا و صاف ہے اور ہر شے کی طبیعت کا اقتضا یہی ہے کہ اوس سے فلان فلان وصف ظاہر ہو۔ اس کا جواب ذرا غور سے ملاحظہ

فرمائے کہ طبیعت دو حال سے خالی نہیں یا عرض ہے یا جوہر اگر طبیعت کو عرض مانا جائے اور جسم کی وہ قوت کہا جائے جو کمالات جسمانی کی حفاظت کرے تو وہ خود غیر مستقل و دوسرے کی محتاج ہے اور کا ہوا وجود نہیں کیونکہ

عرض بدن جوہر کے علمدہ نہیں ہو سکتی پس ایسا جوگی طاقت اوس قوت میں کیسی ہو سکتی ہے۔ اور اگر طبیعت کے ایک جوہر قرار دیا جائے جو جسم کی حرکت و سکون کا مبدئ بالذات ہو تو وہ جوہر بدون اعراض حادثہ کے موجود نہیں ہو سکتا۔

اور جس شے کو حوادث محیط اطوار و خود حادث ہے پس دوسرے کے حق میں کیونکر محدث ہوگی۔ پھر طبائع مختلفہ کو کس نے پیدا کیا۔ کیا وہ خود اپنے آپ وجود میں آ گئے اور انکو حالت موجودگی میں تو وجود پیدا کیا آتا ہی نہیں بھلا

حالت عدم میں خود بخود کہاٹنے وجود ملاے۔ پس جس نے اُنکو حالت عدم میں وجود عطا فرما کر موجود کر دیا اُسی نے اُنکو مظہر اوصاف و آثار بھی بنادیا اور خود اختلاف طبائع اس امر کو بتاتا ہے کہ طبیعت متبرکہ کا اقتضا خاص کر

امر کا نہیں ہو سکتا بلکہ مخصوص طبائع مختلفہ کا ضرور ہے کہ غیر طبائع ہو۔ اور وہ سو اے صانع حقیقی کے کون ہیں۔

دلیل (۷۶) بزرگ کابلی کو مخرج و سہل بلغم و سودا و اخلاط غلیظہ لہبہ و مجفف رطوبات و مخرج کرم معدہ و عاریا بس درجہ دوم کس لئے بنایا۔

دلیل (۷۷) نفل دراز کو عاریا بس درجہ دوم و محلل مواد بارہ و ریاح و مفت سہ جگر و طحال و باضم طعام و مقوی معدہ و کمر و سخن احتشار و محرک باہ و ہر بول و حیض کس لئے کیا۔

دلیل (۷۸) بیول کو بار و یا بس و مالہب فطالت و راع و مقوی اعضاء باطنی و راع خفقان حاک کس لئے کرنا۔

دلیل (۷۹) صمغ عربی کو تغریہ و تلمین سینہ و قبض و تقویت معدہ و اسما و نفع درد سینہ خشونت حلق و سینہ و ریه و قصبہ ریه و تصفیہ آواز و دفع سحج کس لئے بنایا۔

دلیل (۸۰) بار بنجویہ کو حرارت و یوست درجہ دوم و تقویت دل و دماغ و حواس و ذکا و معدہ و تفریح و تفتیح سہ دماغی و نفع کرنا امراض سوداوی و بلغمی و خفقان مین کس لئے عطا کیا۔

دلیل (۸۱) زمرہ کو مخرج و مقوی حرارت غریزی و ارواح دل و دماغ و کبد و معدہ و دافع جنون و وہم و خفقان و ہر تان و عسر بول و جذام و مقوی با مرہ و تریاق زہر کس لئے کرنا۔

دلیل (۸۲) بنسلوچین کو مخرج و مقوی دل و معدہ و جگر و مسکن سوزش معدہ و تشنگی و قاطع قے صفراوی و اسہال و موسی و مجفف و دافع حمیات حارہ و خفقان و قلع کس لئے کرنا۔

دلیل (۸۳) پوست ترنج کو لطیف و قابض و مصفی خون و مسکن قے صفراوی و مقوی دل و معدہ و محلل ریاح و نفع معدہ و مسکن حرارت اشتاک حکیم مطلق لئے کیا۔

دلیل (۸۴) سپہناک کو عاریا بس درجہ چہارم مین اور بعد اصالی کے مفید جذام و برص و ضیق النفس کس لئے بنایا۔

دلیل (۸۵) پچھو کے روغن مین کس لئے یہ فائدہ رکھد یا کہ فالج و لقوہ و استرخار و اوجاع مفاصل کو مالش کرنے سے فائدہ کرے اور اسکی خاک سنگ گردہ و مثانہ کو توڑ دے۔

دلیل (۸۶) پچھو کو ملطف و جالی و مفت و مہی و قاطع بلغم و محلل ریاح و نستی دماغ و مجفف رطوبت معدہ و دماغ و اعصاب و مقوی معدہ و جگر و دین کس لئے بنایا۔

دلیل (۸۷) برف کو مخدر و معطش و مسکن درد حار و دندان و مخرج دیوہ حلق و مقوی باضمہ معدہ و دافع تب حارہ و جرب و حکم کس لئے بنایا۔

دلیل (۸۸) برگہ کو حالب شکم و دافع قسا و باہ و صفرا و دماغ و ہل و شور اور اسکے بودہ کو ریاح اور ام و محلل و مہی و دافع بواسیر و رقت مینی و جربان و سر و سر و سر و سر کس لئے کیا۔

دلیل (۸۹) برہندہ می کو مصفی خون نافع قروح و رافع سیلان ہنی و مقوی حافظہ و عقل و دافع برص و امراض جلدی و محسن لون کس نے پیدا کیا۔

دلیل (۹۰) زرنب کو ملطف و مفرح و مقوی معدہ و جگر و اعضاء رئیسہ و مصفی آواز و مفید سرف و ضیق النفس و امراض عصب و عسر بول و مہی کس نے بنایا۔

دلیل (۹۱) سے کس نے کہدیا کہ وہ زہرا و پیغمہ کو دفع کیا کرے اور او کو اگر گلاب میں گہر کر چٹا دین فوراً تھے اور اسہال کو رو کرے اور دراز حیض اور ضیق و استسقا بلغمی و ریاح و واجع مفاصل میں نفع کرنا و کہاں سے عطا ہوا ایک بھل میں اتنی خاصیتیں اور دوسرے پہلوں میں بھی۔ باوجودیکہ حار و یا بس سوم درجہ میں دوسرے تخم بھی ہیں پھر اسکی صورت نوعیہ کا تخصص کون ہے اگر کہو کہ حق تعالیٰ ہے میں کہوں گا کہ بہر کہاں بھٹکے پھرتے ہو حق تعالیٰ ہی کو نیا دکر و اور اسی کو ملجا و ماوا اپنا سمجھو اور اسی کو وقت حاجات یا دکر و اور اسی کے دکر و فکر میں عمر بسر کرو صرف زبانی جمع خرچ کب تک۔

دلیل (۹۲) بڑیل کو مقوی معدہ و دل اور اسکا تخم طین طبع اور شیرا و سکا سہل اطفال کس نے کیا۔

دلیل (۹۳) پتہ سے کس نے فرمایا کہ وہ ذبحن و حافظہ و دماغ و قلب و معدہ و باہ کو تقویت دے اور بدن کو روٹا کرے اور خفقان اور تے اور غشیان کو دور کرے۔

دلیل (۹۴) پوست پتہ کو قابض نافع قلاع و تے و فواق و مقوی معدہ و دشان و لثہ و قلب و دماغ و عطرین کسے کیا

دلیل (۹۵) بسفاج کو سہل بلغم و سودا و محلل نفخ و شیرخچہ معدہ و قوی و دافع جذام و علل سودا و سی و منقی امعاء و نافع ضیق النفس کس نے پیدا کیا۔

دلیل (۹۶) بسکپہ کو ملین و دافع و ماسیل و فساد بلغم و صفرا و خون و با و شستی طعام و مزلی آماس اعضا کس نے پیدا کیا۔

دلیل (۹۷) بکاین کو مفتخ و محلل و نافع جذام و برص و خنازیر و اورام و امراض جلدی و مصفی خون کس نے بنایا اور اسکے پل کو دافع بواسیر و خارش کس نے کیا۔

دلیل (۹۸) پکبان سیدی یعنی جنطیانا کو قابض و ملطف و جالی و محلل و مفتخ و منقی و مسکن او جلع بارہ و درد پہلو و معدہ و مقوی باہ و مفید جریان و یرقان کس نے کیا۔

دلیل (۹۹) جربور کو کسکا حکم آیا کہ اسکا سرہ واسطے پل و مایض چشم کے مفید ہوا اور اسکی تعلیق سچو کو خواب سے چمکنے کیلئے بالخاصہ فائدہ دے۔

دلیل (۱۰۰) اسٹاہترہ سے کس نے فرمایا کہ وہ جگر و طحال کے سب سے نکال دے اور معدہ اور جگر کو تقویت دے اور اخلاط ثلثہ کا اسہال اور خون کا تصفیہ اور مرض سوداوی کا ازالہ کرے۔

دلیل (۱۰۱) تخم شاہترہ سے کس نے کہا کہ وہ معدہ و امعاء کا فعلیات سے تنقیہ کرے اور خون و صفرا و سودا و تصفیہ اور اشتہا کو متنبہ کرے اور امراض سوداوی کو مفید ہو۔

دلیل (۱۰۲) بہوی کی بہاجی سے کس نے کہا کہ جلد ہضم ہو کر اور غلط صالح بنا کر اور جگر عمارا و گرد مرزا جو موافق ہوا و تسکین بخشی کر۔

دلیل (۱۰۳) بہوی کے بیج سے کس نے فرمایا کہ سدہ کہول اور اسہال اور تکمیل اور تنقیہ کر اور استسقا و یرقان و عسر بول و قطیر بول و ضعف گرد و کو دور کر۔

دلیل (۱۰۴) سنگدانہ مرغ سے کس نے فرمایا کہ کثیر الغذا اور دافع خفقان و مقوی کبد و مولد خون صالح ہو۔

دلیل (۱۰۵) پتھر بہوڑی گھاس کو کس شاہنشاہ کا حکم آیا کہ وہ گردہ و شانہ کا پتھر بہوڑا کرے اور درقوی ہو۔

دلیل (۱۰۶) ترنج سے کس نے فرمایا کہ تلخیص و تقویت دل و قبض و تسکین تے صفراوی و دفع خفقان و تشنگی و اسہال صفراوی و منہ صعب و اسخوہ کیا کرے اور اسکا بیج گشیش کو مفید ہو۔

دلیل (۱۰۷) بنفشہ کوسل صفرا و مسکن تشنگی و حدت خون و خشونت سینہ و خلق و محلل اور ام و دافع حرقت و شانہ و سر نہ و خواب آورندہ کس نے بنایا۔

دلیل (۱۰۸) جبۃ النضر اکو منج سدہ و مسکن و جاع و مقوی جو اس و جگر و طحال و صفحہ و بہی و بہج باہ و مصفی افلاط و در و محلل نفخ و نافع فالج و لقوہ و استرخا کس نے بنایا۔

دلیل (۱۰۹) پتھر گھوڑی و مسک و محلل و ملین سینہ و شکم و مغلف منی و مولد شیر اور الماش روغن کی موجب تعویذ و مزیل کلفت و بہق و جراحات کس حکیم حقیقی نے کیا۔

دلیل (۱۱۰) پتھر کوبار و طب درجہ دوم مین و مقوی معدہ و امعاء و گردہ و ملین طبع و مولد غلط صالح کس نے بنایا۔

دلیل (۱۱۱) پتھر بایہ کو حار یا پس درجہ دوم مین و مقوی معدہ و گردہ و عالج اسہال و رعان و سیلان رطوبت و رحم و ملطف و محلل اور رقیق کو جانے والا اور حمی کو بگھلانے والا کس نے کیا۔

دلیل (۱۱۲) بولی شیخ فرید کو نافع تب بلغمی و در و شکم و استخوان شکستہ جاہ کس نے کیا۔

دلیل (۱۱۳) بودا چرٹ سے کس نے فرمایا کہ اسکا سوختہ جراحات کو منہل کرے اور اسکا غلط طبع پانی پینا خفقان کو دور کرے بالاسما معدہ۔

دلیل (۱۱۴) پودینہ کو کہان سے حکم آیا کہ وہ لطف منقی فضول سینہ و گردہ و مفید فواق و کزاز و محلل ریاح و مدر بول و عرق بنجاوے۔

دلیل (۱۱۵) پوست خشکاش کو کس نے مخدر و رافع و دافع سوزش معدہ و مثانہ و خولجہ اس و امراض سینہ و سرفہ کو مفید بنایا
دلیل (۱۱۶) ترکیبی یعنی بول کو کسو جالی مخفف محلل ریاح و اورام بارودہ و قابض منقی ریاح و مدر و سہل و مخرج کرم و مخرج نافع در گردہ و مقاصل و اسہال بنایا۔

دلیل (۱۱۷) پونٹ کو کسا حکم صادر ہوا کہ وہ خون زیادہ کرے اور مقوی بدن و باہ ہو اور بار و یابس درجہ اول میں رہے۔
دلیل (۱۱۸) پوسے کو کس نے فرمایا کہ مشابہ پان کے ہو جائے و منوم و مہی و مولد مہی و ملین آکالت صوت و خلق و کین حدت حیات حارہ و مانع آبلہ آتش بنجا۔

دلیل (۱۱۹) اینجاست کسو فرمایا کہ لطف منفتح و مدر بول و حیض ہو و مفتت سنگ و متائل کرم معدہ و محلل اور انحصار صاف ہو
دلیل (۱۲۰) قالہ سے کس نے ارشاد کیا کہ مقوی دل و معدہ و کبد حار و رافع اسہال صفراوی و سقے و فواق و تشنگی و مزیل حرارت تب و سوزش سینہ و معدہ ہو۔

دلیل (۱۲۱) ہنگ میں اساک و تخدیر و تحفیف منی و تحلیل اورام و سکڑا و اسکے پیچ میں اور ار بول و اساک و تحفیف منی و جس شکم و سکڑا کس نے کر دیا۔

دلیل (۱۲۲) پھنگڑی کو مخفف قابض جالی و رافع بیاض و درجہ چشم و زنف الدہم رحم و قرعہ گردہ و مثانہ و تحلیل کس حکیم لاثانی نے بنایا انصاف سے جواب دو۔

دلیل (۱۲۳) بیدانہ کے لعاب میں کس نے یہ وصف پیدا کیا کہ وہ خشونت حلق و سرفہ حار و یابس کو مفید ہو اور طار معدہ اور سہارا و علین و خوشکی و منہ کی اور سحج اور مرض صفراوی کو مفید ہو۔

دلیل (۱۲۴) پہلا نوہ سے کس نے فرمایا کہ وہ سخن و محلل و لطف و نافع امراض بارودہ مثل فالج و لقوہ و رعشہ و سلسل بول ہو اور سہی اور مقطع ریاح و ثالیل بنجاوے۔

دلیل (۱۲۵) بہن سفید کو بہن و مزید مہی و مقوی دل و محلل ریاح و بلغم و نافع خفقان و یرقان و مفتت سنگ گردہ و مثانہ و منقی رحم کس نے کر دیا۔

دلیل (۱۲۶) بہن سرخ کو مقوی دل و ریاح و باہ و مسمن و صفی و رافع خفقان و محلل ریاح و عباس یا بس درجہ سوم اور سفید کو درجہ دوم کا عار یا بس کس نے کر دیا۔

دلیل (۱۲۷) بہنڈی کو بار و طب درجہ دوم اور رافع صفرا و مولد و متغلظ منی و رافع سحج و سوزاک و جہان

و مقوی باہ کس لئے بنایا۔

دلیل (۱۲۸) بہیمی کو کس نے محلل اور ام قوتی و جالی و ملین سینہ شکم و رافع خشونت سینہ و سر فرہ مزین و ربوہ و ریح تخلیطہ و نفخ و منفیہ و محلل ریح بنایا۔

دلیل (۱۲۹) بلیہ کو ملطف و قابض و مقوی معدہ و اشتہا و بالخاصہ ہل سودا و مقوی چشم و دماغ و نافع اسہال مزین و صداع و بواہ کس لئے بنایا۔

دلیل (۱۳۰) بھی کو مفرح و مقوی معدہ و دل و دماغ و رافع و سواس و خفقان و قابض و مدبر اور مفید ربوہ کس لئے بنایا اور کسی خاطرہ سامان ہتیا کیا۔

دلیل (۱۳۱) پیاز کو کس نے منفیہ و مقوی اشتہا و طعام و باہ و دافع مضرت ہوا و وائی و ملین طبع و کن آروغ ترش و محلل ریح و مدبر بول و حیض کے لئے بنایا۔

دلیل (۱۳۲) پیاز کے کچ کو بھی مبر و مزاج و منفیہ و مقوی شہوت باہ و طعام کس لئے کر دیا۔

دلیل (۱۳۳) پیاز بانسہ کو دافع تب و ضیق النفس و رعاف و نفث الدم و حبس بول و حیض و قاطع بلغم و شہی کس لئے کس غرض کیلئے بنایا۔

دلیل (۱۳۴) پیاز لٹکا کو محلل اور ام نافع صداع و ام القصبیان و شبکوری و سرخی چشم و درگوش و دندان و ضیق النفس و امراض بارہ کس لئے بنایا۔

دلیل (۱۳۵) پیٹھے کو مولد غلط صالح و مسکن حرارت قلب و معدہ و جگر و مفید خفقان حار و مسن و مزین و نافع و قوت و سلول کس لئے کس کے واسطے بنایا۔

دلیل (۱۳۶) پیٹھے کے لیچون کو مسکن اخلاط متحرکہ و صفرا و جوش خون و حرارت جگر و تشنگی و مدبر بول و نافع سل و دوق و سر فرہ کس لئے کیوں کیا ہے۔

دلیل (۱۳۷) عرق بید مشک میں تجلیل و تلطیف و تفتیح سدہ دماغی و تسکین صداع حار و تقویت دل و اشتہا و کس لئے کس قدر دان کیوں لے رکھی۔

دلیل (۱۳۸) عرق بید سادہ میں تلطیف و تقویت دل و دماغ و تفتیح سدہ جگر و دافع خفقان و تشنگی و جی محرقہ و دوق و حبس اسہال و موی کس لئے یہ اوصاف رکھے۔

دلیل (۱۳۹) بیر حبیبی کو مفید فالج و لقوہ و قوت باہ و امساک و امراض بلغمیہ و حابس و یاہیں درجہ دوم کس لئے پیدا کیا۔

دلیل (۱۴۰) سیر کو صالح الکیموس مطفی حرارت غریبہ اور کشتہ بیرائع صعودا بحجره و دافع صفرا و تشنگی کس نے پیدا کیا
دلیل (۱۴۱) اسیل کو مقوی قلب و کبد و معدہ و قابض و محالیں اسہال مزمن و قاطع لزوجات و مجفف رطوبات
و بالخاصہ دافع قبض کس نے بنایا۔

دلیل (۱۴۲) بیگن کو مقوی معدہ و مفتوحہ و طین صلابات و مدر بول و سکن اوجاع عاربا لخاصہ کس نے بنایا
دلیل (۱۴۳) بلیو کو جالی و محلل و مفتوح مقوی باہ و دافع اسہال و محلل اورام رحم اور بواسیر و جرب و جذام کا نافع اور
سواک اور کئی کو جالی و دندان و مقوی لثہ کس نے بنایا۔

دلیل (۱۴۴) پیسی کو مسن بدن و محرک باہ و محرور و قابض شکم و مولد خلط غلیظ اور دودہ کو سنجہ کر نیا و اکس نے بنایا
دلیل (۱۴۵) عاڑ کو مقوی باہ و دافع فساد صفرا و خون و مدر بول و مسن بدن و مقوی ارواح و نشط و مسکر کس نے بنایا
دلیل (۱۴۶) تالک کھانے کو مقوی و مفرح و مسن و پیسی و مغلاط و مزید مٹی و مسک و دافع فساد و خون و جربا
مٹی کس نے بنایا۔

دلیل (۱۴۷) تانبے کو مفید فالج و لقوقہ و امراض بارہ اور اسکے جلے ہوئے کو مجفف و اکال و مفتی جراحات
و مدلل و جالی غشا و چشم و دافع زیادتی قروح خبیثہ و استفا کس نے کیا۔

دلیل (۱۴۸) سداب کو ملطف و محلل ریاح و نفخ و مقوی دماغ و مدر بول و حیض اور اسکے بیج کو دافع کابوس
و صرع و استفا و نواقیحی و مسروری معدہ و قوی ریکی کس نے کیا۔

دلیل (۱۴۹) سچ کو ملطف و مسخن و منفعج محلل ریاح و اورام بارہ و مقوی اعضا و ریمہ و مقطع اخلاط و مدر و جالی
بصر و مانع نزلات و سرکام و مسرور کس نے بنایا۔

دلیل (۱۵۰) حب لبسان کو مقوی معدہ و ہاضمہ و دافع برودت معدہ و مجفف رطوبت اسعار و محلل ریاح و نفخ
و مفتوحہ جگر و نافع سدر و استفادہ عرق النساء کس نے کیا۔

دلیل (۱۵۱) تربوز کو مسکن حدت صفرا و خون و تشنگی و مدر بول و مولد خون رقیق و نافع حمی عارہ و مخرج حریزین
دلیل (۱۵۲) تربوز کے بیج کو مسکن بواسیر و کھرا و دافع خونیست سینہ و مسرور تشنگی و تپ و حرقت بول و مخرج حصا کس نے کیا۔

دلیل (۱۵۳) ترہ تیز کو مفتوحہ جگر و طحال و مولد مٹی و شیر و ہاضم و محرک جلع اور اسکے بیج کو پیسی و غلاط و مسن
و مدر بول و شیر و محلل ریاح کس نے پیدا کیا۔

دلیل (۱۵۴) تخمینین میں جو ایک قسم کی شبنم ہے تخمینین طبع و اسہال صفرا و نفع تپ عارہ غشیان و اخراج
اغلاط لثہ کس حکیم کی حکمت سے پیدا ہوا۔

ولیل (۱۵۵) اسارون کو ملطف و سخن و مفتوح و مقوی و مانع و معده و جگر و اعصاب و طحال و گردہ و سہل صفراء بلغم و مزبل تپ کہنہ و مدربول و حیض کس لئے بنایا۔

ولیل (۱۵۶) اتھم یحان کو نافع پیش و دوسرہ و سرخ و خشونت سینہ و مغلا مٹی کس کے کیا و لکن سألتم من خلق السموات و الارض لیقولن اللہ۔

ولیل (۱۵۷) تل کو مغزی و مفتوح و مسن بدن و ملین صوت و خشونت خلق و مقوی باہ و محلل اورام و مزید مٹی و غیرہ و مدد حیض و حار و طب و درجہ اول میں کس لئے کیا۔

ولیل (۱۵۸) تاکو میں خشکی کرنا اور پیاس لگانا اور تنقیر و طوباب و مانع کرنا و سرخ و بلغمی اور نزلات و مانع کو فائدہ کرنا کس لئے پیدا کیا۔

ولیل (۱۵۹) سماق کو قابض و راجع و مقوی معده و احتی و مانع انقباض صفراء و تھے و غلیان و اسہال کہنہ و زہ و سنطاریا و نفث الدم و مہج اشتہار طعام کس لئے کیا۔

ولیل (۱۶۰) شہتوت شیرین کو مولد خون صالح و مفتوح سہ و مصلح کبد و طحال و مسن و سہی و مقوی چربی گردہ و مانع انقباض مواد و جلیق و زبان کس عظیم الشان لئے بنایا۔

ولیل (۱۶۱) شہتوت ترش کو قاطع صفراء و مسکن تشنگی و جوش خون و مانع صعود اسجڑہ کس بان نشان عظیم الشان حلی البران لئے بنایا۔

ولیل (۱۶۲) تودری سفید کو مسن بدن و محلل و مغلا و مٹی و شہتی و اور سرخ کو شہتی و مہی و منعظ و مسن بدن و مفتوح و مجلی صوت و محلل اورام کس لئے کیا۔

ولیل (۱۶۳) تور کے کو دافع حرارت و منفع بلغم خام و رافع زردی بدن و استقاء و طحال و مقوی اعضا و دافع فساد بلغم و سودا و صفراء کس لئے کیا۔

ولیل (۱۶۴) زقوم کو محلل ریاح و مخرج اخلاط ثلثہ و جالی و سہل قوی و رافع آثار چھپ اور اس کے دودھ و سقر و سہی کس لئے بنایا۔

ولیل (۱۶۵) تیزبات کو حافظ ارجاح و اخلاط و مفرج و مسن و محلل ریاح و مصلح حال معده و مقوی حشا و حواس و مدد رافع و سواس و جنون و سیلاب لعاب و مفتحت رنگ کس لئے بنایا۔

ولیل (۱۶۶) ثیبہ کو دافع فساد بلغم و خون و صفراء و مدربول و نافع در و مثانہ و درم و شیش و عسری و کس بنایا و لیل (۱۶۷) قلب مہری کو سہی و مولد مٹی و مقوی عصب و باہ و منعظ و نافع قلع و لثوہ و کلاز و امرا

و باغی او بایون کا اگانیا والا اور بالون کو بھرنے سے منع کرنیہ الاکس نے کیا۔
 دلیل (۱۶۸) چاکسو کو جلا دینے والا اور قبض کرنے والا اور تحلیل کرنے والا اور قوت بصیرت و مدد و غشاہ
 اور جراحت قفیب اور رد کو نفع دینے والا کس نے کیا۔

دلیل (۱۶۹) جاسن کو مسکن و حابس اسہال صفراوی و مقوی معدہ و کبد گرم و مطفی جوش خون و صفرا و محرک
 اشتہا و شہوت کس نے بنایا۔

دلیل (۱۷۰) چاندی کو مقوی دل و معدہ و حافظ قوت حیوانی و گوشت و چربی و مغز استخوان و مصلح افراط
 فزہی کس نے بنایا۔

دلیل (۱۷۱) چاول کو مول غلط صالح و واقع تشنگی و مسن بدن و مولدنی و کثیر الغذاء نافع قروح اسہال
 و موسی و امراض گردہ و مثانہ کس نے ککے واسطے تیار کیا۔

دلیل (۱۷۲) جابے پہل کو مغز و ملطف و مسک و حافظ حرارت غریزی و باضم طعام و مقوی معدہ و دم
 معدہ و جگر و باہ مبرود و نافع صلابت جگر و طحال و اورام بارودہ و او جلع مفاصل کس نے بنایا۔

دلیل (۱۷۳) عناب کو منفع اخلاط غلیظہ و ملین صدر و سہل اخلاط و نافع خشونت سینہ و حلق و مصفی خون
 مسکن سوزش تشنگی و نافع ربو و سعال و وجع صدر و جگر و گردہ کس نے پیدا کیا۔

دلیل (۱۷۴) چمپینڈے کو دافع یبوست و لاغری بدن و باضم و سبک و موافق صفراوی مزاج و شہتی
 کس نے بنایا۔

دلیل (۱۷۵) اذخر کو محلل و مفتوح سدہ کبد و منفع اخلاط اریبہ و مسکن او جلع و مفید امراض بارودہ و فالج و لقوہ
 و تشنج و استرخار و مقوی معدہ و عمور انسان کس نے بنایا۔

دلیل (۱۷۶) چندر کو جالی و محلل و ملین و مفتوح و محرک باہ و نافع درد گردہ و وجع مفاصل و رعشہ اور اسکے
 تخم کو در بول و حیض و قاطع بلغم و کاسر ریا کس نے کیا۔

دلیل (۱۷۷) چراہ کو ملطف و مدر و محلل و مقوی جگر و دل و نافع استقارہ درد سینہ و رحم و عشمہ بول و امراض
 جلدی و مصفی خون و دافع حکہ و جرب و جذام و ورم معدہ و کبد کس نے کیا۔

دلیل (۱۷۸) چربوخی کو کثیر الغذاء و مسن بدن و سہل بلغم و صفرا و منقظ و جالی و مصفی بشرہ و دافع صفرا و جوش
 خون و تشنگی کس نے کیا۔ اسطرح ہر دوا اور ہر غذا مستقل دلیل جناب بارے تعالیٰ شانہ پر عاقل کے نزدیک
 ہو سکتی ہے۔ چنانچہ کتب طب میں سبک طبائع و افعال و خواص مستقل درج ہیں۔

دلیل (۱۷۹) علو چار قسم کا ہے ایک علو ذاتی دوسرا علو صفاتی تیسرا علو ربی چوتھا علو مکانی۔ اور ظاہر ہے
 کہ علو ذاتی اور علو صفاتی بہ نسبت علو ربی و علو مکانی کے اعلیٰ ہیں اور علو ذاتی علو صفاتی سے اعلیٰ ہے
 اور علو ربی علو مکانی سے افضل ہے۔ کیونکہ علو ربی سلطان اور حاکم اور وزیر اور قاضی اور ہر عہدہ دارین
 پایا جاتا ہے خواہ اس میں الہیت اوس عہدہ کی ہو یا نہ ہو اور علو صفاتی ایسا نہیں بلکہ کہیں اعلیٰ الناس پر ایسا شخص
 حکومت کرتا ہے جسکو منصب حکومت حاصل ہے اگرچہ وہ اجمل الناس ہو پس یہ شخص بلند مرتبہ پہلا ہو گا
 مگر وہ فی نفسہ عالی نہیں اسلئے کہ جب وہ حکومت سے معزول کر دیا جاوے تو اسکا علو زائل ہو جاتا ہے
 لیکن عالم کا علم زائل نہیں ہوتا۔ لہذا علو صفاتی کو علو ربی پر فضیلت ہوئی۔ پس بارے تعالیٰ شانہ کا علو بالذات
 ہے اسلئے کہ اسکی ذات مجمع کمالات تمام ذوات سے متمیز ہے اور منتہا صفات کمالیہ ہے۔ اور دوسری
 ذات میں یہ بات نہیں اور ظاہر ہے کہ اصل عالی وہی ہے جو بذاتہ علو رکھتا ہو اور علو مکان و مکانیت سے بالاتر ہو
 دلیل (۱۸۰) معرفت ذات الہی کی جو کن اول ایمان کا ہے اس اصول پر موقوف ہے۔ ایک معرفت
 وجود الہی جسکا ثبوت اولہ کثیرہ سے بیان ہو گیا ہے دوسری اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ قدیم
 ورنہ تسلسل محال لازم آئیگا۔ تیسری اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ ابدی ہے یعنی جیسا کہ اس کے وجود
 کیلئے اول نہیں بلکہ وہ سب سے اول ہے اسبطر ح اس کے وجود کیلئے آخر نہیں کیونکہ جسکا قدم ثابت ہو گا
 ہو اور اسکا عدم محال ہے اسلئے کہ اگر وہ معدوم ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا خود معدوم ہو جائیگا یا کسی
 ضد کی وجہ سے معدوم ہو جائیگا اور دونوں شق محال ہیں کیونکہ اگر شے قدیم خود معدوم ہو جانا جائز ہو تو
 یہ بھی جائز ہو گا کہ کوئی شے خود بخود موجود ہو جائے۔ پس جیسا کہ وجود کا عارض ہونا کسی سبب کے طرف
 محتاج ہے ایسا ہی عدم کا عارض ہونا بھی کسی سبب کا محتاج ہے۔ اور اگر بوجہ ضد کے معدوم ہو تو ضد کا ہونا
 اوس واحد حقیقی کیلئے لازم آئیگا جو صریح محال ہے۔ چوتھی اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ جو ہر متغیر نہیں کیونکہ جو ہر
 اپنے عزیز اور مکان میں ساکن ہوتا ہے یا اوس سے حرکت کرتا ہے۔ اور حرکت و سکون حادث ہیں۔ پس جو شے
 حادث سے خالی نہ ہو وہ بھی حادث ہوگی۔ پانچون اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ جسم نہیں جو جو اہر سے مرکب ہوتا
 ہے اور عین کا محتاج ہے ورنہ حدوث لازم آئیگا۔ چھٹی اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ عرض نہیں ہے کیونکہ ہر عرض
 جسم میں حلول کرتی ہے۔ پس ضرور ہے کہ پیدا کر نیا لاجسم کا قبل اس کے موجود ہونہ کہ بعد کو جیسا کہ عرض
 ہو کر کرتی ہے پس وہ جسم میں کیسے حلول کر گیا حالانکہ وہ ازل میں اکیلا موجود ہے۔ کوئی شے اس کے ساتھ
 نہیں بہر اوسنے اجسام و اعراض پیدا کئے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ عالم قادر مرید خالق اور یار صاف اعراض

ہرگز ممکن نہیں بلکہ اس موجود میں ہونے چاہئیں جو قائم اور مستقل بالذات ہو پس ان اصول سے معلوم ہوا
 کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی شے اس کے مشابہ ہے۔ **اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ
 کی ذات جہات سے منزہ ہے لیکن کسی جہت میں خصوصیت نہیں رکھتا کیونکہ جہات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے
 لہذا جبکہ وہ ازل میں جہت سے پاک تھا پس کیسے جہت خاص سے مختص ہو گیا بعد اسکے کہ مختص نہ تھا کیونکہ جہات
 ستہ انسان کی پیدائش سے حادث ہوئے ہیں پس حق تعالیٰ میں جہت کا تصور کرنا غلط ہے **اصل**
 یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہے اس معنی سے جس کا اللہ تعالیٰ نے استواء سے ارادہ کیا ہے اور وہ ایسے
 معنی میں جو وصف کربائی کے منافی نہیں اور آثار حدوث و فنا کو اوہراستہ نہیں ملتا۔ **لوحین اصل** یہ جاننا کہ
 اللہ تعالیٰ صورت اور مقدار سے پاک ہے اور جہتوں سے مقدس ہے اور اس کی رویت و آخرت میں آنکھوں
 اور البصار سے ہوگی کیونکہ جب طرح علم اس کا بدون کیفیت و صورت کے ممکن ہے اس طرح دید اس کا بغیر کیفیت
 و صورت کے ممکن ہے ہر اتنا فرق ہے کہ رویت میں کشف اور وضاحت نہایت علم کے زیادہ تر ہے۔ اور جب علم
 کا تعلق اس سے جائز ہے بدون جہت کے پس رویت کا تعلق بھی بدون جہت کے جائز ہوگا۔ اور جیسے جائز
 ہے کہ حق تعالیٰ خلق کو دیکھے حالانکہ بارے تعالیٰ مخلوق کے مقابل میں نہیں ہے ایسے ہی جائز ہے کہ مخلوق حق
 کو بدون مقابلہ کے دیکھے۔ **دسویں اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہو کوئی اور کا شریک اور مثل اور ضد نہیں
 و لیل (۱۸۱) علم صفات الہی جو دوسرا کمن ایمان کا ہے اس اصول پر موقوف ہے پہلی اصل پر جاننا
 کہ بنائے والا عالم کا قادر ہے کیونکہ عالم کی صنعت اور خلقت نہایت محکم اور مرتب ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کسی
 ریشمین کپڑے کو عمدہ بنا ہوا دیکھے اور اچھا حاشیہ اور بیل بٹھا اس پر پاوے پھر یہ توہم کرے کہ اس کو کسی مردہ نے
 بنایا ہے جس میں طاقت نہیں یا کسی ایسے آدمی نے بنایا ہے جس میں قدرت نہیں تو وہ شخص عقل سے دور
 اور اہل خیالات میں شریک ہوگا۔ **دسویں اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ جمیع موجودات کا عالم ہے
 اور کل مخلوقات کو محیط ہے کوئی ذرہ زمین اور آسمان میں اس کے علم سے علمہ نہیں کیونکہ پیدا کرنے والے کو
 اپنے مخلوق اور صنوع کا علم ضرور ہے الا یہ کہ من خلق **تیسری اصل** یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ
 حی ہے اس لئے کہ حکم اس کی قدرت ثابت ہوا اس کی حیات بھی ضرور ہے اور اگر ایسا عالم قادر مدبر جو حیات
 نہ رکھتا ہو مقصور ہو سکے تو یہ بھی جائز ہوگا کہ حیوانات کی حرکات و سکنات دیکھ کر بلکہ اہل صناعات کی صنائع دیکھ کر
 اس کی حیات میں شک کیا جاوے اور ظاہر ہے کہ ایسا شک انسان کو جمالات و ضلالات میں داخل کرتا ہے
 چوتھی اصل یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال کا ارادہ کرنا اس سے پس کوئی موجود نہیں جو اس کے ارادہ

خراج ہو کیونکہ جو فعل اوس سے صادر ہو ممکن ہے کہ اوسکی خدا اوس سے صادر ہو اور جس فعل کی ضد ہو ممکن
 ہے کہ وہی فعل قبل یا بعد اپنے صادر ہوا سے قدرت و وزن خدا اور دلائل و قوت سے برابر مناسبت رکھتی
 ہے پس ضرور ہے کہ ارادہ قدرت کو احد المقدورین کے طرف پھیر دے اور اگر علم تخصیص معلوم میں ارادہ سے
 مستثنی ہو یا میں طور کہ کہا جاوے کہ اوس وقت میں صادر ہوا ہے جسکا علم سابق ہو گیا تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ کہا جاوے
 کہ وہ قدرت سے بھی مستثنی ہو۔ بابن طور کہ وہ بغیر قدرت کے صادر ہو کیونکہ علم اسکے وجود کا پیشتر ہو گیا اور فلسفہ میں
 پانچویں اصل یہ جانتا کہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے اوسکی دید سے خطرات ضحیر و خفایا کئے و ہم و فکر پڑھ
 نہیں کیونکہ بھر اور سمیع بخل کالات ہیں نقصانات نہیں۔ پس مخلوق خالق سے اور صنوع صانع سے کیسے کامل تر ہو سکتی
 ہے اور کیسے قسمت برابر ہوگی جبکہ نقص جہت خالق میں اور کمال اوسکی خلق میں ہو اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ فاعل بدون
 آلات کے اور عالم بدون قلب و دماغ کے ہے۔ اسبطر ح بصیر بلا چشم کے اور سمیع بلا گوش کے ہے
 اسکے دونوں میں کچھ فرق نہیں چھٹی اصل یہ جانتا کہ وہ متکلم ہے اور کلام ایک وصف ہے جو اوسکی ذات سے
 قائم ہے اوسکا کلام حرف و صوت نہیں بلکہ وہ دوسرے کلاموں کے مشابہ نہیں جیسے کہ اوسکا وجود دوسرے وجود کے
 مشابہ نہیں۔ ساتویں اصل یہ جانتا کہ کلام نفسی اوسکا قدیم ہے اسبطر ح جمیع صفات اوسکی قدیم ہیں کیونکہ محال
 ہے کہ اللہ تعالیٰ اصل حوادث ہو اور اوسکو تغیر عارض ہو بلکہ کلام اوسکا قدیم قائم بذاتہ تعالیٰ ہے مان آواز جو اوپر
 دلائل کرے حادث ہے آٹھویں اصل یہ جانتا کہ علم الہی قدیم ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی ذات اور اپنی صفات اور اپنی
 مخلوقات کو جانتا ہے کسی مخلوق کے حدوث سے اوسکا علم حادث نہیں ہوا بلکہ اوسی علم ازلی سے جملہ حوادث کشف
 ہو گئے جیسے کہ ہمکو مثلاً زید کے آنے کا علم ہو کہ فلان وقت آئیگا اور وہ علم اوسکے آنے تک رہے تو اوسکا آنا اوسی
 علم سے مکشوف ہو گا نہ کہ دوسرے علم سے۔ نویں اصل یہ جانتا کہ ارادہ الہی قدیم ہے اور قدیم میں وہ ارادہ
 حوادث کے احداث سے اپنی اوقات مناسبہ میں مطابق علم ازلی کے متعلق ہو گیا۔ دسویں اصل یہ جانتا کہ اللہ تعالیٰ
 عالم ہے ساتھ علم کے اور محی ہے ساتھ حیات کے اور قادر ہے ساتھ قدرت کے اور مرید ہے ساتھ ارادہ کے
 اور متکلم ہے ساتھ کلام کے اور سمیع ہے ساتھ سمیع کے اور بصیر ہے ساتھ بصیر کے غرض یہ صفات بھی اوسکے لئے
 قدیم ہیں نہ یہ کہ عالم بلا علم اور مرید بلا ارادہ ہو کیونکہ عالم بلا معلوم اور بلا علم دونوں ایک ہیں اسکے کہ علم و معلوم و عالم
 باہم متلازم ہیں جیسا کہ علم بلا معلوم محال ہے اسبطر ح عالم بلا علم و بلا معلوم ممکن نہیں چنانچہ غنی بلا
 مال اور قلیل بلا قلیل ممکن نہیں
 دلیل (۱۸۶) علم فعال الہی برتیلہ کن ایمان کا ہے جس اصول پر موقوف ہے اصل اول یہ جانتا کہ ہر حادثہ

اللہ تعالیٰ کے فعل وخلق و اختراع سے ہے کوئی خالق سوائے اس کے نہیں اس نے مخلوق اور ارادہ کی قدرت اور
 اوکلی حرکت کو پیدا کیا ہے پس تمام افعال بندوں کے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ارادہ کی قدرت سے
 متعلق ہیں کیونکہ قدرت الہی تمام اور کامل ہے اور میں کوئی قصور نہیں اور حرکات سب باہم متماثل ہیں پس تعلق قدرت کا
 اوکلی ذات سے ہو یہ نہیں کہ بعض حرکات سے قدرت متعلق ہو اور بعض نہیں حالانکہ جملہ حرکات متشابہ ہیں نفس حرکت
 سب حرکات شریک ہیں باوجودیکہ کلامی اور شہد کی کہی اور دیگر حیوانات سے ایسی عمدہ صنعتیں صادر ہوتی ہیں جنکو دیگر
 عقول اہل عقل حیران ہیں پس ان صنائع کو اوکلی طرف کیوں نسبت کیا جاوے اور حق تعالیٰ کے طرف نسبت نہ کیا جاوے
 حالانکہ وہ حیوانات اپنی حرکات کو تفصیل دار نہیں جانتے اصل و وہ یہ جانتا کہ اللہ تعالیٰ کا افعال عباد کو پیدا کرنا
 اسکو مقتضی نہیں کہ وہ افعال مقدور بشرط کسب کے نہوں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نے قدرت اور مقدور اور اختیار
 اور مختار کو پیدا کیا ہے کیونکہ قدرت بندہ کا وصف ہے اور خلق خالق ہے مگر وہ قدرت کسب عبد نہیں اور حرکت او
 فعل بندہ کا خلق الہی اور وصف بندہ اور کسب بندہ ہے۔ اسلئے کہ بندہ اجزاء حرکات کو مفصل نہیں جانتا اور نہ اس کے
 اعداد کو جانتا ہے لہذا حرکات بندہ مخلوق بندہ نہیں ہو سکتے اصل و وہ یہ جانتا کہ فعل بندہ اگرچہ میں وجہ کسب بندہ
 ہے مگر وہ ارادہ الہی سے خارج نہیں پس کوئی شے عالم ملک و ملکوت میں بدون ارادہ و مشیت الہی واقع نہیں ہوتی
 ہے خیر اور شر نفع اور ضرر اسلام اور کفر طاعت اور عصیان شرک اور ایمان اوسیکے ارادہ سے پیدا ہوتا ہے لیکن حق تعالیٰ
 کفر و شرک سے راضی نہیں اور بندہ اس وجہ سے مجرم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی قصد کو کیوں برائی کی طرف متعلق کیا۔
 پس اگر کہا جائے کہ جس شے کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرے اس سے نانت کیوں کیا جاتی ہو اور جس شے کا ارادہ نہ کرے
 اور اسکا امر کیوں کیا جاتا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ امر ارادہ کا غیر ہے بسا اوقات انسان بھی ایسی اشیاء کا امر کرتا ہے جکا
 ارادہ نہیں کرتا اور میں کوئی مصلحت یا ختم حجت مخفی ہوتی ہو۔ اور اگر جرم و گناہ موافق ارادہ شیطان کے صادر ہوتا تو
 حق تعالیٰ کے ارادہ سے ارادہ شیطان غالب ہو جاتا کیونکہ عالم میں معصیت غالب ہے اور ضعف و مجرباۃ تعالیٰ شایع
 لازم آتا حالانکہ جمیع افعال مخلوق الہی ہیں۔ پس ضرور ہے کہ ارادہ الہی سے خارج نہ ہوں۔ اصل و وہ یہ جانتا کہ اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے پیدا کرنا اور تکلیف کرنا بطور احسان کے ہے اور ہم پر پیدائش اور تکلیف واجب نہیں اصل و وہ یہ جانتا کہ
 یہ جانتا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو اس شے کی تکلیف دیکھتا ہے جسکی او میں طاقت نہیں اصل و وہ یہ جانتا کہ اللہ تعالیٰ
 بندہ و ملک و الم اور عذاب بد و نجرم سابق اور بد و نجرم لاحق کے دیکھتا ہے کیونکہ وہ اپنی ملک میں تصرف کرتا ہے اور اپنی
 ملک میں تصرف کرنا کی طرح ظلم نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ظلم ملک غیر میں بلا اذن تصرف کرنا کیونکہ ہاں اور یہ صورت
 جناب باری میں محال ہے اور واقع میں اسکا وجود پایا جاتا ہے چنانچہ چوبالو کو ذبح کرنا عین الم ہے اور اذن کو کھڑا ہے

مشقت اور عذاب میں ڈالنا حالانکہ اوستہ کوئی جرم سابق نہیں ہوا اہم نہیں تو کیا ہے اصل یہ فقہم یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے جو جائز معاملہ کرے اور پر رعایت اصلاح واجب نہیں اصل یہ فقہم یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور طاعت ہرگز اصل نہیں یہ جاننا کہ انبیاء کا بھیجا سماں نہیں جیسا کہ براہمہ فرقہ کا گمان ہے کہ عقل انسانی کی کفایت کرتی ہے کچھ عقل سے وہ افعال نہیں معلوم ہو سکتے جن سے آخرت میں نجات حاصل ہو چنانچہ عقل سے اور یہ صحت بخش معلوم نہیں ہوتی ہیں پس مخلوق کو انہی کی طرف حاجت ایسی ہی جیسی ان کو اطباء کی طرف حاجت ہو گی طبیب کا صدق تجربہ سے معلوم ہوتا ہے اور نبی کا صدق سچہ سے اصل وہ فقہم یہ جاننا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اور خاتم النبیین اور شریعت یہود و نصاری و صلابتین کا موقوف کر دیا لا ہیجایا ہے اور معجزات ظاہرہ و اور آیات باہرہ سے ان کو تائید عطا ہوئی ہے جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور پتھر کو پکا تسبیح کرنا اور چوپایہ کو کلام کرنا اور ان کی شان مبارک سے پانی کا جاری ہونا اور بڑا معجزہ آپ کا قرآن پاک ہو جس کے مقابلہ سے تمام فصحاء و بلغاء عرب باوجود سعی بسیار و عطاء لیل و نہار کے عاجز ہو گئے اور غلام اور باندی ہوئے کو قبول کرنا بڑا اور قتل اور غارت ہوئے اور شہر بدر بلکہ ملک بدر کو گئے مگر قرآن شریف بلکہ دس آیات بھی اس کے مثل نہ بنا سکے اور کیونکر بنا سکتے اس لئے کہ قرآن کو نظم اور معنی اعلیٰ درجہ بلاغت پر واقع ہیں جو طاقت بشری سے خارج ہے ہر پیر اگلوں کے اخبار و قصص ایسی مذکور ہیں کہ جیسے کوئی چشم دید واقعہ بیان کرتا ہو بلکہ تب سابق میں بھی ایسے مفصل سیانات موجود نہیں اور اخبار بالغیب مزید برآں ہو مثلاً یہ فرمانا کہ تم لوگ انشاء اللہ بیوقوف و خطر مسجد حرام میں داخل ہوؤ گے اور روم بعد مغلوب ہو نیکی چند سال میں یعنی دس برس کے اندر غالب ہو جائیگی اور فلان واقعہ اور فلان کام ایسا ہو گا پہلا کوئی انہی شخص اس قسم کا کلام اپنی طرف سے بنا سکتا ہے ہر نہیں اور وہ تمام حکماء و بلغاء و فصحاء کا مقابلہ کر سکتا ہے جب تک مؤیدین اللہ نہ ہو ہرگز نہیں۔

ولیل (۱۸۳) چوتھا رکن ایمان کا جو حیات ہیں پس اصول پر مبنی ہے اصل اول یہ جاننا کہ مشر و نشر حق ہے کیونکہ اعادہ بعد فنا کے مقدور الہی ہے جیسا کہ ابتداء خلق مقدور الہی ہے پس جسے انشاء خلق کیا اس کو اعادہ خلق کیا دشوار ہے اور اعادہ ابتداء ثانی ہے جو مثل ابتداء اول کے ممکن ہے اور جبکہ وہ شرع شریف میں وارد ہوا تو اوپر اعتقاد کرنا لازم تھا۔ اصل دوسری سوال سنکر فکیر ہو کیونکہ شرع سے ثابت ہے اور عقل کے نزدیک ممکن ہے اس لئے کہ سوال کیا سطلے ایسے جز کی حیات کافی ہے جو فہم خطاب کر سکے چنانچہ سونے والا آدمی ظاہر میں ساکن ہوتا ہے مگر وہ باطن میں المراد لذت ایسا پاتا ہے جس کا اثر بعد بیداری بھی موجود ہوتا ہے ہر شخص کو سوال جواب کا علم اور مشاہدہ ہونا ضرور نہیں اصل تیسری عذاب قبر ہے جسکی نسبت شرع وارد ہے اور عقل میں بھی ممکن ہے لہذا اس کی تصدیق واجب ہے اور کسی مردہ کے اجزاء و رندوں کے اندر منتشر ہونا مانع تصدیق نہیں اس لئے کہ اجزاء خاص حیوان کو اور اک

المکرتے ہیں اور ان میں اعادہ اہرام کرنا مقدر بارسی تعالیٰ ہے اصل چوتھی میزان ہے جس سے مقدار اعمال شخص کی تمیز ہوتی ہے چونکہ شرع سے ثابت ہو اور عقل میں ممکن ہے لہذا اسکی بھی تصدیق ضروری اصل پانچویں میزان ہے جس پر سب کو گزارنا ہو گا چونکہ شرع سے ثابت ہو اور عقل میں ممکن ہو لہذا اس پر بھی اعتقاد ضروری ہے اصل چھٹی جنت اور دوزخ کا اعتقاد بھی ضروریات دین سے ہے اصل ساتویں یہ جاننا کہ بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امام برحق ابوبکر بن پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم کیونکہ کل صحابہ کا اجماع غلط ہونا ممکن نہیں رہی جنگ بعض صحابہ تو عجب نہیں کہ بعد دیکھنے لوح محفوظ کے واقع ہو گئی ہو یا ان خطا اجتہادی ممکن ہے اور خطا منکر کا قائل ہونا بے انصافی اور ناقدر دانی ہے اصل آٹھویں یہ جاننا کہ فضیلت صحابہ کی حسب ترتیب خلافت ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کسی شے سے کسی ملامت کرتے ہوئے سے دین الہی میں خوف نہیں کرتے تھے پس ممکن نہیں کہ مفضول کو فاضل پر ترجیح دین اصل نوین یہ کہ شیطانات کے مذکور ورتقی اور عالم اور قریشی ہونا اصل دسویں اگر تقویٰ و علم امام میں متغیر ہو اور اس کے علم و کرنے میں ایسے فتنہ کا خوف ہو جسکی طاقت نہ ہو تو اسکو امام تسلیم کیا جائے اسلئے کہ اسکی علم کی بین اسقدر ضرور ہو گا جو نقصان شرائط میں بھی متصور نہیں کیونکہ یہ بشرط طوبہ زیادتی مصلحت کے لگائے گئے ہیں پس اصل مصلحت کو زیادتی مصلحت کو شوق میں کہو دینا نہیں چاہئے جسکو کوئی شخص مکان بنانا ہو اور شہر کو ڈھاتا ہو۔ اور اگر ملا داسلام کو امام سے غالی رکھا جاوے تو احکام مسلمین اور فیصلیات کیلئے کون ہو گا لہذا وقت حاجت اور ضرورت کے اسکی امامت تسلیم کر لینا عین مصلحت ہے البتہ امام کا فسق و فجور اگر ثابت ہو جس سے اسلام میں رخنہ پڑے تو اسکی اطاعت نہیں چاہئے۔

دلیل (۱۸۴) کسی موجود کے وجود میں شک نہیں یعنی کوئی موجود ضروری ہیں اس موجود کا وجود بدو اعتباری کو محال
دلیل (۱۸۵) وجود کا انحصار اگر صرف ممکنات میں ہو تو اسکی احتیاج اپنی وجود میں کسی علت کی طرف ضرور ہے کیونکہ کوئی شے خود بخود عدم سے وجود میں نہیں آسکتی۔

دلیل (۱۸۶) اگر ممکنات میں وجود کا حصہ ہو گا تو دور محال لازم آئے گا کیونکہ کسی موجود کا تحقق بدو اعتباری کے نہیں ہو سکتا اور تحقق ایجاد کسی موجود کے تحقق پر موقوف ہے کیونکہ جب تک شے خود موجود نہ ہو دوسرے کو کیونکر ایجاد کر سکتی ہے اور دور تقدم شے علیٰ نفسہ کو تسلیم ہے۔

دلیل (۱۸۷) اگر وجود جب نقالی تحقق نہ ہو تو ایجاد بھی تحقق نہ ہو گا کیونکہ ممکن کا وجود مستقل نہیں تاکہ وہ کسی شے کو ایجاد کرے
دلیل (۱۸۸) ممکن میں اگر انحصار وجود ہو گا تو مبدء کا تحقق نہ ہو گا حالانکہ ممکن کی مبدء اسطے مبدء کا تحقق ضرور ہے اور وہ مبدء سب کو واجب کے نہیں ہو سکتا۔

دلیل (۱۸۹) موجودات میں واجب لذات کا ہونا ضروری کیونکہ جب تک کوئی شے واجب نہیں ہوتی موجود نہیں ہو سکتی پس اگر وہ واجب لذات ہے تو مطلوب حاصل ہے اور جو واجب لغیرہ ہو تو اس کے واسطے غیر کا وجود ضروری ہے دراصل واجب میں لازم آئیگا جو محال ہے۔

دلیل (۱۹۰) ہر موجود کا واجب ہونا ضروری چنانچہ دلیل (۱۸۵) میں مذکور ہے پس اگر لذات واجب ہے تو مطلوب حاصل ہے اور جو غیر کی وجہ سے واجب ہوا ہے تو غیر ممکن کا وہی واجب لذات ہے۔

دلیل (۱۹۱) موجودات کا حصر اگر ممکنات میں مانا جائے تو ترجیح بلامرجح لازم آئیگی کیونکہ ممکن خود اپنے وجود کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

دلیل (۱۹۲) انحصار موجودات صرف ممکنات میں لیا جائے تو ترجیح بلامرجح اس وجہ سے بھی ہوگی کہ بعض بعض سے نفس امکان میں اولی نہیں۔

دلیل (۱۹۳) ممکنات میں جو موجودات ماننے سے لازم آئیگا کہ خود ممکن اپنے نفس کی علت اور میری البطلان ہے۔

دلیل (۱۹۴) اگر موجود واجب نہ ہوگا تو محال لازم آئیگا کیونکہ تمام موجودات کا مجموعہ ایسے آحاد سے مرکب ہے کہ ایک اون کا بالذات ممکن ہے لہذا وہ مجموعہ کسی خارجی علت کا محتاج ہوگا اور جس ممکنات سے جو موجود خارج ہو سو اسے واجب بالذات کہ نہیں ہو سکتا پس وجود واجب بالذات اس کے عدم ماننے میں لازم آیا پس وجود واجب ضروری ہوا۔

دلیل (۱۹۵) عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے اور ہر حادث محدث کا محتاج ہے پس عالم محدث کا محتاج ہے۔

دلیل (۱۹۶) وجود عالم بالعرض ہے اور ہر بالعرض ہوا اس کو اس شے کی ضرورت ہے وبالذات پس عالم کو بالذات چاہیے۔

دلیل (۱۹۷) معلوم ترین قسم ہے اگر وجود اس کا ضروری اس کو واجب کہتی ہیں اور جو عدم اس کا ضروری اس کو مستغنیہ کہتے ہیں اور اگر وجود عدم اس کی ذات میں ضروری نہیں اس کو ممکن کہتے ہیں پس جبکہ ممکن میں باعتبار ذات اس کی کے دونوں طرف برابر ہیں نہ تو میں وجود ضروری اور نہ عدم ضروری پس جس ذات کی وجہ سے وہ ممکن وجود میں آجائے وہی ذات واجب ہے اور ممکنات کا وجود یہی ہے لہذا وجود واجب بالذات بھی ضروری ہے۔

دلیل (۱۹۸) ہر شے کی ماہیت اور وجود جدا جدا ہیں وجود کا ماہیت سے جدا ہونا بھی ممکن ہے اور جب وجود ہو سکتا ہے تو وہ اس ماہیت کو عارض ہوگا اور عارضی شے مستغنیہ کی ہوتی ہے۔ پس عطا کرنے والا وجود کا ضروری موجود ہوگا جس کا وجود عین ذات ہوگا۔

دلیل (۱۹۹) صنائع بدائع عالم کے بدون صانع بدیع کے نہیں ہو سکتے نقش کیواسطے نقاش ضروری ہے۔

دلیل (۲۰۰) آثار قدیمہ دیکھ کر کسی چلنے والے کا یقین ہوتا۔ اور وہ ان دیکھ کر آگ کا علم ہوتا ہے یہی

عالم میں آثار و کجکے صانع تدبیر کا علم ضرور ہو گا۔

دلیل (۲۰۱) ہر شخص قطعی طور سے جانتا ہے کہ وہ پہلے موجود نہ تھا اب موجود ہوا اور چوتھے بعد عدم کے موجود ہوا اسکے لئے کوئی موجود ضرور ہے اور وہ موجود خود وہ شخص یا اسکے والدین یا دوسرا آدمی نہیں ہو سکتا کیونکہ بالبد معلوم ہے کہ مخلوق ایسی ترکیب سے عاجز ہے پس ایسا موجود ضرور ہے جو ان موجودات کے مخالف ہو تاکہ وہ ان اشیا کو ایجاد کرے۔

دلیل (۲۰۲) اجسام فلکیہ اور اجسام عنصریہ نفس جمیست میں باہم مشترک ہیں پس بعض اجسام کا بعض صفات خاص ہونا جیسے مقدار و شکل و غیر نفس جمیست کی وجہ سے نہیں ہو ورنہ کل اجسام ان صفات خاصہ میں شریک ہوتے پس ضرور ہے کہ کسی جدا شے ہی ہو اور وہ شے جسم تو ہو نہیں سکتی ورنہ ہی بحث پیش ہوگی کہ اسکو درمیان دوسرے جہام کے یہ خصوصیت تاثیر کی کہاں سے آئی اور جو جسم نہ ہو تو وہ حال سے خالی نہیں یا وہ بالا اضطراب کر لگایا بالا اختیار اور فعل اضطرابی باطل ہے ورنہ بعض اجسام کی خصوصیت ان صفات سے دوسری بعض کی خصوصیت سے اولی نہ ہوتی لہذا ضرور ہے کہ وہ قادر مختار ہو۔

دلیل (۲۰۳) ایک شخص دہریہ حضرت امام جعفر صادق کے پاس انکار صانع کیا اور انہوں نے فرمایا تو سمجھ میں سوار ہوا ہے اوس نے کہا یا ان فرمایا تو نے اسکا طوفان دیکھا ہے اوسنے کہا ایک دن بڑی تیز ہوا چلی جس سے کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح غرق ہو گئے میں ایک تختہ کو لپٹ گیا پہر وہ بھی مجھ سے چھوٹ گیا تو میں موجود کو تلاطم سے کنارہ پر جا پڑا فرمایا پہلے تیرا اعتماد کشتی اور ملاح پر تھا پہر تختہ پر ہوا کہ وہ تجھ کو نجات دیگا جب کوئی شے نہ رہی اور وقت تجھ کو ہلاکت کا یقین بتایا امید سلامتی کی تھی اوس نے کہا امید تھی فرمایا کس سے امید تھی وہ شخص خاموش ہو گیا فرمایا وہی صانع ہے جس سے تجھ کو اس وقت امید تھی اور اوس نے تجھ کو غرق سے نجات دی پس وہ شخص اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔

دلیل (۲۰۴) ایک بڑے کامل نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تیرے معبود کس قدر ہیں اوس نے کہا اس میں فرمایا تیرا علم اور بصیرت اور بلا دفع کرنے کو دشمن کون ہو کہا اللہ ہے فرمایا کوئی معبود سزا اللہ کے تیرے نہیں
دلیل (۲۰۵) امام ابو حنیفہ رحمہ کے دہریہ دشمن تھے کہ کسی وقت قابو پا کر انکو قتل کر دیں ایک دن وہ مسجد میں بیٹھے تھے ایک جماعت دہریہ بھی تلواریں ننگے کئے ہوئے آئی اور انکے مار ڈالنے کا قصد کیا اور انہوں نے فرمایا پہلے ایک سوال کا جواب دیدو پھر تمہارا جو بی چاہے کہ وہ انہوں نے کہا بتلا کیا بات ہے فرمایا اوس شخص کے حق میں تم کیا کہتے ہو جو بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک کشتی بوجہ لدی ہوئی بہری ہوئی دیکھی

جسکو تیز ہوا میں اور سخت موجیں گھیری ہوئی تھیں مگر وہ کشتی سیدھی چلی جاتی تھی نہ اوپر نہ اسکا کوئی خیر گریان تھا آیا یہ
 امر عقل باور کرتی ہے اور نہ ہونے لگا ہرگز نہیں یہ ایسی بات ہے جسکو عقل قبول نہیں کرتی فرمایا سبحان انتصرہا پس تمام
 دنیا کا قیام باوجود اختلافات و تغیرات و بدولت و صانع اور حافظ کے کیونکر ہے سب روئے لگے اور تائب ہو گئے۔
 دلیل (۲۰۶) امام شافعی رحمہ اللہ نے لوگوں کے وجود پر دلیل طلب کی فرمایا کہ شہادت کر پتے کا مڑا ہرگز
 اور بار اور طبیعت تمہارے نزدیک واحد ہے اور نہ ہونے لگا ہاں فرمایا اسکو شریک کا لیر کہا تا ہر اوس سو اب بر شکتا ہے اور شہادت
 لکھی اسکو کہہ تاتی ہے اوس سے شہد نکلتا ہے اور برکری کہاتی ہے اوس سے بینگنی نکلتی ہے اور ہر کہتا ہے تو اوس میں شک نہ
 پیدا ہوتا ہے پس وہ کون ہے جس نے ان اشیاء کو بنا دیا ہے حالانکہ طبیعت واحد ہے اس جواب کو ان آدمیوں نے
 اچھا جانا اور مسلمان ہو گئے وہ ستر آدمی تھے۔

دلیل (۲۰۷) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہ حجت بیان کی کہ ایک قلعہ سب طرف سے بند باہر کھیرف مثل چاندی کے اور اندر کھیرف
 مثل سونے کے ہے پھر رکایا اسکی دیوار چھتر ایک حیوان سمیع و بصیر و بین سے نکلا اسکا فاعل اور صانع ضرور ہے یعنی اللہ تعالیٰ
 سچ نکلا اسکو اندر ہی اندر کس نے بنا کر کان اور آنکھ اور حیات دیکھ باہر نکال دیا۔

دلیل (۲۰۸) امام مالک رحمہ اللہ سے ہارون رشید نے وجود صانع کی دلیل دریافت کی فرمایا اصوات افغانات اور لغات کا
 تفاوت و اختلاف صانع قدیر پر دلیل ہے کیونکہ خصوصیات اور تقادیر خاصہ کیلئے کوئی مقدر قادر ضرور ہے۔
 دلیل (۲۰۹) ایک عربی سے کسی نے دلیل صانع دریافت کی اوس نے کہا جب بعور بعور سپر اور روث حمیر پر اور
 آثار قدیمہ پر دلالت کرتے ہیں تو آسمان بروج والا اور زمین بڑے بڑے راستہ والا اور دریا و جوں والا کیونکہ صانع
 علیم قدیر پر دلالت نہ کرے گا۔

دلیل (۲۱۰) کسی طبیب سے دریافت کیا گیا کہ آپ فی خدا کو کیسے پہچانا اس نے جواب دیا کہ ہلیلہ سے کہ باوجود
 ہونے کے دست آور ہے اور لعاب ملین سے جو قبض پیدا کرے۔

دلیل (۲۱۱) دوسرے کسی طبیب سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے حق تعالیٰ کو شہد کی لکھی ہے پہچانا ہر کہ
 ایک طرف سے کاشتی ہے اور دوسرے طرف سے شہد نکالتی ہے اور عمل لیس کا مقلوب ہے۔

دلیل (۲۱۲) زمین مستقر حیوانات ہے اور اوپر کے طرف سے کسی چیز میں لٹکی ہوئی نہیں اور نیچے کی طرف کوئی ستون نہیں چھوڑا
 کیونکہ اوپر کا علاقہ جہین زمین لٹکی ہوگی وہ دوسرے علاقہ کا محتاج ہوگا اسطرح غیر قیاسی سلسلہ لازم آئیگا جو محال ہے
 اسوجہ سے کہ جو معلوم ہوا کہ کچھ بھی اس کے کوئی عموماً درستون نہیں پس بالیقین معلوم ہوا کہ کوئی اس کا روکنے والا نہ
 ہے جو اپنی قدرت اور اختیار سے اسکو ٹھٹھٹھ نہیں دیتا۔

دلیل (۲۱۳) زمین اگر بہت سخت ہوتی مثل پتھر اور سوسے کی تو اوس سے بدن کو تکلیف ہوتی اور زراعت اور پھل پھول ہوتی اور اوس سے مکانات بنانا مشکل ہوتا۔ اور جو بہت نرم مثل پانی کے ہوتی تو قدم اوس میں دھس جاتا اور جو نہایت شفاف ہوتا تو نور اور سپر نہ تھرتا اور آفتاب اور ستاروں کو اوس میں گرجی نہ ہوتی اور نہایت بارہ ہوتی لہذا اوس کو ایسا بنایا گیا ہے کہ رنگ اوس کا غیر بکھاؤ و صلابت اور لیندہ میں ہیں مگر گہرائی کا حیوانات کیلئے بچھو نامہ ہوا ہے یہ کام جو صنائع قدیر کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۱۴) طبیعت زمین کی مقتضی اسکی تھی کہ پانی کے اندر بالکل غرق رہتا اور جمیع جوانب سے سمندر و لگائی پانی اور محیط ہوتا حالانکہ ایسا نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زبردست نے کسی کی خاطر اوس کو بعض جوانب سے کھلا ہوا رکھا ہے اور طبیعت زمین کو بدل دیا ہے کہ حیوانات اوس حصہ کشف پر بود و باش کر سکیں۔

دلیل (۲۱۵) اجسام ارضیہ کے جمیع صفات میں تغیر کا مشاہدہ کیا جاتا ہے یعنی حیرت میں اور رنگ اور مزہ اور طبیعت میں اور کما حصول مختلف ہے اور ہر ایک پتھر اور پہاڑ کا ٹوٹنا اور اپنی جگہ سے زائل ہونا اور عالی کو سافل کر دینا اور سافل کو عالی کر دینا ممکن ہے نہیں جب ایسا ہے تو یہ بات ثابت ہوگی کہ ہر ایک اجزا از زمین کی خصوصیت مکان اور صبر سے اور بعض اجسام سے اوس کا اتصال اور قرب اور بعض سے انفصال اور بعد سب میں تغیر اور تبدل ممکن ہے اور ان اجسام کا ان صفات سے موصوف ہونا ایک امر جائز ہے پس ضرور ہے کہ وہ اس اختصاص میں کسی مدبر قدیم علیم کے محتاج ہوں۔

دلیل (۲۱۶) زمین میں چند منافع اور صفات ہیں ایک یہ کہ معادن اور نباتات اور حیوانات اوس میں پیدا ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ رقیق شے زمین کے اجزا سے ملکر مضبوط ترکیب پاتی ہے تیسرے یہ کہ زمین کے بقاع مختلف ہیں کہ بعض حصہ اوس کا نرم اور بعض سخت اور بعض رگ والا اور بعض پتھر لایہ چوتھے یہ کہ اوس کا رنگ مختلف ہیں بعض سرخ بعض سفید بعض خاک کی غباری ہے یا پتھر میں یہ کہ زمین میں جب کوئی دانہ اُگتا ہے تو وہ بھٹ جاتی ہے چھٹی یہ کہ وہ اوس پانی کا خزانہ ہے جو آسمان سے برستا ہے اور زمین میں بچھتا ہے جس سے مخلوق کو فائدہ ہے ساتویں یہ کہ اوس میں چشمے اور ندیاں ہیں آٹھویں یہ کہ اوس میں سونا چاندی تانبا لوہا تمام فلزات پیدا ہوتے ہیں۔ نویں یہ کہ ایک دانہ کے ہزاروں دانے دیتی ہے۔ دسویں یہ کہ مثل مردہ کے پڑی ہوتی ہے یا پانی پرستے ہی زندہ سرسبز شاخ اب بجاتی ہے۔ گیارہویں یہ کہ اوس میں مختلف رنگ اور صورت اور خلقت کو جاندار پہیلے ہوئے ہیں بارہویں یہ کہ اوس میں نباتات طرح طرح کی پیدا ہوتے ہیں جبکہ رنگ اور مزہ اور نوع اور منفعت مختلف ہے پس اختلاف رنگ اور مزہ اور لوہا کا پھر اوس میں انسان کا بھی قوت ہے اور حیوان کا بھی قوت ہے چنانچہ بشر کے واسطے طعام اور ادام اور دوا اور قواکھ اور اقسام اقسام کے انواع کپٹے میٹھے موجود ہیں اور لباس و روی اور کتان کا اُڑا صوف اور ریاں اور ابریشم اور پوستیں مختلف طرح طرح کا عرض انسان کا کھانا اور لباس دونوں زمین ہی کی پیداوار ہیں اور ہر ایک صانع قدیر پر دلالت کرتا ہے۔ تیرھویں یہ کہ زمین میں مختلف پتھر ہیں بعض صغیر زینت کی واسطہ ہیں

جن سے انگوٹھی کا نگینہ بنتا ہے اور بعض کبیر مکان میں کام آتے ہیں اور بعض پتھر دلوں آگ نکلتی ہے پھر عمل زہر دیا تو
 نیلیم وغیرہ باوجود شریف اور عزیز الوجود ہونیکے ان سے نفع کم ہے اور بڑے پتھر جو کثرت سے پائے جاتے ہیں وہ زمین
 نفع زیادہ ہے غرض ضروری چیزیں بہت ازان اور بلا قیمت ملتی ہیں اور غیر ضروری چیزیں بہت گران و ستیاب
 ہوتے ہیں جس سے صانع حکیم پر یقین کامل ہوتا ہے۔ چودھویں یہ کہ درخت اور جہاز زمین اور پہاڑیں کثرت میں جگی
 لکڑی تعمیر مکان میں کس قدر کارآمد ہے اور کھانا وغیرہ پکاسے زمین کس قدر اوسکی حاجت ہے۔ الغرض زمین کے حالات پر غور
 کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے حکیم اور بڑے قدرت اور علم والے کا یہ کام ہے۔

دلیل (۲۱۷) زمین دو حال سے خالی نہیں یا ساکن ہے یا متحرک اگر ساکن ہے تو کس نے اوسکو ساکن کیا
 اگر جذب فلک جمیع جواہر سے باعث سکون زمین مانا جاوے تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ پہرہ باوجود صغیر ہونیکے
 فلک کی طرف کیوں نہیں جاتا دوسری یہ کہ اقرب شے جلد جانا چاہے پس اگر ہم ایک ذرہ کو اوپر کے طرف پہنچیں تو
 وہ جلد تر فلک سے کیوں نہیں لپٹ جاتا۔ اور جو دفع فلک کو باعث سکون قرار دیجے تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر
 اوپر ہوا کسی خاص طرف میں کیوں دفع نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ ثقیل کا اذفاع نسبت لطیف کے دیر سے ہونا چاہیے
 کیونکہ دفع قاصر کو دفع ثقیل میں دیر کرنا اور تخفیف میں جلدی کرنا ضرور ہے حالانکہ بالکل مشاہدہ کے خلاف ہے۔ اور جو
 زمین کو متحرک مانا جاوے تو ضرور ہے کہ کسی خاص جہت کے طرف متحرک ہوگی مثلاً فرض کیا جاوے کہ مشرق
 کی طرف حرکت کرتی ہے تو وجہ تخصیص مشرق کی دریافت کیجاوگی مغرب کی طرف کیوں نہیں حرکت کرتی بہر حال یہ صورت
 پیدا کرنے والا بجز صانع قدیر حکیم کے کوئی نہیں ہو سکتا۔

دلیل (۲۱۸) جو کوئی کارگر کوئی شے عمدہ لطیف بناتا ہے اوسکو گرد و غبار سے بچاتا ہے اور پانی سے محفوظ رکھتا
 ہے کہ کہیں اوسکو محو نہ کروے اور ہوا سے بھی حفاظت کرتا ہے کہیں اوسکی طراوت اور لطافت کو فنا نہ کرے اور
 آگ سے بھی بچاتا ہے کہیں اوسکو نہ جلاوے مگر حق تعالیٰ نے ان چار عناصر سے کسی کسی عمدہ لطیف چیزیں
 دیر پائانی ہیں اور اشیاء متضادہ کو باہم معاون کر دیا ہے ہل من خالق غدیہ۔

دلیل (۲۱۹) آنکھ کی چربی میں بنیانی اور ہڈی میں سماعت اور گوشت میں گویائی کہ ہڈی اور دماغ میں جس
 حرکت اور قلب میں حیات اور جگہ میں غذا و سبے کی قوت عطا کی۔

دلیل (۲۲۰) انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے پس نطفہ کی صورت اور شکل بنانیوالی قوت اوسی نطفہ میں موجود
 ہے یا نہیں پس اگر قوت حضورہ نطفہ میں موجود ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا اوسکو شعور اور ارادہ اور علم
 اور حکمت حاصل ہے جسکی وجہ سے ایسی عجیب صورت بنی یا حاصل نہیں بلکہ یہ تاثیر طبیعت کی اثر سے ہو سکتا ہے

ظاہر الفساد ہے کیونکہ انسان کو جب علم و قدرت کامل ہوتی ہے اور وقت وہ اگر اپنے ایک بال کو بھی اس کی طبیعت اور صورت سے بدلنا چاہے تو اس کو نہیں بدل سکتا پس نہایت ضعف کے زمانہ میں وہ کیونکر اس قدر بہت سکتا ہے اور جو طبیعت کو موثر مانا جاوے تو یہ منی یا جسم تشابہ الاجزاء یا مختلف الاجزاء ہوگی پس اگر تشابہ الاجزاء سے طبیعت کا اثر مادہ تشابہ الاجزاء میں ضرورتاً ہوتا ہے جس سے شکل کر دی کا ہونا ضرور ہے پس چاہئے تھا کہ انسان گول مثول کر دی شکل ہوتا اور تمام اجزاء اس کے طبیعت میں باہم مشابہ ہوتے پس ثابت ہوا کہ نطفہ کا حلقہ اور لحم اور عظم بنجانا کسی مدد حکیم کی قدرت کاملہ سے ہے اور وہ مدبر بجز حق سبحانہ تعالیٰ کے کون ہے ھو الذی بصورہ کر فی الارحام کیف یشاء

دلیل (۲۲۱) بچہ جب مانگے پیٹ پر نکلتا ہے اس کے ناک اور مونہ پر اگر کپڑا رکھ دیا جائے تو اس کا سانس بند ہو کر مرجاتا ہے مگر دیکھو رحم ننگ میں اتنی مدت بند رہا کہ سانس لینا و مان شکل ہے پھر بھی نہ مر اور زندہ نکلا اور بعد پیدا ہونے کے قدر ضعیف اور نا سمجھ ہوتا ہے کہ پانی اور آگ اور شے لذیذ اور موزی میں اور والدہ اور غیر والدہ میں بال تیز نہیں کر سکتا بعد کو انسان کامل فہم و عقل میں ہو جاتا ہے یہ کیونکہ تاکہ معلوم ہو کہ یہ قادر حکیم کا عطیہ ہے اور جو امر طبعی ہوتا تو اول خلقت میں جو زیادہ ذکی ہوتا وہی وقت کمال کے زیادہ فہیم ہو کر تاحال اٹلہ مشاہدہ اس کے برخلاف ہو گئیں معلوم ہوا کہ پس فیض خالق حکیم کا ہی ہے۔

دلیل (۲۲۲) انسان میں زبانوں کا اختلاف اور طبیعتوں کا اور مزاجوں کا مختلف ہونا صرف طبیعت کا اقتضا نہیں ہو سکتا کیونکہ طبیعت اور اختلاف میں خدیت ہے پھر جنگل اور پہاڑوں کے حیوانات دیکھئے کہ وہ آپس میں بعض بعض سے بہت ہی تشابہ ہیں اور آدمیوں میں صورت اور شکل میں ایک دوسرے سے بہت فرق ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زندگی دشوار ہوتی اور ایک دوسرے سے بہت فرق ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زندگی دشوار ہوتی اور ایک دوسرے سے بہت فرق ہوتا تیز نہ ہو سکتا پس ضرور کہ کوئی حکیم بڑی حکمت اور قدرت والے کی طرف سے یہ امور منتظمہ صادر ہوئے ہیں۔

دلیل (۲۲۳) سب سے زیادہ انسان کو ہوا کی ضرورت ہے کہ اگر ایک لحظہ قلب کو ہوا نہ پہونچے تو آدمی مر جاوے پھر بعد ہوا کے انسان کو پانی کی احتیاج ہے مگر نسبت ہوا کے کم ہے اس لئے ہوا کا ملنا پانی کے ملنے سے آسان ہے کیونکہ پانی کے واسطے کسی آگہ اور ظرف سے تکلیف کرنا پڑتی ہے اور ہوا لینے کے آلات تو آدمی کی پاس ہر وقت حاضر ہیں پھر پانی کے طعام کی ضرورت ہے مگر نسبت ہوا کے کم ہے اس لئے طعام کا حاصل کرنا نسبت پانی کی حاصل کرنا آسان ہے پھر بعد کہ ان کے سبب جنات وادویہ نادر الوجود کا مرتبہ ہے اس وجہ سے ان کی حاجت کم ہے اس لئے وہ عزیز الوجود ہیں پھر ان کے بعد جو اہر ہیں جیسے یا قوت زبرد۔ لعل۔ زمر و جو نہایت نادر الوجود ہیں پس معلوم ہوا کہ جب قدر حاجت کسی شے کم ہو تو زیادہ ہر

جو بقدر اوس کا ملنا اور حاصل ہونا سہل ہے اور جس کو طرف حاجت بقدر کم ہے اوس بقدر اوس کا پانا و شوار ہے پس یہ
رحمت الہی نہیں تو اور کیا ہے اور چونکہ رحمت الہی کی طرف سب سے زیادہ حاجت ہے پس ہم کو امید ہے کہ اوس کا ملنا
ہر شے کے ملنے سے زیادہ آسان ہو گا و ما من اللہ الا اللہ۔

دلیل (۲۲۴) طبیعت پانی کی ثقیل ہے نیچے کی طرف نزول کی مقتضی ہے پس کروڑوں من بوجہ ہوا میں معلق رکھنا
خلاف طبیعت پانی کے بجز کسی قادر قوی کے ممکن نہیں و هو اللہ القدیر۔

دلیل (۲۲۵) علویات و سفلیات کے حالات و حالات کرتے ہیں کہ تمام اجسام جن جن صفات سے موصوف ہیں
اولئود و سری صفات سے جو ضد یا متقابل ان صفات کے ہوں موصوف ہونا جائز ہے پس جسم کم کاف صفت خاص سے
موصوف ہونا ضرور ہے کہ صانع حکیم کی وجہ سے ہو گا کیونکہ اوصاف ذاتیہ اگر اجسام کی ہوتی تو او کا زوال محال ہوتا۔

دلیل (۲۲۶) اجرام آسمانی و زمینی کے مقدار اور حالت خاص خاص بجز تخصیص فاعل مختار کے او کا حصول
مکن نہیں کیونکہ ہر فلک مقدار معین سے مخصوص ہے باوجودیکہ اوس مقدار سے زیادہ بیکر ہونا بھی ممکن تھا۔ دوسرے

یہ کہ ہر فلک اپنے اجزاء کی ترکیب یا اجزاء کا جزو داخل خارج میں اور جزو خارج داخل میں واقع ہو سکتا تھا پس ہر جزو کا ایک جزو خاص میں ہونا
صرف جائز امر ہے تیسرے یہ کہ حرکت اور سکون تمام اجسام میں جائز ہیں کیونکہ طبیعت جسمیہ و احدیہ اور لوازم و لوازم الطبیعت

کے واحد ہوتے ہیں پس جب حرکت اور سکون بعض اجسام کا درست اور صحیح ہے تو کل اجسام میں بھی حاصل ہو سکتا ہے
پس جسم فلکی کو حرکت سے خاص کر لینا اور سکون او میں نہ لینا ایک امر ممکن کیا تہ اختصاص کر لینا ہے۔ چوتھے یہ کہ حرکت

سریع تر و بطی تر واقع سے ہو سکتی ہے پس حرکت کو مقدار خاص سرعت اور بطو سے مخصوص کرنا امر ممکن کا اختصاص
ہے۔ پانچویں یہ کہ جو حرکت کسی خاص جہت کی طرف ہو اوس کا وقوع دوسری جہت کی طرف بھی ممکن ہے پس اسی جہت

خاص سے مخصوص کرنا اختصاص امر ممکن ہے۔ چھٹے یہ کہ ہر فلک کی واسطے دوسرا جسم ضرور ہے خواہ او پر اوس کے ہو
یا نیچے اوس کے ہو۔ پس اس ترتیب کے خلاف بھی واقع ہونا ممکن ہے۔ ساتویں یہ کہ ہر فلک کی حرکت کی واسطے تبا

ضرور ہے اسلئے کہ ایسی حرکت محال ہے جسکی لئے ابتداء نہ ہو کیونکہ حرکت کی حقیقت ایک حالت سے دوسری حالت
کی طرف انتقال ہے اور یہ انتقال چاہتا ہے کہ غیر حرکت کا سابق ہو اور سبق بالغیر فنا فی قدیم ہے اور جمع دونوں میں

محال ہے پس ثابت ہوا کہ ہر حرکت کی واسطے ابتدا ضرور ہے اور وقت خاص میں اوس حرکت کی ابتدا ہونا کہ نہ
پہلے ہو اور نہ بعد کو اختصاص امر ممکن کا ہے۔ آٹھویں یہ کہ جب اجسام ماہیت جسمیہ میں برابر ہیں تو بعض کا اتنا

فلکیست ہو اور بعض کا عنصریست ہو اس کے برعکس کے اختصاص امر ممکن کا ہے نوین یہ کہ حرکات او کو فاعل مختار کا
فعل ہے پس اولیت ضرور ہے کیونکہ موثر او نہیں بل انضطاری علیما و سے تو اوس علت کے دوام سے او کی آثار کا

دوام بھی ضرور ہے پس دوام علت سے اجزا حرکت کا دوام اور اجتماع لازم ہوگا جو محال ہے پس معلوم ہوا کہ موثر و متاثرین موجبہ بالذات نہیں بلکہ فاعل و مفعول ہے اور حسب فاعل مختار موثر ہوا تو اس کا ان حرکات پر مقدم ہونا ضرور ہوا جس سے حرکات افلاک کے واسطے ابتدا کا ہونا ضرور ہوا۔ دسویں یہ کہ دلیل سے یہ ثابت ہے کہ خارج عالم کے خلاف لانا ہیست کیونکہ بالبدیہ جانتے ہیں کہ اگر ہم اپنے آپ کو فلک اعلیٰ کے سطح اعلیٰ پر کھڑا ہو فرض کریں تو ہمو اپنے اگلے اور پچھلے ضرورت میں ہوگی اور ثبوت اس اقتیاد کا ہمو بالضرورة معلوم ہے پس معلوم ہوا کہ خارج عالم کے خلاف لانا تنہا ہی ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ اس عالم کا اسی حیز خاص میں واقع ہونا دوسرے حیزوں میں نہ ہونا امر ممکن ہے لہذا ان دس دلائل سے معلوم ہوا کہ زمین اور آسمان کے اجسام صفات و احوال میں مختلف ہیں اور ہر ایک ممکن ہے اور اختلاف بھی ہو سکتا ہے پس یہ خصوصیات بدون مرجح کے محال ہیں لہذا ان کے واسطے کوئی اندازہ خاص خاص کر نیوالا اور ایک حالت کو دوسری پر ترجیح دینے والا ضرور ہے۔

دلیل (۲۲۷) زمین میں جب کوئی دانہ ڈالا جاتا ہے اور اس میں زمین کی نمی اثر کرتی ہے تو پھول جاتا ہے اور بڑا ہوا جاتا ہے اور نیچے اور اوپر سے پھلکے شاخیں نکلتی ہیں اور ہر طرف درخت ہوا میں صعود کرتا ہے اور نیچے کی جانب او سکی لکڑی بھیلی ہیں حالانکہ طبیعت دانہ کی واحد ہے اور افلاک و کواکب کی تاثیر بھی اوس میں ایک ہی پڑتی ہے پھر بھی اوس میں دونوں طرف صعود و انزول ہوتا ہے اور طبیعت واحدہ سے دو طبیعت متضاد پیدا ہونا محال ہے پس معلوم ہوا کہ یہ صورت بجز تدبیر مدبر حکیم اور مقدر قدیم کے نہیں ہے نہ خاصیت ہی اور نہ طبیعت ہی۔

دلیل (۲۲۸) جو درخت کسی دانہ سے پیدا ہوتا ہے بعض اجزا اس کی لکڑی اور بعض کلی اور بعض پھول اور بعض پھل ہوتے ہیں پھر بھی مختلف ہوتا ہے اخروٹ میں چار قشر ہوتے ہیں اوپر کا پوست پھر اوکھی لکڑی کا پوست پھر اوکھی پوست محیط مغز ہوتا ہے پھر اوکھی پوست ایک چھلکا ہوتا ہے جتنا یہ اخروٹ میں متمیز ہوتا ہے پس ایک پھل میں مختلف چیزیں ہوں اس طرح تنہا کا چھلکا حار یا بس اور مغز حار طبع پانی اور سکا بار دیا بس اور بیج اور کلی اور سکی حار یا بس ہوتی ہے ایسے ہی انکھور کا چھلکا اور بیج بار دیا بس اور مغز اور پانی اور سکا حار طبع ہوتا ہے پس ایک شے سے طبائع مختلف کا ہونا حالانکہ تاثیرات افلاک و انجم و طبائع مساوی ہیں اسی حکیم قادر قدیم کی وجہ سے ہے۔

دلیل (۲۲۹) قطعات زمین مابین اور طبائع میں مختلف ہیں بالاینہم سب باہم متصل ہیں اور بعض نرم اور بعض سخت اور بعض شور اور بعض جھری اور بعض ریگی اور بعض کچی ہیں حالانکہ سورج اور ستاروں کا اثر سب میں برابر ہے پس معلوم ہوا کہ اختلاف صفات بجز صانع حقیقی کے ممکن نہیں اور اتصالات فلکی اور حرکات کو کسی کو اوس میں تاثیر کا کوئی دخل نہیں۔

ویل (۲۳۰) زمین کا ایک ٹکڑا ایک ہی پانی دیا جاتا ہے تو شمس کی تاثیر زمین برابر ہوگی پہر اس کے پہل مڑے اور رنگ اور طبیعت اور خاصیت میں مختلف نکلتے ہیں چنانچہ انگور کا خوشہ دیکھئے کہ سب دانے اس کے پختہ شیریں اور ایک دانہ کھٹا خشک ہوتا ہے حالانکہ طبیعت اور افلاک کی نسبت سب کو برابر حاصل ہو بلکہ ایک اور عجیب امر ہے کہ بعض قسم گلاب کو ایسی ہوتی ہے کہ ایک طرف سے نہایت سرخ اور دوسری طرف نہایت سیاہ حالانکہ تپتی اور سکی نہایت نرم باریک لطیف ہوتی ہے پس ایک طرف تاثیر شمس ہو اور دوسری طرف نہ ہو محال ہے پس قطعاً معلوم ہوا کہ یہ سب تدبیر فاعل مختار کا اظہار ہے اور افلاک وغیرہ کو اس میں کچھ دخل نہیں۔

ویل (۲۳۱) ابر میں برق کا حاصل ہونا عجیب و غریب ہو کیونکہ اجزاء پانی کے ابر میں زیادہ ہوتے ہیں اور اجزاء ہوا کیہ اور ناریہ اوس میں کم ہیں اور پانی بار و رطب ہے اور آگ حار یا بس ہے اور ضد کا ضد سے پیدا ہونا خلاف عقل ہے پس ضرور ہے کہ فاعل مختار کی وجہ سے ہوا اگر کوئی اعتراض کرے کہ پانی میں جو تجسس ہوگا نکلتا چاہتی ہے اور زور کر کے ابر کو پہاڑی ہے اوس سے گرمی پیدا ہو کہ بجلی ہو جاتی ہے جواب یہ ہے کہ یہ امر خلاف عقل ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ جہاں برق ہو وہاں رعد بھی ہو جو کہ آواز ابر کی پھٹنے کی ہے حالانکہ ایسا نہیں بسا اوقات برق قومی ہوتی ہے اور آواز کا پتا نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ حرکت قویہ کا مقابلہ طبیعت پانی کی کرتی ہے اور قاعدہ ہے کہ پانی ڈالنے سے بڑی بڑی آگین بجھ کر فنا ہو جاتی ہیں اور ابر تو تمام پانی ہی پانی ہے اوس میں ایسا شعلہ آگ کا کیسے ہو سکتا ہے۔ تیسرے یہ کہ آگ کا کوئی رنگ تمہارے نزدیک نہیں پس اگر تسلیم بھی کر لیں کہ اگر طے کی قوت سے آگ پیدا ہوتی ہے تو یہ سرخ رنگ کہاں سے آتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قدر پانی میں آگ کا پیدا ہونا بوجہ صنعت قادر مطلق کے نہیں ہو سکتا۔

ویل (۲۳۲) بجلی باوجودیکہ ابر میں پیدا ہوتی ہے پہر اس کی طبیعت اس آگ سے جو ہمارے پاس موجود ہے کیون زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ دریا میں گر کر چمیلیوں کو جلادیتی ہے پس معلوم ہوا کہ اوس میں اس قدر قوت اور حدت اور احراق اوی مخصوص خلاق کی صنعت کاملہ سے ہے۔

ویل (۲۳۳) اس میں کوئی شک نہیں کہ نطفہ کی اجزاء جس میں تشابہ ہوتے ہیں اگر فی الواقع بھی متشابہ ہوں تو یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ انسان کی کروئی شکل کیون نہ ہو اور اگر واقع میں مختلف اجزاء ہیں تو چاہئے کہ ہر جز کی طبیعت مدبرہ اوس کو ہر شکل کرہ بناتی اور حیوان ہر شکل چند کرات متصلہ ہوتا پس معلوم ہوا کہ صانع قدیر کی صرف حکمت و صنعت ہے۔

ویل (۲۳۴) ابتداء فطرت میں نفس انسانی بہت ہی کم فہم بہ نسبت دوسرے حیوانات کی ہوتا ہے

دیکھو مرغی کا بچہ جس وقت اٹھ کر نکلتا ہے اپنے دوست اور دشمن میں تمیز کرتا ہے بلی سے بھاگتا ہے اور مانا کی طرف پناہ لیتا ہے اور غذا، موافق و غیر موافق میں بھی تمیز کرتا ہے لیکن انسان کا بچہ اول و اول بالکل بے سمجھ ہوتا ہے پھر جہت بڑھتا ہے اور سید قدرت زیرک اور سمجھ دار ہوتا ہے حتیٰ کہ آسمان و زمین کی حسرت کرنے پر قادر ہوتا ہے اور معرفت ذات و صفات باری تعالیٰ کر سکتا ہے اور ارواح اور اجسام اور افلاک اور عناصر وغیرہ کی شناخت کر سکتا ہے اور دین الہی میں طرح طرح کی شبہات اور خصوصیات کرنے لگتا ہے ہر ایک کہ قدرت الہی کو فراموش کر کے اس کا انکار کرنے لگتا ہے اور اپنے حال پر غور نہیں کرتا کہ فقط کائنات سے اس کمال کو کس نے اس کو پہنچا دیا وہی اللہ تعالیٰ۔

دلیل (۲۳۵) معدہ کی نیچے جانب لیک سورخ ہے جس میں سے فضلہ غذا کا آنتون کی طرف جاتا ہے آدمی جو وقت غذا کھاتا ہے تو وہ سورخ بالکل بند رہتا ہے جب تک کہ معدہ میں غذا ہضم ہو پھر اس غذا کا صاف شدہ جگر کے طرف جاتا ہے اور نقل و ہین رہ جاتا ہے اور وقت وہ سورخ کھلتا ہے اور وہ نقل و ہین اترتا ہے پس یہ مصلحت بند ہونے اور کھلنے کی سبب حکیم مطلق کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۳۶) جگر میں ایک قوت جاذبہ رکھی گئی ہے جو اجزاء لطیفہ غذا کو کھینچ لے اور اجزاء کثیفہ کو نہ کھینچے اور آنتون میں ایسی قوت رکھی گئی ہے جو اجزاء کثیفہ کو کھینچے اور اجزاء لطیفہ کو نہ کھینچے اگر بالعکس معاملہ ہوتا بدن کے مصلح کیونکر ہوتے اور اس ترکیب کا انتظام فاسد ہو جاتا پس یہ تدبیر بھی اوی مدح جہتی کی وجہ سے ہے۔

دلیل (۲۳۷) جگر میں قوت ماضیہ رکھی ہے کہ اوہ میں وہ اجزاء لطیفہ پختہ ہو کر چاروں اخلاط بنیں اور پتے میں صفرا و زائد کے جذب کرنے کی قوت ہو اور تلی میں سودا و زائد کے جذب کرنے کی قوت اور گردہ میں زیادہ مالیت کو جذب کرنے کی تاکہ خون صاف ہو کر غذا بدن ہو پس تخصیص ہر ایک عضو کی اس قوت اور خاصیت سے تقدیر حکیم علیم سے ہے۔

دلیل (۲۳۸) جو قوت سبچہ رحم مادر میں ہوتا ہے تو خون کا مافوضہ اس طرف جاتا ہے کہ وہ بچہ کے نفوذ نما میں صرف ہوا و جب سبچہ جدا ہو کر نکلتا ہے تو وہ حصہ پستان کی طرف جاتا ہے تاکہ اوس سے دودھ بنکر اوس بچہ کی غذا ہوا و جب سبچہ بڑا ہو جاتا ہے تو وہ خون نہیں جاتا لہذا اس خون کا ہر وقت میں موافق مصلحت اور حکمت کے اعضا پر گرنے تدبیر الہی پر پورا گواہ ہے۔

دلیل (۲۳۹) جب دودھ پستان میں پیدا ہوتا ہے تو حکمت الہی سے اوہ میں باریک سورخ اور مسام ہو جاتے ہیں کہ بدن چوئے اور بچہ پلنے کے اوہ میں سے دودھ نہیں نکلتا یہ وہ دودھ نکلتا ہے

جو نہایت لطیف اور خالص ہوتا ہے اور کثیف وہیں رہ جاتا ہے اسی حکمت کی واسطے مویض پرستان کے باریک سوراخ رکھا ہے تاکہ لطیف نکلے اور کثیف نہ نکلے پہلا ایسی حکمت والا اور کون ہے سبحانہ۔

دلیل (۲۴۰) بچہ کو دودھ کیچے کا الہام کر دیا گیا ہے کہ پیدا ہوتے ہی جب ماں اور سکود و دھسے فوراً پیئے لگتا ہے پس اگر خالق مختار بچہ کو تعلیم نہ کر دیتا تو دودھ پستان میں بیکار رہتا۔

دلیل (۲۴۱) دودھ کی پیدائش ہی نباتات اور پانی سے ہے حالانکہ دودھ میں تین اجزاء متضادہ ہیں جو نباتات اور پانی میں نہ تھے ایک روغن حار و طب دوسرے مائیت بار و طب تیسرے اجزاء بنیری جو بار و یابس ہیں پس بعض اجسام کا بعض اجسام سے ظاہر ہونا حالانکہ ان دونوں میں مناسبت نہیں بسبب تخلیق رب العباد ہی ہے جو واسطے مصالح عباد کے اس قدر عمدہ تدبیرات کرتا ہے۔

دلیل (۲۴۲) شہد کی کہی میں چند اوصاف عجیب ہیں ایک یہ کہ وہ اپنے خلعے میں سدس بناتی ہے اگر سوا سدس شکل کے دوسری اشکال پر وہ خلعے ہوں تو درمیان میں فرجہ بیکار باقی رہے پس اس جانور کو ایسی حکمت عجیب کی عنایت کرنا عجیب قدرت ہے دوسرے یہ کہ ان سدس خانوں کے ضلع ایسے برابر ہوتے ہیں کہ ذرا کمی بیشی کسی ضلع میں نہیں ہوتی اور انسان میں جو بڑے عقل ہیں وہ بھی ایسی بنا بدون مضر اور پرکار کے نہیں بنا سکتے تیسرے یہ کہ ایک کہی ان میں سبکی سردار ہوتی ہے اور سکا حکم سب کہیوں پر جاری رہتا ہے اور سب اس کے خدمتگار ہوتے ہیں اور سکو سوار کر کے کہیوں کو لپیٹتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ جب وہ اپنے آشیانہ سے نفرت کر کے چلی جائے تو سب اس کے ساتھ جاتے ہیں اور جب ان کو پھر بلانے کا ارادہ کرے کہ وہ پھر آجائیں تو طنبورہ اور موسیقاری آلات بجاتے ہیں اس جلد سے پھر وہ اپنے آشیانہ کے طرف رجوع کرتے ہیں۔ پس اس کہی میں ایسی زیرکی اور ایسے حالات عجیب رکھنا صانع حکیم کا فعل نہیں تو پھر کس کا ہے۔

دلیل (۲۴۳) فطری کی جانور والو حکما کہتے ہیں کہ نقیل چینیچہ اور خفیف اور ہوا کرتی ہے اور زمین سب سے زیادہ ثقیل ہے اور سب سے زیادہ خفیف آگ ہے پھر ہوا اس واسطے تمام عناصر میں آگ سب سے اوپر ہے اور زمین کے نیچے ہے حالانکہ خلقت انسان میں صانع مختار نے اس ترتیب کو قلب کر دیا ہے کہ اوس میں سب سے اوپر ہڈی اور بال ہیں جو بار و یابس بمنزلہ زمین ہیں پھر اوس کے نیچے دماغ ہے جو بار و طب بمنزلہ پانی کے ہے پھر اوس کے نیچے حارغریزی قلب ہے جو حار و یابس بمنزلہ نار کے ہے پس اعلیٰ کو بمنزلہ زمین اور اسفل کو بمنزلہ نار قرار دیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ سب قاد حکیم رحیم کی تدبیر ہے نہ کہ طبیعت یا علت کا اقتضا ہے حاشا وکلا۔

دلیل (۲۴۴) جسم انسان اجسام میں سے ساتھ ترکیب اور قوت اور ہدایت خاص کے موصوفہ نہیں

ان کا موصوف باہر صفات ہونا واجب ہوگا یا جائز واجب ہونا باطل ہے کیونکہ ہم ان اجسام کو بعد موت کے ان ترکیب اور قوی سے علیحدہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جائز ہے اور جائز امر کے واسطے مزج ضرور ہے اور وہ مزج انسان یا اس کے والدین نہیں ہو سکتے کیونکہ ایسے افعال کو قدرت اور علم اور مصالح اور مقاصد کا درکار ہے جو اوس میں ہیں اور یہ دونوں باتیں انسان میں مفقود ہیں اسلئے کہ انسان بخل عقل کے ایک بال کو بھی نہیں بدل سکتا اور منافع اور مصالح اعضا کو کتب تشریح کا مطالعہ کر کے بھی قدرے قلیل ہی جانتا ہے پس اس ترتیب اور تدبیر کا ستولی کوئی موجود دوسرا ہے اور وہ موجود جسم نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام جسمیت میں مشترک ہیں پس جو جسم تاثیر خاص رکھتا ہو اور دوسرے کو حاصل نہ ہو اور اس کا موثریت خاصہ سے اختصاص امر جائز ہوگا اور جب جائز ہو تو دوسرے سبب کا محتاج ہوگا اور دو تسلسل تو محال ہیں ضرور ہے کہ سلسلہ حاجات کسی ایسے موثر اور مدبر موجود پر ختم ہو جو ہم اور جسمانی نہ ہو پھر تاثیر اوس موثر کی یا بالذات ہوگی یا بالاختیار اول تو محال ہے کیونکہ مضطر موثر درمیان ایک مثل اور دوسرے مثل کے تیز اور فستق خیم کر سکتا اور اجسام سب جسمیت میں مساوی تھے پس بعض فلکیات سی اور بعض کو عنصریت سی اور بعض کو نباتیت سی اور بعض کو حیوانیت سی کیونکہ خاص کیا پس ثابت ہوا کہ برابر قادر اور عالم سے ایسے افعال عجیب پیدا ہوتے ہیں مگر اوس مدبر کو ضرور ہے کہ واجب الوجود ہو ورنہ دوسری مدبر کا محتاج ہوگا اور تسلسل محال لازم آئے گا اور بعض میں قادر عالم در ثبات ہوا تو سب میں بھی ضرور دلیل (۲۴۵) ظل یعنی سایہ درمیان ضرور خالص اور ظلمت خالص کے امر متوسط ہے یعنی وہ شے جو ظہور و غور سے طلوع آفتاب تک یا وہ کیفیت جو گھر کے اندر یا دیوار کے نیچے ہوتی ہے سو یہ حالت احوال میں عمدہ ہے کیونکہ ظلمت خالص سے طبیعت اور حواس کو کراہیت اور نفرت ہوتی ہے اور ضرور خالص وہ کیفیت ہے جو آفتاب سے فائض ہوتی ہے اوس سے گرمی اور تیزی پیدا ہوتی ہے جو حس اور بدن کو ایذا دیتی ہے پس بہتر حالات کا ظل ہوا اور جب طرح ظلمت کے وجود سے نور کی شناخت ہو اور سیطرہ نور سے سایہ کی شناخت ہے اگر آفتاب نہ ہوتا سایہ کیونکہ پہچانا جاتا آفتاب کے نکلنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سایہ کا بھی وجود اور راہیت ہے کیونکہ ضرور پڑنے سے وہ حالت جاتی رہتی ہے اور ہر شے کی معرفت ضد سے ہوتی ہے پہر سایہ کو تھوڑا تھوڑا گہرا کر ظلمت خالص کر دی جاتی ہے اگر یکایک زائل کر دیا جاتا تو امر معاش میں خلل واقع ہوتا پس حصول ظل اگر واجبات سے ہوتا تو زوال پذیر نہ ہوتا اور متغیر نہ ہوتا کیونکہ واجب متغیر نہیں ہوتا پس وجود اور کمال عدم صانع قادر علیم کی وجہ سے ہے۔

دلیل (۲۴۶) آدمی سب جزائز میں سے ہے کیونکہ نہیں کر سکتا نہ اسکو مٹی بنانے کا اختیار ہے اور نہ اوس مٹی سے

کوئی شکل بنا سکتا ہے پس اگر نطفہ سے پہلے باپ اور باپ سے پہلے نطفہ کہا جائے تو عقل حکم کرتی ہے کہ نطفہ اور باپوں کا سلسلہ ایسے خالق پر ختم ہو جو مخلوق نہ ہو اور یہ شان صانع قدیم ہی کی ہے بہر حال جو طریقہ نظر اور فکر کا اختیار کیا جائے انتہا اسکی طرف بارے تعالیٰ کے ضرور سپہ پس مٹی جو ہضم رابع کا فضلہ ہے اور جسم میں اسکو بوجہ اتصال کے حیات حاصل تھی جب جدا ہوئی تو فضلہ بگلی اور مردہ ہی ہوگی رحم میں جا کر بعد کو موخر رحم کا بند ہو گیا اور قدرت الہی نے اس کے اطوار بدلے اور نوہینہ میں چشم و گوش و تمام اعضا تیار کر کے ذی روح بنا کر اسکو باہر نکالا اب بھی آدمی انکار کرے تو خدا حافظ۔

دلیل (۲۴۶) انسان کی حرکت کہتی کہنے میں صرف اس قدر ہے کہ وہ زمین کو کسی آلہ سے کہو دگر زمین بیچ ڈالے جسکو حرث کہتے ہیں لیکن نبات کا نکالنا اور موٹا کرنا اور کھڑا کرنا اور اس میں دانہ پیدا کرنا جسکو زراعت کہتے ہیں یہ کام انسان کا نہیں ہے بلکہ خالق انسان کا کام ہے تاکہ انسان کی غذا اور کچھ چوڑی و درختی اور پھل و لہو و لیل (۲۴۸) پانی جو آسمان سے برستا ہے یا زمین کہو دے سے ظاہر ہوتا ہے اور اسکو شیرین موافق ذائقہ انسان اور مناسب بدرقہ غذا کرنا آدمی کا کام نہیں بلکہ خالق کل کی رحمت و عنایت ہے۔

دلیل (۲۴۹) لکڑی کا پیدا کرنا جس میں آگ خوب لگتی ہے اور پکانے میں کام آتی ہے یا آگ پہونکنے سے شعلہ کو نکالنا جو طبع میں اعانت کرتا ہے یا پتھری سے آگ نکالنا سو اسے خالق کے کیا کام نہیں۔

دلیل (۲۵۰) انسان باوجودیکہ اشرف المخلوقات تسلیم کیا گیا ہے اس قدر کشیدہ الحاجات ہیں کہ کوئی دوسرا جاندار اس قدر نہیں کیونکہ انسان کو لباس قطع خاص اور سیون خاص کا ضرور ہے ورنہ اسکو تکلیف ہوتی ہے اسبطر کہانا اور سکاڑھی دقتوں اور جانفشانی سے تیار ہوتا ہے ورنہ تکلیف ہو اور بیمار ہو جائے تو پہر کرنا بیٹھا لیکن بھی انسان ہی کو چاہئے اور جانور جو کھانے پینے کو ان تکلفات کو محتاج نہیں۔ پھر سواری مکان شادی بچی کو قصبے انسان کے ذمہ اس قدر لگا دئے گئے ہیں جن سے اسکی شرافت خاک میں مل گئی علاوہ اسکو بھوک پیاس پاخانہ پیشا صحت مرض گرمی سردی حرص دہواہت و موکل اسکے پیچھے لگو ہوئے ہیں جس سے اسکی نعم و دانش کو نقصان پہونچا پس معلوم ہوا کہ انسان کے اوپر کوئی ایسا حاکم ہو چیل قیدیوں کو اس سے کام لیتا ہو اور چین سے نہیں رہنے دیتا تاکہ مغرور نہ ہو جائے۔

دلیل (۲۵۱) عالم میں جسطرف نظر ڈالے ذلت و خواری مل سکتی ہے آسمان چاند سورج ستارہ و کوہ و کھیت تو ایک مثال پر تو نہیں کہی مگر کبھی نزول کبھی طلوع کبھی غروب کبھی نور کبھی گھٹن ہے آگ کو کبھی تو بقیار ہے کہ تھانے کی ہو یا کایہ حال ہر کبھی حرکت کبھی سکون اور حرکت بھی ہے تو کبھی شمال کبھی جنوب کو مارے مارے پھرتی ہے

اور پانی کا گھر ہوا کے دھوکے سے کہیں کا کہیں نکلا جاتا ہے اور زمین کو بھی پستی کے سوا لا چاری اس درجہ کو ہے کہ
اوس پر کوئی گہتا ہے کوئی موستا ہے کوئی کہووتا ہے کوئی بہتا ہے اور نباتات کا کہی چوٹا ہونا کہی بڑھنا کہی تر
ہونا کہی خشک ہونا اور اس پر اس قدر طرح کے پھول پھل باوجود آب و خاک کی ایک ہونیکے لگتی ہیں کہ ایک دوسرے
نہیں ملتا علیٰ ہذا یقیاس حیوانات علی الخصوص افراد بشر کے سب اربع عناصر ہی ہر کب میں شکل و شمائل خوب
خاصیت مزاج میں اتنے مختلف ہیں کہ کہا نہیں جاتا پس معلوم ہوا کہ صانع مختار نے ہر شے کو امتیاز و اندازہ مختار
و لیل (۲۵۲) وجود عالم کی ذات سے ایک جہدی چیز ہے ورنہ یوں نہیں ہو سکتا کہ ایک شے کہی موجود ہو اور
کہی معدوم بلکہ ہمیشہ ہمیشہ موجود رہتی۔ مع ہذا سب کا وجود کیسا نظر آتا ہے جس طرح آسمان و زمین کو موجود کہتے ہیں
ویسے ہی ہمیں کہتے ہیں موجود کہتے ہیں وہاں وجود کا کچھ اور نام نہیں یہاں کچھ اور نہیں ہو گیا بلکہ جیسے وہ کہیں
دھوپ ہی کہینگے ایسے ہی عالم میں ہر جگہ وجود کو وجود ہی کہینگے ہاں جیسے دھوپ وسیع صحن میں آتی ہو اور
دریچہ صحتی ہو اور صحن تنگ میں آتی ہو اور تھوڑی دیر صحتی ہی ایسے ہی آسمان و زمین کا وجود بڑا ہے اور دیر پا ہو اور ہوا
تمہارا وجود کم ہے چندان دیر پا نہیں القصہ وجود کو مشترک ہونے سے معلوم ہوا کہ وجود عالم میں اور خود عالم میں فرق
یہ دونوں ایک شے کہیں پس چونکہ ایک شے کہی موجودا کہی معدوم ہوتی ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود عالم ایک خارجی
چیز ہے اصلی اور ذاتی نہیں اور وجود عالم عارضی اور خارجی اور ستارہ ہر اصلی اور ذاتی نہوا تو ہم یقیاس اس بات کی
کہ جیسے گرم پانی کی گرمی جو عارضی خارجی ستارہ کی عطا کی ہوئی ہو جبکہ گرمی اصلی اور ذاتی ہی جیسے قلعی داغ
آئینہ کا نور جو آفتاب کو مقابل ہوا اصلی نہیں بلکہ آفتاب کا فیض ہے جبکہ نور اصلی اور ذاتی ہی بالیقین یوں سمجھ میں آتا
کہ ایسے ہی عالم کا وجود اصلی اور ذاتی نہیں ایک شے عارضی ہی کہیں خارج سے ایسے موجود ہو گا جسا وجود
اصلی ہو گا اور وہ بجز ضائع کے اور کون ہو اسی کو ہم خدا کہتے ہیں۔

و لیل (۲۵۳) ارکان چار ہیں جنکے اختلاط سے کائنات کی انواع مختلف پیدا ہوتی ہیں چنانچہ معاون اور نباتات
اور حیوانات کی اقسام و انواع انہیں چار ارکان سے بنے ہیں دو رکن زمین سے خفیف اور دو رکن ثقیل ہیں نار بنبت
ہوا کے زیادہ خفیف ہو اور خاک بہ نسبت پانی کے زیادہ ثقیل ہو ایسے زمین کا مقام طبعی دریاں کل اجسام کو مرکز عالم
ہے وہ اپنے مقام میں ساکن ہو اور جب جدا ہوتی ہو تو اپنے مقام کی طرف حرکت بالطبع کرتی ہو اور جب کوئی خارجی
سبب اس کو متغیر کرے تو اس سے پروت اور بیروت محسوس ہوتی ہو اس کا وجود کائنات میں بغرض ثبات و حفظ
اشکال و ہیئات و فرش و مسکن حیوانات ہونیکے ضروری دوسرے رکن ثقیل پانی ہی جو زمین کی اوپر ہوا کی نیچے ہو اور پانی کی
طبیعت ہار و لب محسوس ہوتی ہو جبکہ کوئی سبب خارجی اس کو متغیر کرے اور پانی کا وجود کائنات میں غرض ہو

کدو کی وجہ سے شکل اور صورت اور تند و آسانی ہوتا ہے تیسرا کہ خفیف ہوا ہے اس کی طبیعت بشرط عدم مانع کے
 حار و طبع ہو اور ہوا کا وجود کائنات میں بغیر صحنہ خل و خفت و لطافت ضرور ہو اور چونکہ خفیف نار ہو اگر چاروں
 ارکان کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائی اور کوی مانع خارجی نہ ہو تو خاک نیچے اور پانی اوپر اور ہوا پانی پر اور نار ہوا کے
 اوپر ہوگی اور نار کی طبیعت حار یا پس ہو اور اس کا وجود کائنات میں واسطے نفع و طبع و تلطیف کو ضرور ہو اور ہوا اور نار
 واسطے پیدا ہونے اور اج اور مزاج کو اور ادنی حرکت کو اور حرکت اعضا کی اعانت کرتی ہیں اور زمین اور پانی کے
 اعضا کی پیدائش میں زیادہ دخل ہے کہ تمام اعضا پر اجزا ارضی دانی غالب ہیں یہ چار ارکان جب باہم خوب مل جاتے
 ہیں اور ہر ایک دوسرے کی کیفیت کو غلبہ کو توڑ دیتا ہے تو ایک کیفیت متوسطہ متشابہ تمام ارکان میں برابر پیدا ہوتی ہے
 اس کو مزاج کہتے ہیں ہر مرکب کی بقا بظاہر اعتدال مزاج سے ہو اور جب مزاج اپنی اعتدال سے جو اسکے افعال کی واسطہ دیا
 گیا ہو خوف ہو جاوے یا نائل ہو جاوے تو وہ مرکب فاسد اور خراب ہو جاتا ہے اور اس کے افعال اسکے کمائی یعنی صابون
 ہو سکتی دوسرے اس مرکب کی بقا بظاہر اعتدال ترکیب سے بھی ہو اگر ترکیب میں فرق ہو تو وہ مرکب اپنی افعال کمائی
 نہیں کر سکتا ہو ایسے انسان میں صحت کا مدار اعتدال مزاج اور استواء ترکیب پر ہو اگر ان دونوں میں کسی میں فرق
 پڑ جاوے تو انسان مریض ہو جاتا ہو ایس طرح ہر حیوان کو ایک مزاج خاص عطا ہوا ہے جسکی وجہ سے اس کے افعال مناسب
 ہوتی ہیں انسان میں اعضا مختلف ہیں بعض حار یا پس اور بعض بار و پس اور بعض بار و طبع ہیں پھر ان کیفیات میں بھی
 زیادتی اور کمی مباح کثیرہ ہیں اور ہر ایک عضو کی صحت اسی درجہ کی کیفیت میں ہر مریض ہو اس کو عطا ہوئی ہو اگر ایک عضو کا مزاج
 دوسرے عضو کا سا ہو جاوے تو وہ عضو مریض ہو جاوے گا ہر کوئی شخص پیدا ہو کر کوی حیوان اور کوی بڑا مختلف انسان
 و حالات کو شخص موجود ہیں ایک زمانہ انسان پر ایسا گزرا ہے کہ اس میں اس شخص کا کچھ ذکر نہ کرے ہی نہ تھا پھر پیدا ہو کر ترقی
 کرنے لگا ابتدا اور ترقی اور توقف اور انحطاط کا زمانہ ہر انسان کو واسطے ضرور ہے پھر وہی غذا انہر لگاؤ می کھاتے ہیں
 ہر ایک میں جدا جدا اثر اس کا ظاہر ہوتا ہے پس کثرت اختلاف و امتیاز و کمال مصلحت و انتظام ایہ تمام افعال و آثار
 میں جو صانع مختار و احد قہار کو طبع و بخت و اتفاق سے کیونکر ممکن ہے۔

دلیل (۲۵۴) انسان جب غذا کھاتا ہے تو معدہ میں وہ غذا طبع پاکر مثل آتش جو کے ہو جاتی ہے اور فضلہ اور کثیف
 برازی جو بذرہ اعضاء یعنی آنتوں کو نکال جاتا ہے اور صاف شدہ لطیف بذرہ یا مساریقا کے جو دیزیان بگرا اور معدہ کو متصل
 ہیں بگرا میں جا کر دوسرے طبع پاتا ہے وہاں چار اخلاط خون صفرا بلغم سودا اس لطیف کیلوس سے بنتے ہیں جو معدہ کے
 بگرا میں آیا تھا ہضم اول کو کیلوس اور ہضم ثانی کو کمیوس کہتے ہیں خون گرم دتر اور صفرا گرم و خشک اور بلغم سرد و تر
 اور سودا سرد و خشک یہ ان کا فضلہ بول ہے جو گردہ اور مثانہ کے راستہ سے ہوتا ہے اور ہر ایک جاتا ہے اور بگرا کی مقرر جاتی ہے

ماسار تھارگین معدہ اور امعاء کی طرف واسطے جذب کرنے لطیف کیلوس کی گئی ہوئی ہیں اور جس جگہ سے بھری رگ نکلی ہے جسکو اجوف کہتے ہیں واسطی و درشاخ ہوئی ہیں ایک اجوف صاعدہ دوسری اجوف نازل انہیں دو رگون ہی کہتے ہیں در شاخے نکل کر تمام بدن میں پہنچی ہیں ان رگون کو اور وہ کہتے ہیں اور جگہ کے نیچے مرادہ لگا ہوا ہے جسکو تھپتھپتہ ہیں وہ اس غرض سے لگایا گیا ہے تاکہ زائد صفر کو جذب کرے اور وقت حاجت برائے ایک حصہ صفر کا پتہ سے آنتوں پر ٹپکتا ہے جس سے انسان کو حاجت ہے ضرور مجبور کرتی ہے اور بائیں طرف معدہ کے تلے ہی وہ اس واسطے پیدا کی گئی ہے کہ زائد سود کو جذب کرے اور وقت بھوک کی تہ و اسافم معدہ پر ڈال دے جسکی وجہ سے اشتہا پیدا ہو ان رگون میں اخلاط کو تیسرا ہضم ہوتا ہے اس ہضم کا فضلہ پسینہ ہے ان اخلاط کو رطوبات اولی بھی کہتے ہیں کیونکہ رطوبات ثانیہ اولی کی بعد ہیں اور ثانیہ کی دو قسم ہیں یا فضول ہونگی یا غیر فضول اور غیر فضول کی چار قسم ہیں اول وہ رطوبت ہے جو باریک رگوں میں غصا کرنے کے قریب ہے دوسری وہ رطوبت جو مثل شبنم کی اعضا پر چھپی ہوئی ہے تیسری وہ رطوبت جو قریب العبداء لالغشہ ہے چوتھی وہ رطوبت جس سے اتصال اعضا ہو اسکا مبادا انگوٹھ میں نطفہ ہے جو اخلاط ہی سے بنا ہوتا ہے اور جب یہ رطوبت قریب اعضا پر گرتی ہے تو اعضا میں چوتھا ہضم او سکولاق ہوتا ہے جسکا فضلہ سیل مٹنی ہے اور ہر عضو میں جذب نافع اور دفع ضار کی قوت ہے اور اساک اور ہضم کی بھی قوت ہے اور انسان کو سبب تحریک لقمہ اور کپہ نہیں آتا یہ رگون اس غذا کی جدا جدا اجزاء و فضلات کر کے فضلات کو انکے مداخلے سے دور کرتا ہے اور عمدہ اجزاء کا ہر عضو کے واسطے عمدہ عمدہ حصہ روانہ کر دیتا ہے پہلا ٹوٹے میں اتنی تیز اور اتنا علم کہاں اور ان کو تو مجازاً فاعل کہتے ہیں تاکہ فاعل حقیقی کی مجازی سے شناخت ہو

الجانز نظرة الحقیقة۔

دلیل (۲۵۵) اعضا کی غذا میں خون اصل ہے اور باقی اخلاط مثل ابازیر و مصالح کے ہیں اور انہیں اخلاط کو غلیظ اور کثیف سے اعضا اور لطیف سے روح حیوانی و طبعی و نفسانی بنتی ہے کیونکہ انسان کو تین قوتوں کی ضرورت ہے ایک وہ قوت ہونی چاہیے جس سے تعفن اور فساد سے محفوظ رہے اور دوسری وہ قوت ہونی ضرور ہے جس سے نافع و ضار کی تیز اور ادراک ہو اور اسکو حرکت کر کے لیو یا اوس سے جدا ہو جاوے اور تیسری وہ قوت ضرور ہے جس سے اسکا نشو و نما اور تغذیہ ہو۔ اول کو قوت حیوانی اور دوسری کو نفسانی اور تیسری کو طبعی کہتے ہیں اور ہر قوت کی واسطے محل اور سکا ضرور ہے پس روح حیوانی و نفسانی و طبعی ان تینوں قوتوں کا محل ہے اور روح حیوانی قلب میں اور نفسانی دماغ میں اور طبعی جگر میں پیدا ہوتی ہے واسطے ان کو اعضا پر کیسہ کہتے ہیں اور قلب سے جو کچھ نکلی ہیں اسکا نام شریان ہے اسکا کام یہ ہے کہ خون لطیف کو ہمراہ روح حیوانی تمام بدن میں پہنچا دین جس سے حیات باقی رہے اور دماغ سے اعضا نکلی ہیں جن کو پسٹے کہتے ہیں اسکا کام روح حیات یعنی مدد کو اور روح محرکہ کو تمام بدن میں پہنچانا ہے جسکی سبب ادراک اور حرکت اعضا میں ہے اور جگہ سے جو کچھ نکلتا ہے

انکو اور وہ کہتے ہیں انکا کام روح طبعی کو سہرا خون کی تمام بدن میں پہنچانا ہے۔ پس یہ انتظام کچر قادر مطلق عالم کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۵۶) بدن میں بعض اعضا مفرد اور بعض مرکب ہیں مفرد اعضا جیسے ہڈی، پٹھہ، نرم ہڈی، رگ، شریان، عصب، رباط، جھلی، گوشت، وتر، عضلہ، چربی ہیں۔ ہڈی کو بدن کی بنیاد اور حرکت کا ستون اور عظام کو حرکت سخت پیدا کیا گیا ہے اور غضروف یعنی نرم ہڈی کو سخت اعضا اور نرم میں واسطہ کرنے کو بنایا گیا ہے تاکہ ہڈی کا اتصال نرم اعضا سے اچھا ہو اور ایک دوسرے سے ایذا نہ پہنچے چنانچہ غضروف خجری سینہ کی ہڈیوں کو بچھو اور شریان وغیرہ اسلئے پیدا کئے گئے ہیں اور عصب کا منبت دماغ اور نخاع ہے وہ اسلئے پیدا ہوئے ہیں کہ اعضا کی حس و حرکت اون سے تمام ہوا اور وتر عضلہ کی طرف کو گہتی ہیں وہ پٹھے کے ریشوں کی اور رباطوں کی وجہ سے حس پیدا کی گئی ہے تاکہ حرکت سے اون کو ایذا نہ ہو) مرکب ہوا اور اعضا متحرک کسی ملکہ اور ٹکڑی کیلئے ہیں اور کبھی کبھل دیتی ہیں اور رباطات جو ہڈی نکلے ہیں وہ جو عضلات کی طرف آئی ہیں اعصاب سے ملکہ شاخدار ہو کر بدن و شاخوں کی درمیان گوشت بہر جاتا ہے پھر اوں شاخوں (کنارہ پر ہڈی ہوتی) کو وتر اور اوس گوشت کو عضلہ اور چھلی کہتے ہیں جبکہ تشنج سے وتر کو تشنج ہوتا ہے اور وتر کی تشنج سے عضو کو تشنج ہوتا ہے اور وہ عضو سمٹ جاتا ہے اور جب عضلہ کو استرخا ہو تو وتر بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے اور وہ عضو بھی مسترخ ہو کر سیدھا ہو جاتا ہے پھر عجیب یہ ہے کہ انسان جس عضو کی حرکت کا ارادہ کرے اسی عضو کی عضلات اور اوتار حرکت انقباضی و انبساطی کرینگے دوسرے عضو کی عضلات و اوتار حرکت نہیں کرینگے پس صرف ارادہ انسان ہر عضو کا تابع ہو جانا باوجودیکہ انسان نہیں جانتا کہ کون سے عضلہ اور وتر کو حرکت دے مگر اسی عضلہ اور وتر کا حرکت کرنا منجملہ عضلات و اوتار کثیرہ کی صنعت صانع حکیم مطلق نہیں تو اور کیا ہے۔

دلیل (۲۵۷) انسان کی بعض ہڈی بدن کی واسطے اساس و بنیاد ہیں چنانچہ پیٹھ کی فقرات بمنزلہ اوس کی ہیں جو کشتی بنانے میں اول نصب کی جاتی ہے مگر چونکہ کشتی کی ثبات مقصود ہوتا ہے اور موڑنا اوس کا مطلوب نہیں لہذا اوس میں ایک ہی لکڑی رکھی جاتی ہے برخلاف انسان کے کہ اوس میں اگلی اور پچھلی جانب اور میں و بیسار کے طرف میلان مقصود ہے اسلئے تقار صلب (یعنی پیٹھ کے منکے) متعدد جوڑ والے بنائے گئے تاکہ ہر طرف حرکت کرنے میں آسانی ہو۔ اور بعض ہڈی بدن بمنزلہ ڈھال کے ہیں چنانچہ دماغ کی دو ہڈی اوپر و نیچے اور چاروں طرف والے بمنزلہ سپر واقع ہیں کیونکہ دماغ کا مقام اعلیٰ رکھا گیا ہے تاکہ حواس بہولت جاسوسے اور دماغ کا جوہر نہایت نرم تھا لہذا اوسکو ایسی شے کی حاجت ہوئی جس سے اسکی حفاظت بخوبی ہو۔ اور بعض ہڈی بدن بمنزلہ پتیار کے ہیں جس سے صدمہ اور ایذا دفع ہو چنانچہ تقار صلب پر نائیں لگی ہوئی ہیں۔

مثل کانٹون کو جن سے صد کسی شے کا نہیں ہوتا۔ اور بعض ہڈیوں میں مثل بہرہ کے ہیں جو انگلیوں کو فرجون میں مثل
 تل کے بھرے ہوئے ہیں تاکہ انگلی کے جوڑوں میں باہم خراش نہ ہو۔ اور بعض ہڈیوں میں اعضا کی واسطے ٹیکے ہیں
 جو محتاج علامتہ کی ہیں چنانچہ عظم لامی واسطے عضلات حنجہ اور زبان کے علاقہ میں تاکہ دونوں انبساط و انقباض
 کے وقت اس ہڈی پر بھر دس کریں۔ اور بعض ہڈیوں میں مثل گزرگاہ اور دہلیز کے ہیں چنانچہ ناک کی ہڈی کہ اوس سے
 فضول دماغی خارج کی طرف اور ہوا داخل کی طرف گزرتی ہے اور بعض ہڈیوں میں بمنزلہ بنیاد جو ب مکان کی ہیں جس سے
 عمارت جمی رہتی ہے اور اوپر اوپر مائل نہیں ہوتی چنانچہ دماغ کے نیچے کی ہڈی جسکو قاعدہ کہتے ہیں سین و یسار کی
 دو دیوار اور پچھلی دیوار اور ناک اعلیٰ کی ہڈیوں میں اوس سے متصل ہیں اس طرح ایڑی کی ہڈی جسکو عقب کہتے ہیں اسی غرض
 سے لگائی گئی ہے تاکہ اسی وقت قیام کو پچھلی طرف نہ مائل ہو اور زوہدین کی ہڈیوں میں جو کٹی پر لگی ہیں گو واسطے بدنمائی دور کرنے
 ہیں مگر انہیں یہ بڑا فائدہ ہے کہ وہ عصبہ جو فل اسفل کی طرف واسطے چابنے کی کٹی پر ہوتا ہوا آیا ہے زوہدین کو نیچے محفوظ رکھے
 اور جو ہڈیوں کہ ان سے صرف اعتقاد اور ثبات یا حفاظت مقصود ہے اور حرکت مقصود نہیں انکو مصمت یعنی تھوس بہرہ ہوتا
 بنایا گیا ہے اگرچہ ان میں مسامات اور فرج واسطے غذا لینے کو ضرور ہیں چنانچہ سر کی فلین اور ہڈیوں اور انگلیوں کی جوڑوں کو عظام
 اور جن ہڈیوں سے حرکت بھی مقصود ہے اور ثبات چندان مقصود نہیں انکو ہلکا اندر سے خالی رکھا گیا ہے اور خلکو کو مغز سے بہرہ لیا تاکہ
 اوسکو غذا پہنچے پس تجویف اوسکی زیادہ رکھنا اسلئے ہے تاکہ ہلکی رہے اور ایک جوف کہ نہی کا یہ فائدہ ہے تاکہ جرم اوسکا سخت ہو اور
 سخت ہونا اسلئے ہے تاکہ سخت حرکات سے ٹوٹ نہ جاوے پہر باوجود جوف ہونیکو مصمت بھی رہے مگر جس جگہ وثاقت کی زیادہ
 حاجت ہے وہاں خلوکم رکھا گیا ہے اور جہاں خفت کی زیادہ احتیاج ہے وہاں خلوکثیر رکھا گیا ہے چنانچہ مناشی عظام جسکو چاہنا
 آسان ہوتا ہے ان فرجی اور سورخ زیادہ رکھے گئے ہیں اسی لئے عظم مصفاۃ ناک کو سورخ کی مقابل جہہ کی ہڈی میں سورخ
 مثل ملینی کرنائی گئی ہے تاکہ ہوا اور اسکو کالینا اور فضلات دماغی کا دفع ہونا آسانی ہو سکے مگر جلد عظام بدن کیواسلئے
 ستون ہیں انکی وجہ سے تمام اعضا کو قوت اور استناد حاصل ہے اگر ہڈیوں نہ ہوتیں تو ترکیب انسانی نہایت ضعیف
 مثل کیڑوں کی ہو جاتی اور نیز سب ہڈیوں میں باہم متصل ہیں کیونکہ ایک ہڈی تمام بدن کیواسلئے ہوتی تو حرکات مختلفہ
 دشوار اور متعدد ہوتے اسلئے متعدد ہڈیوں میں رکھی گئی ہیں اور ان میں لواحق غضروفیہ اسلئے لگائے گئے ہیں تاکہ
 جوڑ ہڈی کا اچھی طرح دوسرے سے جوڑے سے ملجا دی اور گڑے سے ٹوٹ نہ جاوے اور جہاں حرکت دونوں جوڑ کی معاہدہ
 جیسے فلک اسفل میں دہان ہوا واسطے دونوں جوڑ ملائی گئی ہیں۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ ایسی ہی انتظامات اور مصالح
 بجز صنائع عظیم اور قادر حکیم کہ دوسرے کوئی نہیں کر سکتا یا کر سکتا ہے۔ بینوا۔

دلیل (۲۵۸) دماغ کو سات ہڈیوں میں محفوظ رکھا گیا ہے و مثل سقف کی ہیں اور ایک بمنزلہ قاعدہ ہے اور چار مثل

چار دیواروں کے ہیں متعدد ہڈیوں دماغ کیوٹا اسطرگ لگائی ہیں کہ اگر ایک جز زمین کوئی آفت ٹوٹنے یا سڑنے کی واقع ہو تو زمین تو قفل کرے اور دوسرے جز کو دھپ بھجی برخلاف اسکے اگر ایک ہڈی ہوتی تو آفت کو سرایت کرنے سے کوئی مانع نہ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ ایک ہڈی میں اجزاء مختلف جنکابیان عنقریب آدیا نہایت بد نما اور بے محل ہوتے ہیں اسلئے ہر قسم کی ہڈی جدا کر دی گئی۔ تیسرے یہ کہ اجزاء غلیظہ دماغ کی ایک ہڈی سے کیے نہ نکلتی اور دماغ کیسے صاف رہتا البتہ چند نڈریوں میں ہی ٹکنا آسان ہے۔ چوتھی یہ کہ دماغ سے ریشی مٹیوں کو کیونکر خارج ہوتے۔ پانچویں یہ کہ عروق و مشرکین دقیقہ بدون مرور کیسی داخل دماغ ہوتی اور سر کو دور اسلئے بنایا گیا کہ شکل متدیرب اشکال سے زیادہ وسیع ہوتی ہے اور خارجی صدمات سے بہت کم مضلل ہوتی ہے برخلاف شکل زوایا دار کے کہ محل آفات کثیرہ ہے اور چونکہ عصاب دماغیہ طول راس میں رکھے ہوئے ہیں اسلئے متدیر مائل بطول کیا گیا تاکہ سات جوڑ دماغی اوس سے باسانی زیادہ ہو ورنہ ان کو انضغاط ہو جاتا اور مقدم اور موخر جانب مرتفع لگی تاکہ وہ ان کے اعصاب کو مقام وسیع میرا دے پھر چار دیوار کو بنسبت چھت کو زیادہ سخت بنایا گیا ہے کیونکہ صدمہ اور آفت ان پر اکثر ہوتی دوسرے یہ کہ اوپر کی ہڈی دماغ پر ثقیل نہ ہو اوس سے بخارات بسہولت نکلا دیں پھر پٹلی دیوار دوسری دیوار سے زیادہ سخت بنایا گیا تاکہ وہ جس بصر سے دور تھے اوس پر احتمال ضرر بہت تھا برخلاف دیوار مقدم کو کہ وہ بصر کے روبرو ہے اوسکی حفاظت بصر کر سکتی ہے یہیں یہ حکمت اور مصلحت بھی اسی صانع حکیم سے ہے جس نے اسباب بنائے ہیں۔

دلیل (۲۵۹) ناک کی تجویف اسوا سطرگ لگائی ہے کہ اوس میں بہت سی ہواڑ کی رہی اور قبل پہونچو دماغ کے عمل قدری اوسکو حاصل ہوا اور سونگھنے میں اعانت کرے۔ دوسرے یہ کہ تقطیع حروف اور ہولت خروج میسر ہو تیسرے یہ کہ اوس فضلات کیواسطے جو سر سے اترتے ہیں اڑ ہو جائے ورنہ موخہ پر فضلات بہتے ہوئے کہ وہ معلوم ہوتے اور دیکھنے والے کو نفرت ہوتی چوتھے یہ کہ فضول کو دفع کر میں اعانت کرے اور دوسرا اسلئے بنائی گئی کہ اگر ایک فضلات سے بند ہو جاوے تو دوسرا واسطے ہوا کے کھلا رہے لہذا درمیان میں ایک غضروف کھرا کیا گیا ہے تاکہ دو حصے علوہ ہو جاویں اور دونوں طرف ناک کی دو غضروف اسلئے لگائے گئی تاکہ وہ وقت حاجت ہوا کثیر کو وسیع ہو سکیں اور ناک صاف کر میں اعانت کریں۔ اسکو صنعت اور حکمت صانع حکیم نہ کہو گے تو اور کیا کہو گے۔

دلیل (۲۶۰) انسان کو مونہ میں متبیس دانت پیدا کئے گئے ہیں اور بعض اشخاص میں اٹھائیس ہوتے ہیں چار ثنائی کھلاتے ہیں دو اوپر دو نیچے وسط میں واقع ہیں۔ اور آٹھ رباعی کھلاتے ہیں چار اوپر چار نیچے برابر ثنائی کے یہ بارہ دانت واسطے کائنات کے بنائے گئے ہیں اسی لہذا اوس کو چوڑا اور تیز کنارہ کا بنایا گیا ہے۔ پھر چار ایناب ہیں دو اوپر اور دو نیچے ان کو کسی چیز کے توڑنے کیلئے بنایا گیا ہے اسیلئے ان کو موٹا اور تیز کنارہ والا پیدا کیا گیا

اور قطع کر کے آٹھ اور کسر کپوا سے چار اسلے بنا کر گوشت کو اکثر غذا میں نرم ہوتی ہیں توڑنیکی حاجت بنبت کاٹنے کو
 کم ہے پہر طرف میں آٹھ آٹھ طواجن میں جنکو افراس بھی کہتے ہیں کیونکہ چاہئے اور پینے کی حاجت بنبت کاٹنے
 کو زیادہ ہی اسلے اوٹکے کنارے چوڑے کر کے ہیں تا طعن بکسانی ہو اور انکو اندونی جانب اسلے رکھا گیا تاکہ مکان
 وسیع ملے اور نظر نہ آوے اور کلام کو بھی مانع نہ ہو اور دانتوں کے سرے بار یک سوراخوں میں دو وزن جیڑوں کی
 ڈیون کے چٹے ہوئے ہیں اور روال بط قویہ سے اوٹکو بندش کی گئی ہے تاکہ دانت اپنی جگہ سے نہ ہلے پہر افراس
 میں دو دو تین تین سرے واسطے مضبوطی کے لگائے گئے ہیں مگر فک اسفل میں ڈاڑھوں کے دو دوسرا اور
 بعض کے تین تین سرے ہیں اور فک اعلیٰ کے افراس میں تین سرے ہر داڑھ میں کم نہیں اور بعض
 میں چار اس بھی ہیں کیونکہ اوپر کے دانت معلق ہیں اور ثقل طبعی خلاف جہت ردس پر اوٹکو مائل کرتا ہے
 برخلاف سفلی کے کہ اوٹکا ثقل طبعی برخلاف جہت مرکوزہ کے نہیں ہے پس بتاؤ حکمت کس کی ہے۔
 دلیل (۲۶۱) دماغ سے سات جوڑا اور نخاع سے اکتیس جوڑا پیڑھوں کے ٹٹکے ہیں کیونکہ اگر کل اعصاب
 دماغ سے نکلتے تو دماغ حالت موجودہ سے بہت بڑا ہوتا اور بدن پر ثقل ہوتا اور قبیح المنظر اور غیر معتدل ہوتا
 اور جو اعصاب اعضا بعیدہ کی طرف جاتے تو بعد کے ضعیف ہو جاتے اور چونہ جاتے تو اعضا بعیدہ
 حس و حرکت سے خالی رہ جاتے اسلئے حکمت الہی نے ایک حصہ دماغ کا پیڑھ کے طرف درمیان سوراخ فقرات
 کے نازل کیا جیسے چشمہ کی جدول ہوتی ہے تاکہ دو وزن طرف میں اس کے شعبے منقسم ہوں اور اعضا داؤٹنے
 قریب ہو جائیں پھر جن فقرات میں دماغ کا حصہ (جنکو نخاع کہتے ہیں) گیا ہے وہ فقرات اعضا شریفہ
 کے حق میں مثل سپر کے ہیں اور بدن کو حرکت اور استقلال بھی اوٹکی وجہ سے حاصل ہے اور جو فقرات
 سلیس نہیں ورنہ قوت اور قوا ضعیف ہو جاتا اور نہ بالکل مضبوط کیا گیا ورنہ میلان الگلی پھیلی جانب دشوار ہوتا
 اور گردن کے سات فقرات اور پیڑھ کے بارہ اور قطن کے پانچ اور عجز کے تین اور عصعص کے تین ہیں
 اور سب فقرے باہم ملے ہوئے ہیں اور اوٹکے بیچ میں سوراخ ہے جس میں سے حرام مغز نازل ہوا ہے
 اور ہر فقرہ کے دو وزن طرف زوائد ہیں جنکی وجہ سے فقرات کا اتصال باہمی عمدہ طور سے ہے اور حفاظت بھی اوٹ
 خوب ہے پس جو پھیلی جانب کی ہیں اوٹکو سانس کہتے ہیں اور جو دائیں بائیں علاوہ زوائد کے ہیں اوٹ کو اجنہ تو
 ہیں اور وہ واسطے عروق و اعصاب و عضلات کے جو طول بدن میں پیڑھ پر گئے ہیں وقایہ ہیں اور نیز ان اجنہ
 سے پسلی کی ڈیون متصل ہیں اس طرح کہ ہر جناح میں ڈیون گڑھے اور ہر پسلی کے کنارہ پر دوسرے ممد ہوتے
 ہیں اور دوسرے اوٹ فقرات میں مرکوز ہوتے ہیں اور ہر فقرہ میں علاوہ اوس سوراخ کے جو وسط میں واسطے

سرخ کو پیدا کیا گیا ہے دو دونوں طرف دو سوراخ بھی ہیں بعض فقرہ میں خاص خاص سوراخ دو دونوں طرف ہوا بعض میں سرخ
سوراخ ہو لیکن ہر دو فقرہ میں ایک سوراخ ظاہر ہوتا ہے یہ تمام سوراخ اسوجہ سے رکھ گئے ہیں تاکہ پڑھنے کی جوڑا دہری برآمد ہوں
پچھلی جانب جوڑ کا لاجاتا تو مصداقات کا محل ہو جاتا اور جو اگلی طرف جوڑ نکالے جاتے تو وقت میلان کے محض
ہوتی۔ اور اگلی سوراخوں سے فقرات بھی ضعیف ہو جاتے اور ربط اچھا نہ ہوتا کیونکہ ہر فقرہ کا اگلا حصہ خوب مضبوط ہوا
پچھلا حصہ ڈھیلہ کر دیا گیا ہے تاکہ اگلی طرف جہکنا سہل ہو بہ نسبت پچھلی جانب کی اسلئے کہ زیادہ حاجت اگلی طرف میلان
کی ہے پس پچھلے فقرات اگلی جانب کی مثل ایک بڑی کو ہیں تاکہ ثبات اور سکون ہو اور پچھلی جانب سے مثل
عظام تنقہ دہ کے ہیں تاکہ حرکت حاصل ہو پس یکت بجز حق تعالیٰ کے کون کر سکتا ہے۔

ولیل (۲۶۲) گردن کی خلقت بوجہ خنجرہ اور قصبہ ریس کے ہے کیونکہ جذب شیم اور ادا بعد مسافت ہوا قوی
ہوتی ہے چونکہ ہوا کا خزانہ پیپڑے کو بوجہ آواز پیدا ہونیکے بنایا گیا ہے لہذا اسکی ٹنگی گردن کے اندر محفوظ رکھی گئی
اسلئے جن اشیاء جاندار کے گردن نہیں ہوتی وہ نکلا پیپڑا بھی نہیں ہوتا اور ذرا نیکی آواز نکلتی ہے چنانچہ پچھلی اور سب
اگرچہ بڑا ہو سکتا ہے اور نہیں کرتا۔ اور چونکہ فقرات عالیہ بمنزلہ محمول کی ہیں اور فقرات سافلہ بمنزلہ حامل کی ہیں اسلئے
گردن کے فقرات ضعیف بنائے گئے تاکہ ثقیل نہ ہوں اور حرکات کا انتظام حکمت ہی خالی نہ ہو اور چونکہ اول سخاع
کا حصہ موٹا ہے چنانچہ اول نہر کا وسیع اور عمیق ہوتا ہے اور نیز بڑے بڑے پیپڑا نکلتا ہے اور قصبہ اسلئے
فقرات گروہ کے سوراخ زیادہ وسیع بنائے گئے اور چونکہ ضعیف ہونا فقرات گردن کا اور وسیع ہونا اگلی سوراخوں کا
باعث ضعف جرم تھا اسلئے گردن کے فقرات بہت سخت پیدا کی گئے اور اگلی سانس ضعیف رکھے گئے اگر کبیر ہوتے تو صد
کے وقت فقرہ مکے ٹوٹنے کا احتمال قوی تھا اور جب سانس اونکے ضعیف کئے گئے تو اجملہ اونکے کبیر دہرے
بنائے گئے تاکہ سانس کی تلافی کریں اور جانبین ہونے سے خوف مصداقات ہی محفوظ رہیں اور چونکہ گردن کے
فقرات میں حرکت کی حاجت بہ نسبت ثبات کی زیادہ تھی اسلئے اونکے چوڑ بنبت ماتحت کی سلیس رکھے گئے پھر
سلامت کی وجہ سے انہیں وثاقت جو مفقود ہو گئی تھی اعصاب و رابطات اور عضلات اور عروق سے اونکا
ایکجام کر دیا گیا لہذا وثاقت سے غنا حاصل ہو گئی پس ایسی تدبیریں اور حکمتیں بجز بد علیہم اور مقصد حکیم کے کون کر سکتا
ولیل (۲۶۳) سر کی حرکت دایمن یا مین بسبب اس جوڑ کے ہے جو در میان فقرہ ادلی اور دیوار مغرب کے ہے اور گے
اور پچھلے کی حرکت سر کی اس جوڑ سے ہے جو در میان فقرہ ثانیہ اور سر کے مل گیا ہے اسطرچہ کہ مین دیوار کی حرکت کیواسط
فقرہ اولیٰ مین دو گڑھے اور سر کی ٹہری مین دو زائے پیدا کی گئی ہیں اور وہ زائے اون فقرہ مین داخل ہوا
ہیں جب ایک اوٹھتا ہے دوسرا غریں جاتا ہے تو سر بجانب غائرہ مائل ہوتا ہے اور چونکہ فقرہ اولیٰ حرکت تمام سخت کی

بھی بوجھ صغیر وقت چرم اپنے کی نہیں کر سکتا اسلئے فقرہ ثانیہ اس حرکت کی واسطے مقرر کیا گیا بدین طور کہ اوس میں اگلی جانب جو باطن کے طرف قریب ہی ایک زائدہ طویل سخت لگایا گیا تاکہ وہ فقرہ اولیٰ کی سوراخ سے نفوذ کر کے سر کی ہڈی کی فقرہ سے ملکر اوسکو آگے اور پیچھے کی طرف حرکت سکڑا کر اور اوسکو رابطات قویہ سے لپیٹا گیا ہے تاکہ حرکت کی وقت شخاع کو اندازہ پہنچا پس بتلائے کہ یہ حکمت اور تدبیر بجز علیم قدیر رحیم کریم کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۶۴) پیشہ کی شکل بھی افضل اشکال جو مستدیر ہے بنائی گئی ہے کیونکہ یہ شکل قبول آفات سے بعید تر ہے اسلئے فقرات عالیہ کے سر نیچے کی طرف مڑے ہوئے محب بنائے ہیں اور فقرات سافلہ کو سر اوپر کے طرف مڑے ہوئے محب بنائے گئے ہیں کیونکہ تمام فقرات کے سر الگ اور پیڑی کی طرف یا نیچے ہی کی طرف جھکا ہوئے ہوتے تو شکل مستدیر نہ ہوتی جیسے کہ اب یہ فقرہ دہم کا کشاید ہار کھایا تاکہ فوق و اسفل سے دونوں جانب متصل ہو کر شکل مستدیر پیدا کر لیں بہلایہ تدبیر اور حکمت اور اعلیٰ علم بجز خالق علام کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۶۵) بارہ فقرہوں سے بارہ ضلع پچھلی جانب متصل ہیں اور قلب کے مقابل فقرات اور اونکو سانس اور اجتماع قوی اور کثیر بنائے گئے تاکہ قلب کی واسطے عمدہ طور سے ہو اور اضلاع دونوں طرف سے جو ہیں جو وہ تو اگلی اور پچھلی جانب سے متصل ہیں اور اس اضلاع اگلی جانب سے متصل نہیں بلکہ تدریجاً کم ہوتے ہوئے بارہویں ضلع دونوں طرف کی بہت ضعیف ہو گئی ہے تاکہ معدہ کو گھٹنے اور بڑھنے کی گنجائش ہو اور تمام اضلاع واسطے آلات تنفس مثل ریه و عضلات صدر کو اور واسطہ حفاظت مری اور فم معدہ کے پیدا کر گئے ہیں اور متعدد اضلاع اسلئے پیدا کر گئے کہ اگر ایک ہڈی ہوتی تو پتلی کے ٹوٹنے کا اور موٹی کے ٹھیل ہونے کا اندیشہ تھا دوسرے یہ کہ ایک جڑ میں آفت آنی سے تمام اجزا اذخواب ہو جاتی تھیں یہ کہ انبساط سہل نہ ہوتا جبکہ حرکات سخت کی وقت یا پڑی طعام یا نفع میں وسعت مکان کی حاجت پڑتی۔ چوتھے یہ کہ ایک ہڈی میں کیونکہ راستہ ہوتا لہذا اضلاع متعدد بنائے گئے اور اونکو پچھلی جانب سے جو حرا خواہ اس سے بعید تھی کہ سے منکسر ہو کر متصل کر دیا گیا اور اگلی جانب میں سینہ کے ساتھ ہڈیوں سے جنکو عظام قص کہتے ہیں متصل کر دیا گیا تاکہ قلب اور پیچھے کی حفاظت ہو اور قص کے ساتھ ہڈی نرم ہونے کی وجہ سے رکھی گئی تاکہ انبساط میں وقت نفوذ پھر ان سینہ کی سات ہڈیوں کو نیچے ایک ہڈی غصرونی نرم خارجی لگائی گئی تاکہ فم معدہ کے مصاحبات سے حفاظت کرے اور صلب اولین میں واسطہ ہو جو اسے پھر دو ہڈی چپہ گردن کی لگائی گئیں تاکہ اعلیٰ صدر کی حفاظت اور قص اور کتف اور بازو کی تقویت اس سے حاصل ہو اور جو یہ دونوں ہڈی نہ تو ہیں تو علاوہ زوال فائدہ مذکور کو پچھلی اور اگلی جانب میں برابری نہ ہوتی اور شکل بدینا ہو جاتی مزید سے بران بہاری چیز کے اٹھانی کی قدرت ہی نہ ہوتی پھر دونوں ہڈی کو ملنے میں ایک جگہ خالی چھڑی گئی ہے تاکہ عروق کا صعود اور پیہون کا نزول اس مقام سے باقی رہے۔

پھر کر کے جو جسکے ہیں اوکلی دونوں طرف دو ٹہری جوڑی جسکو عظم عائد ہے تو ہین لگا لی گئی ہے تاکہ اوپر کی تمام ٹہریوں کو حق میں مثل اساس میں بنایا ہو اور نیچے کی ٹہریوں کو واسطے ناقل ہوں کیونکہ جو کچھ عظم عائد کاران کی ٹہری سے متصل ہے اس طرح کہ ران کی ٹہری کی ٹہری لگھٹی سی اور قصور میں گھسی ہوئی ہوتی ہے جو عظم عائد کی نیچے والے حصہ میں پیدا کی گئی ہے دوسرے عظم عائد کا یہ بھی فائدہ ہے کہ اوپر اعضا و شریفہ مثل شانہ و جہم و داعیہ میں اور تعداد و معاشقہ میں ہوتی ہیں پھر دو ٹہری شانہ کی دونوں طرف بازو کی ٹہری کے لگائے گئے ہیں کیونکہ اگر یہ ٹہریں نہ ہوتیں اور اتصال بازو کا اضلاع سے کیا جاتا تو سب طرف کو ہاتھ کی حرکت دشوار ہو جاتی دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شانہ کی ٹہریں صدر کے اعضا کے وسطی گاہبانی کرتی ہیں اور قائم مقام سنان فقرات کی ہین اس مقام پر چار فقرات نہ تھے جو صدات کا مقابلہ کرتے اور نہ وہاں تھیں ہی صدات دیکھو جو تیرہ شانہ کی ہین جدا پیدا کی گئیں تاکہ یہ مصالح انوی پیدا ہوں ہیں فرمائے کہ اسیر صنائع بدائع سوائے خالق حیوان و نبات کون پیدا کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۶۶) بازو کی ٹہری کو اوپر کا کنارہ گول بنایا گیا ہے تا شانہ کی ٹہری کو مقعر میں جو خاص سکڑا ہوا ہے جو خوبی آجائے مگر جوڑ کو نرم و صلابت رکھا گیا ہے تاکہ بازو ہر طرف حرکت کر سکے کیونکہ انسان اعمال اور صنائع میں مختلف حرکات کا محتاج ہے اور بازو کی ٹہری ایسی جانب سے متعلق اور جانب سے محجب چند فائدہ کو دوسرے پیدا کی گئی ہے ایک فائدہ یہ ہے عضلات اور اعصاب اور عروق اس میں چھپ جاتے ہیں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ زکنا اور غفلت میں دبانا سہل ہے تا یہ فائدہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی حرکت دوسری ہاتھ کی طرف بمثل قوسی ہو کر کسی شے کا احاطہ ہو پھر ساعد کی دو ٹہری بازو کی ٹہری سے متصل کی گئی ہیں کہ زندہ اعلیٰ کا کنارہ گڑھ والا بازو کو طرف جتنی کا لقمہ کو سہو ہے اور اس حرکت کی حرکت سے حرکت التوائی اور انقلابی ساعد کو حاصل ہوتی ہے اور زندہ سفل میں دوزائید کنارہ پر ہین اور دوزائید کو درمیان مقعر و مابہو مثل قوسی شکل کی ہوتی ہے تاکہ وہ بازو کی ٹہری سے ملکر حرکت انبساطی و انقباضی کر سکے پھر خوبی یہ ہے کہ انقباضی حالت میں وہ شکل قوسی بھی طرح حرکت کرتی ہے تاکہ انقباض ہو اور انبساطی حالت میں دوزائید سے بازو کو گڑھے میں رکھتا ہے اور پچھلی طرف حرکت نہیں کر سکتا اسکی شکل عجیب بنائی گئی ہے اگر آپ ملاحظہ فرمائے صنعت صانع کی خوبی کہ بے ہمتیا قائل ہو جائے یہی ہمارا مقصد اور مطلب ہے۔

دلیل (۲۶۷) پہونچ کی ہین سات رکھی گئی ہیں اور ایک زائیدہ زندہ سفل کا ملکہ اٹھ ہو جاتی ہیں تعداد انکا اسکی ہوتی ہے تاکہ آفت نہ ہو اور فقر کف میں مدد کریں اور تاکہ عصب اور عروق کے طرق کشید ہوں اور یہ ہین دو صف میں بھی ہیں ایک صف جو ساعد متصل ہے تین ٹہریوں کی ہین اور دوسری صف میں جو ہتھیلی کی ٹہریوں سے متصل ہے چار ٹہریاں ہیں اور چار ٹہریاں صف ساعد سے متصل اسلئے ہین ملی ہوئی ہیں اور چونکہ اگلی صف شط کی چار ٹہریوں سے متصل ہے چھین باہم فاصلہ ہر اسلئے اس صف کی ہین متباعد و کشادہ ہو گئی ہیں تاکہ دونوں کا اتصال بدرجہ کمال ہو اور زائیدہ سفل کا رخ کی ٹہری پر جو دوسری صف میں بجانب خضر واقع ہے رکھا ہوا ہے تاکہ ہتھیلی کے پٹھے کی حفاظت کرے اور تاکہ اس سے کف کی حرکت التوائی حاصل ہو اور شط کی ہین چار میں اور درمیان صف ثانی رخ کے اور انکلیوں کے بھی ہوئی ہیں تعداد کا فائدہ وہی ہے کہ آفت عام نہ ہو اور نیز ہتھیلی کا مقعر حال ہونے سے حرکت بھی آدنی

حکم مطلق ہے کہ ہر کوئی بتائی۔

دلیل (۱۶۴) کہ انسان اپنی ہر معاش میں مختلف صناعات و حرکات کا محتاج تھا اور وہ اکثر بذریعہ ہاتھوں کے ہوتی ہیں اسلئے
 ہاتھ میں انگلیوں کی گتیں تاکہ گرفت اشیا پر سبجونی قدرت ہو اور گوشت صرف اسلئے اصابع میں نہیں رکھا تاکہ اکثر افعال ضعیف
 نہ ہو جاوے اور ایک ہڈی اسلئے نہیں رکھی تاکہ مختلف ہڈیوں کی مختلف حرکات پر انسان قادر ہو اور جو میں ہڈی کی زیادہ انگلی میں ہو
 تو اتنی مضبوطی نہ ہوتی اور جو وہڈی سے ترکیب ہوتی تو کم مضبوطی زیادہ ہو جاتی مگر حرکات کے مختلف مختلف ہوتے ہیں چھ انگلی
 کے جو مختلف رکھے گئے ہیں ہر جو نیچے کی طرف سے چوڑا اور موٹا ہے اور اوپر کی طرف سے تیز یا گہرا اور نیچے سے چوڑا اور پرالے چوڑے
 عظیم میں جی کہ پورے پر وقت کی انتہا ہو گئی ہے کیونکہ حامل محمول سے اتنی ہوتا ہے۔ اور انکو گول اسلئے رکھا گیا ہے تاکہ فات سے
 بعید ہوں اور سخت مصمت لیے مغز بنایا گیا ہے تاکہ حرکات پر ثبات اور گرفت اشیا اور جبر ثقیل پر قوی ہوں اور باطن متغیر
 اور نظام ہر کی طرف سے محذب بنایا گیا ہے تاکہ کسی شے کا قبضہ اور ضبط اچھی طرح ہو مگر انگلیوں میں باہر تم تقعر اور محذب نہیں رکھا گیا تاکہ
 متصل خوب ہو کہ وقت ضرورت کی مثل ایک ہڈی کے ہو جاوے لیکن اطراف کی دونوں انگلیوں میں قدرے محذب رکھا گیا ہے
 تاکہ وقت احتیاج کے شکل استدارہ حاصل ہو جو قبول سے بعید ہو اور باطن انگلیوں کا لحمی اسلئے پیدا کیا گیا تاکہ وقت زور کرنے کے جلد کو
 ہڈی سے ایذا نہ ہو اور دبائے سے دب جاوے اور یہ کل مقبوض شکل ہو جاوے اور خارج کی طرف لحمی نہیں لگی تاکہ ثقیل نہ ہو اور
 وقت قبضہ کو شخصی مثل ہتھیر کے بنجاوے اور وقت ضرورت کا کام آوے اور انگلیوں کو کنارہ میں گوشت اسلئے زیادہ رکھا گیا تاکہ اشیا
 صغیرہ کی گرفت بہ سہولت ہو اور پچ کی اوکلی کو نسبت دوسری انگلیوں کو لمبا رکھا گیا ہے اسکو بعد ہنر بھی سب سے پھر خضر ایک مسری سے
 کم کر دی گئی تاکہ بند کرنے میں سب برابر معلوم ہوں اور وقت تقعر کف و اصابع کی جبکہ مقبوض ستیر پر مثل ہوں مسبای ہوں
 اور قبیلہ النظر نہ ہوں اور انکو ٹھا اسی مقام پر رکھا گیا ہے جہاں سب انگلیوں کو اسکو مساوی نسبت ہے اگر وہ دوسرے مقام پر فرض
 کیا جاوے تو یہ منافع حاصل نہ ہونگے مثلاً اگر حسیلی میں فرض کرو تو حسیلی کے اکثر افعال باطل ہو جائینگے اور جو خارج کف میں
 ہوتا تو بالکل ہی بیفائدہ ہو جاتا اور اگر چھنگلی کی طرف ہوتا تو کسی شے پر دونوں ہاتھ خوب مثل نہ ہو سکتے اور جو دوسری انگلیوں کے
 برابر رکھا جاتا تو یہ فائدہ جو اب اس پر مفقود ہوتا کیونکہ انکو ٹھا چلاؤنگلی سے ملکر مقابل ہو کر چھوٹی چیز کے پکڑنے میں مدد دیتا
 اس طرح مجموعہ اصابع سے ملکر کہنے میں اور دوسری اشیا کے گرفت میں اعانت کرتا ہے پھر اس سے یہ فائدہ بھی ہو کہ کسی شے کو
 ہتھی میں بند کر تو وہ مثل سرو پوش کے موغ پر حاجب اوپر ہی ہوتا ہے جیسے چھنگلی پر سے اس شے کو روک لیتی ہے انکو ٹھا مثل ڈاٹ
 کے لگ جاتا ہے اسی حکمتیں اور صنعتیں ہر سے ہی دانا اور توانا کا کام ہے۔

دلیل (۱۶۵) ناخن کو اسلئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ وہ پورے گوشت کی سطح پر وقت گرفت کرنے کی شے کو ٹیکہ اور تکیہ ہو جاوے
 اور تاکہ آدمی باہر ایک چیز کو چپے میں ناخن کی وجہ سے خوب قادر ہو اور تاکہ بدن کا کھلانا اور میل چھٹانا ناخن سے آسان ہو اور

وقت میں اختیار کا کام دیتا ہے اور تاکہ گرہ کھولنے میں ناخن سے آسانی ہو اور تاکہ چیز نا اوس سے اور قطع کرنا سہل ہو علاوہ
برین ناخن سے انگلیوں کی زینت بھی ہو اور نرم ہڈی سے اسی ناخن بنایا گیا تاکہ صدمہ سے وہ بجاوے اور نہ ٹوٹے پھر
اوسکی ہڈی کو ایسا پیدا کیا کہ وقت چھلنے اور نقصان ہو جائیکے ہمیشہ اوسکو نشو و نما ہو سکے اگر ایسا نہ ہوتا تو بالکل فضا ہو جاتے
بجائے شفقت اور عنایت و حکمت غاصہ کوئی دوسرا بجز حق تعالیٰ کے کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۷۰) پیر کے پیدا کرنے میں دو منفعت ہیں ایک ثبات اور قیام جو قدم ہی ہوتا ہے اور دوسرے حرکت جو ران اور
پنڈلی سے ہوتی ہے ایسوجہ سے جب قدم پر کوئی آفت آئے تو ثبات اور قیام نہیں ہو سکتا کیونکہ بدن کی ہر جہت سے قدم کو ایذا
ہوتی ہے اور جو ران اور پنڈلی کے عضلوں میں کوئی آفت آئے تو ثبات سہل ہوتا ہے مگر حرکت دشوار ہوتی ہے پیر ران کی ہڈی
تمام ہڈیوں سے بڑی بنائی گئی ہے کیونکہ یہ فوق کی حامل اور ماتحت کی قائل ہے اور کولے کی ہڈی جسکو عظم عاند کہتے ہیں چونکہ دوسری
ہڈیوں سے خوب مضبوط لگی ہوئی ہے اور ران کی ہڈی کا جو سلیس ہے لہذا اسکا فائدہ اوس سے نہیں حاصل ہو سکتا اور ران کی
ہڈی اوپر کے طرف سے تہ دار محذب بنائی گئی ہے تاکہ حقہ درک میں جو عظم عاند کے اسفل میں ہے اچھی طرح سما جاوے اور
ران کی ہڈی کو جوشی اور قدام کے طرف سے محذب اور انسی اور خلف کے طرف سے مقعر اسلئے بنایا گیا ہو تاکہ سیدھا رکھنے میں
و دونوں قدم میں پچھلی جانب زیادہ فاصلہ نہ ہو جاوے اور اگلی جانب میں اتصال نہ ہو جو بد نما اور بد شکل معلوم ہوتا ہے دوسرے
بڑے عضلات اور اعصاب اور عروق کیلئے کوئی وقایہ اور محفوظ مقام نہ ہوتا۔ تیسرے یہ کہ شے واحد جس میں جیسے اب معلوم
ہوتی ہے معلوم نہوتی۔ اور جو ران کی ہڈی کو نیچے کی طرف سے برعکس جانب بالانگیا جاتا تو دونوں قدم برابر مل جاتے اور ذرا
صدمہ ہو کر جانے کا اندیشہ تھا ایسی حکمت بجز عظیم حکیم قدیم کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۷۱) پنڈلی میں دو ہڈی ہیں ایک کو قصبہ صغریٰ اور دوسری کو قصبہ کبریٰ کہتے ہیں قصبہ صغریٰ اوپر کی طرف
سے ران کی ہڈی سے متصل نہیں ہے بلکہ کچھ ہٹی ہوئی ہے اوس نیچے کے طرف سے کبریٰ کی برابر ہے۔ اور ران کی ہڈی
اسفل کی طرف دو زائے ہیں اور قصبہ کبریٰ میں دو فقرے ہیں جن سے بھٹنے کا جوڑ بنا ہے اور اس جوڑ پر ایک ہڈی عظمہ
رکھی ہوئی ہے جسکو عین الرکبہ اور رصفہ کہتے ہیں وہ گول شکل کی ہے وہ اس غرض سے لگائی گئی ہے تاکہ گھٹنے پر بیٹھنے
سے بدن نہ ٹوٹیں اور جوڑ قائم رہے اور تاکہ ایسا جوڑ جو مبتلا سے حرکات و ثقل بدن ہے اس ہڈی سے قوی رہے اور اگلی طرف
اسلئے رکھی گئی کہ اکثر اسے طرف جوڑ کو حرکت ہوتی ہے پچھلی طرف کو حرکت نہیں تاکہ قوی کیا جائے اور قصبہ صغریٰ کو اسلئے
کبریٰ سے چھوٹا رکھا گیا کہ دو باعث پنڈلی میں جمع تھے ایک ثبات اور حمل ما فوق ہے ہڈی کو بڑی رکھنے کا مقتضی ہے
دوسرے حرکت کی خفت مقتضی ہے کہ پنڈلی کی ہڈی تپلی رکھی جاوے مگر بڑی ہونے کا تقاضا ران میں ہوا کیا گیا لہذا
ہڈی سب ہڈیوں سے عظیم لگی اور پنڈلی کی ہڈی تپلی کی لگی لیکن نہ اسقدر کہ حرکت دشوار ہو جیسے باریک پنڈلی والے ہڈی

اور جو عظیم کریم بجاتی تو مثل دار الفیل کے دشواری حرکت ہوتی پھر او کو ایک ستون اور جامی کے طور پر دوسری ہڈی سے قوت دیدی گئی تاکہ حمل اور ثبات پر اعانت کرے اور اعصاب اور عروق کو جو درمیان دو لون ہڈی کے مین چھپائے اور قدم کے جوڑ کو حرکات انبساط و انقباض مین قوت دی جس مین انصاف فرمائے کہ ایسا حکیم و رحیم اور ایسا صانع محتار اور ایسا مہربان کردگار بحر خالق ارض و سموات کون ہو سکتا ہے۔

دلیل (۲۷۲) قدم کو واسطے قیام اور ثبات کے بنایا گیا ہے اور اس کی شکل طویل بطرف قدام اس لئے کی گئی ہے کہ انسان چونکہ مستقیم القامت ہے اور اعلیٰ بدن کا مائل بجانب قدام ہے لہذا قدم کی شکل مایل بقدام کی گئی تاکہ کھڑے ہونے اور چلیں مین اگلی جانب کو اعانت کرے اور زیادہ لمبا نہیں کیا گیا تاکہ ثقل نہ ہو جاوے بلکہ قریب ساتوین حصہ قامت کو رکھا گیا تاکہ ثبات اور خفت دونوں حاصل ہوں اور قدم مین ان خمس یعنی تلو اچھد وجوہ سے بنایا گیا ایک یہ کہ وقت قیام اور مشی کے دونوں طرف میلان اور جھوک ہو کر اعتدال ہو جائیگا۔ دوسرے یہ کہ اٹھی ہوئی چیز پر قدم بوجہ ان خمس کے خوب بلا انداز کے جم جاوے۔ تیسرے یہ کہ سیر مہی اور کنارہ پہاڑوں اور جھاڑوں پر بہ آسانی چڑھ سکے۔ چوتھے یہ کہ تلوے کے وجہ سے قدم ہلکا رہے اور دوڑنا، بھجنا ہو سکے اور قدم مین عظام کثیرہ اس لئے مین کہ بہی قدم کو مثل مصطلی کی زمین کو پکڑ کر چلنا پڑا ہو پس عظام کثیرہ مین قابلیت ہے کہ مقبوض کی شکل قبول کر لیں اور ایک ہڈی مین یہ امر دشوار ہے دوسرے یہ کہ ایک ہڈی مین آفت ہونے سے دوسری ہڈی مین تو محفوظ رہیں اور قدم مین کھنکے کی ہڈی واسطے مضبوطی مفصل ساق کے لگائی گئی ہے او کو کعب کہتے ہیں اور ایڑی کی ہڈی تو ساق کو حق مین مثل اساس و بنیاد مکان کے ہے اور ایک ہڈی شکل کشتی تلوے کے طرف ہے او کی وجہ سے ملو ابنا ہے اور ایک ہڈی شکل نرد کے قدم کی وحشی جانب مین ہے جس سے دونوں جانب قدام کی حرکت اور اوجھل ثبات ہو اور قدم کا سرخ یعنی پیر پیر چار ہڈیوں سے مرکب ہے کیونکہ ہاتھ کو زیادہ حاجت تھاں اور حرکت کی ہے اور قدم کو ثبات زیادہ کی زیادہ حاجت ہے اس لئے ہاتھ مین آٹھ ہڈی دو صف مین اور قدم مین چار ہڈی ایک صف مین رکھی گئیں دوسرے یہ کہ زیادہ مفصل قدم کے ثبات مین مفید نہ ہوتے اور جس شے سے تھاں اور حرکت مطلوب ہوا وہ مین زیادہ مفصل مناسب ہیں اور جس سے استقلال اور ثبات مطلوب ہوا وہ مین تعداد کم اور مقدار زائد بہتر ہے۔ اور شرط قدم پانچ ہڈیوں سے مرکب ہو تاکہ ہر اونگی سے ایک ہڈی متصل ہو جاوے کیونکہ قدم مین ثبات زیادہ مقصود ہے اس لئے اونگیوں کو ایک صف مین رکھ دیا گیا اور ہاتھ سے پکڑنا اور مثل ہونا زیادہ مقصود تھا اس لئے ہاتھ مین انگوٹھ کو ایک صف مین نہیں کہا گیا بلکہ مقابل مین سب اونگیوں کے کیا گیا تاکہ ہر انگ سے ملکر سب کام انجام دے سکے اور قدم کی اونگیان سوائے انگوٹھے کے تین تین ہڈی سے مرکب ہیں اور انگوٹھے مین قدم کے صرف دو ہڈی موٹی موٹی لگائی گئیں کیونکہ وہ ایڑی کی ہڈی کے مقابل پائے بدن کا میلان او کی جانب زیادہ ہوا بخور کر نیچا مقام کہ ایسی کمترین اور حقین بجز صانع حقیقی کے کون کر سکتا ہے تا عظام

پورا پورا حال بڑی بڑی کتابوں میں خوب شرح ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک ہڈی اپنی ہیئت اور مقدار اور شکل میں ایسی بنائی گئی ہے کہ اس سے بہتر صورت ممکن نہیں۔ سر سے پیر تک جو وضع اور شکل ہڈیوں کی ہو وہی چاہئے تھی پہر مشاہدہ اور معائنہ کرنے سے عین یقین بلکہ حوالہ یقین ہوتا ہے کہ غایت درجہ کی حکمت اور باریکی اور کمال درجہ کی شفقت اور رحمت صانع حکیم انسان پر مبدول ہے انشاء اللہ الاھو۔

دلیل (۲۷۳) حرکات ارادیہ اعضا کی چونکہ بدن اس قوت کے جو دماغ سے بواسطہ اعصاب کی اعضا کی طرف آتی ہے نہیں تمام ہوتی اور اعصاب کا اتصال ہڈیوں سے جو اعضا متحرک کے اصول میں مناسب نہ تھا کیونکہ ہڈیوں میں بہت سخت اور پٹھے بہت نرم ہیں دونوں میں واسطہ ضرور ہے لہذا خالق جلیل نے مہربانی فرمائی اور نفس عظام سے ایک جسم مشابہ عصب کے نکالا جسکو رباط کہتے ہیں حتیٰ کہ دونوں ملکر مثل شے واحد کی ہو گئے اور چونکہ عصب اور رباط ملکر دقیق ہوتے ہیں اسلئے کہ عصب جبکہ دماغ سے نکلتا ہے اسکا حجم ایسا ہوتا ہے جیسا کہ جرم دماغ اور حجم راس اور شخاع اور منافذ متحمل ہوں اور اعضا کی طرف پہنچنے وقت حجم عصب زیادہ بھین ہوتا بلکہ جقدر اپنے مخرج سے بعید ہوتا جائیگا اوسقدر باریک پڑتا جائیگا خصوصاً جبکہ اعضا پر تقسیم ہو کیونکہ حصہ ہر عضو کا اصل سے ضرور دقیق ہوگا پس اگر رباط کا جرم غلیظ کیا جاتا تو دونوں کا اتصال ہوتا اور عصب پر ثقل ہو جاتا لہذا ایسی حالت میں چونکہ متحرک اعضا شواہت تھی کیونکہ وقت جذب اور دفع کے عصب کے ٹوٹ جانیکا اندیشہ تھا پس خالق تعالیٰ نے اپنی حکمت سے تدبیر کی کہ عصب اور رباط کو اونکے ریشوں سے جالدار بنا کر اونکے درمیان میں گوشت بھر دیا تاکہ جرم دار ہو جائیں اور ریشوں کی وضع سلامت رہے پھر اوسکو جھلی سے محفوظ اور مستحکم کر دیا اور بطورین جو ہر عصب مثل عمود کے قائم کیا پس ایک عضو بن گیا جو عصب اور رباط اور لحم اور غشا سے مرکب ہو اس عضو کا نام عضلہ یعنی مچلی ہو جب یہ مٹتا ہو تو اسکا وتر جو عصب اور رباط سے بٹا ہوا ہے اور ہر عضو متحرک سے ملا ہوا ہوتا ہے پس عضو بھی منقبض ہوتا ہے اور جب عضلہ ڈھیلا پڑتا ہے تو وتر بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ پس عضو متحرک منبسط اور کشادہ ہوتا ہے لہذا وتر متحرک عضلہ واسطہ اور عضلہ تحقق وتر میں واسطہ ہے اور عصب اور رباط عضلہ اور وتر کیلئے واسطہ ہیں۔ فتبارک الله احسن الخالقین

دلیل (۲۷۴) پیشانی پر ایک عضلہ تیزا چوڑا مثل جھلی کے نیچے جلد کے لگا لیا گیا ہے اور وہ جلد پیشانی سے اتصال ہے کہ گویا جلد کا جز بن گیا ہے اور جلد کو علیہ اس سے کرنا متنع ہے اور تیزا اسلئے کہ وہ جلد پیشانی کو حرکت دیتا ہے اور جلد پیشانی ہوتی ہے لہذا متحرک متحرک کے مناسب ہونا چاہئے اور چوڑا اسلئے کہ جلد چوڑی کم گوشت کی ملکی ہے اور یہ عضلہ عریضہ بلاتر کیونکہ جلد کی تحریک وتر سے مناسب نہیں اسلئے کہ جلد میں تمدد کی قابلیت بہت ہے جب ایک جز اوسکا وتر سے منبسط ہوگا تو باقی کا انجذاب لازم نہ آئیگا لہذا الیاف عضلہ کے جو اوسکے جلد اجزاء میں پھیلے ہوئے ہیں اس انجذاب کیلئے کافی ہیں پس وتر کی حاجت نہ ہوئی پھر یہ کہ یہی عضلہ دونوں ابرو کو بھی حرکت دیتا ہے اور انکھ کے بند کرنے میں عضلات چشم کا

معین ہے اور مقلہ چشم کے واسطے چہرہ عضلے میں چار عضلے چاروں جانب حرکت دیتی کو اور پھر رکھے ہوئے ہیں اور در عضلے
میں ہے بشکل درانی ہیں وہ آنکھ کو گھاتے ہیں اور حرکت دوری دیتے ہیں اور مقلہ کے پیچھے اندرونی جانب ایک اور عضلہ
علامہ ان چہرہ عضلوں کے ہر جو مقلہ کو رکھے ہوئے رہتا ہے تاکہ ڈھیلنا ہو کر باہر کی طرف نہ مال ہو پھیلا چمکت بالقدہ اور
کاملہ بصر حق سبحانہ تعالیٰ کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۵۵) چونکہ آنکھ کا کھلا رہنا اکثر حالات میں واسطے نظر کر نیکی واجب تھا اسلئے آنکھ کو کھلی ہوئی ہوتی
عطا کی گئی لیکن نرم آنکھیں اگر زیادہ کھل سکیں تو اشتیاء کا پورا دیکھنا ممکن نہ ہوگا اور جو بند نہ ہو سکیں تو معرض آفات ہو
خصوصاً سوتے میں لہذا آنکھ کو واسطے سر پوش بنایا گیا جسکو جن یعنی پوشا کہتے ہیں ان اگر سخت آنکھ ہو جیسا کہ چمکی کی
ہوتی ہے تو وہ بند کرنے کی محتاج نہیں اور جن حیوانات کی آنکھ سخت نہیں ہے اگر وہ کھلی رہے تو ہوا بار بار اور دھواں سے اسکو اذیت
ہوگی لہذا اس کے واسطے کہلنے اور بند ہونے کا آلہ چاہئے اور چونکہ کھولنا اور بند کرنا حرکت ہے اور حرکت عضو کی عقلی ہوتی ہے
پس جن اعلیٰ کو فقط اس حرکت کی واسطے مقرر کیا گیا کیونکہ عنایت الہی تعالیٰ آلات کو طرف بشرطیکہ کوئی مسلسل واقع
نہ ہو مصروف ہے اور اگر جن سفلی کو صرف متحرک کیا جاتا اور جن اعلیٰ کو ساکن بنایا جاتا تو ممکن تھا مگر عنایت الہی اور آلات
مصروف ہے جو اپنے مبادی سے قریب ہوں اور سیدہ راستہ سے کام چلے تو طیارہ راستہ اختیار کیا جائے لہذا صرف جن اعلیٰ
کو جو نسبت اعصاب سے اقرب تھیں اور عصب کو اس طرف آنے میں ٹیڑھا ہوتا اور ٹیڑھا بھی پڑا ہی برخلاف جن سفلی کی کہ اس طرف
عصب کو آنے میں انقلاب و انعطاف واقع ہوتا جسکی وجہ سے معرض آفات ہو جاتا لہذا جن اعلیٰ ہی کو متحرک کیا اور
جن اعلیٰ کو بند کر نیکی واسطے ایک عضلہ کافی نہیں ہو سکتا کیونکہ عصب اپنی مبادی سے خارج ہو کر عضلہ کی طرف بجانب اعلیٰ متحرک
ہو کر پھر بجانب فوق مرتفع ہوگا تب اس سے یہ کام جو جن اعلیٰ کی جانب کی طرف کہنچتا ہے حاصل ہوگا پس کنارہ کے طرف آئیے
وہی کنارہ بند ہوگا جس طرف یہ عصب آیا ہے اور دوسرا کنارہ کھلا رکھیں گے اور جن اعلیٰ کے وسط میں لاکر نیچے اتارا جاوے تو بصر
کو مانع ہوگا لہذا دو عضلے دونوں گوشہ چشم کی طرف لگائے گئے تاکہ انکے کھینچنے سے پوری جن بند ہو جاوے اور چونکہ کھولنے
کی واسطے ایک عضلہ کافی ہے وسط جن میں ایک عضلاں کام کیلئے لگایا گیا اور اس کے وتر کنارہ جن کے کنارہ پھیلا دیا گیا جب
وہ منقبض ہوتا ہے تو انکے کھل جاتی ہے پھر ایک اور عجیب صنعت اور حرکت کی گئی کہ کنارہ جن پر ایک تاری عرضی لگا دیا گیا اور اس تاری
اس وتر کے باریک ریشو یا ندی گئے تاکہ بقوت وہ ترشح کرے تو جب جن کی بارگی کھل جائے گا کہ اللہ ربی ہی بکھلا لا الہ الا وہ
دلیل (۲۵۶) رخسارہ کی حرکت بالاستقلال نہیں کی گئی کیونکہ کوئی عرض اس استقلال حرکت سے متعلق نہ تھی لیکن دو حرکتیں
رخسارہ کے واسطے واقع ہیں ایک بتابعت فک مثل کو اور دوسری بشرکت دونوں لب کا اور حرکت اولیٰ کا سبب عضلات فک
ہیں اور حرکت ثانیہ اس عضلہ سے ہے جو رخسار اور لب کی واسطے مشترک ہے اور وہ ہر رخسار میں ایک عضلہ ہے جسکو عرضیہ کہتے ہیں وہ عضلہ

چار جز سے مرکب ہے کہ اولک لیف رابطی اور کا چار مقام ہو نکلا ہے ایک چتر گردن سے ٹکڑا صعو کر کے دونوں طرف لب کو مل گیا ہے اور کا کام مومٹھ کو نیچے کی طرف جذب کرنا ہے اور دوسرا لیف یعنی ریشہ ٹہسی کی رابط کا سینہ کی ٹہسی سے ٹکڑا سید بائیں طرف لب کے اور بائیں دائیں جانب لب کو آیا ہے اور کا کام یہ ہے کہ لب کو آگے کی طرف نکال دے اور مومٹھ کو تنگ کر دے چنانچہ مومٹھ نکلتے اور کھلی کر لے اور اوسے لینے کے وقت یہی حالت ہوتی ہے۔ اور تیسرا لیف شانہ کی ٹہسی کے کنارہ سے ٹکڑا دونوں طرف گردن کے صعو کر کے کنارہ لب سے مقام لیف ثانی کے اوپر ملا ہے جب یہ دونوں طرف سے تشنج کرتا ہے تو مومٹھ کو بجانب یمن و یسار برابر حرکت دیکر ہیئت نمک پیدا کرتا ہے اور جو ایک طرف کا لیف حرکت کرے تو ہیئت لغوہ کی پیدا ہوتی ہے اور چوتھا لیف گردن کے فقرہ ثانیہ سے ٹکڑا کان کی برابر ہوتا ہوا انتہا رخسار تک آیا ہے اور اس کی حرکت دینے سے رخسارہ کو خوب حرکت ہوتی ہے جسکے تالاب لب یا لا کہ حرکت بھی ہوا اور لب کو واسطے چار عضلے خاص ہیں دو عضلے تو لب بالا کی جانب یمن و یسار آئے ہیں اور دو عضلے لب زیرین کے یمن و یسار میں ہیں یہ چار عضلے واسطے حرکت خاص لب کی کافی ہیں لیکن لب کو عضلات گوشت لب سے ایسے متصل ہیں کہ تو حساسہ کو انکی نیزہ دشوار ہے اور دونوں منخرین ناک کو دو عضلے صغیر قوی دونوں طرف رخسار سے اگر کنارہ بینی سے متصل ہوئے ہیں تاکہ دفع فضول و جذب و دفع ہوا پر مومٹھ کو حرکت دین پس ایسے ایسی صنائع و بدائع و انتظامات بجز خالق کائنات کوئی دوسرا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔

دلیل (۲۷) دانت کسی شے کا ٹٹنا اور چابنا بدون جبر سے کی حرکت کی نہیں ہو سکتا پھر فلک اسفل کو ہی اس حرکت کی واسطے کیوں خاص کیا حالانکہ جنن اعلیٰ کی حرکت جنن اسفل سے دچنانچہ ابھی مذکور ہوا بہتر اور اوسے بیان لگائی ہے جبر اور پرکاس وجہ اور کس فائدہ کی باعث حرکت نہیں کرتا اور صرف نیچے کا جبر اہلتا ہے۔ جناب من یمن چند فوائد ہیں ایک یہ کہ خفیف اور ہلکی شے کی حرکت سہل ہے اور فلک اسفل کو خفیف اسلے رکھا گیا کہ وہ کسی عضو کا اعضا میں سے حامل نہیں بر خلاف فلک اعلیٰ کے کہ وہ دماغ اور بینی اور آنکھوں کا حافظ اور حامل ہے جسکی وجہ سے اسکو عظیم اور سخت بنا یا گیا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حرکت سے متحرک کو ضرر اور تکلیف ہوتی ہے اور فلک اسفل کی حرکت کی کوئی شے تابع نہیں جسکو ایذا ہو البتہ فلک اعلیٰ کی حرکت سے آنکھ اور ناک کو ایذا ہوتی ہو کہ اعضا اثر یمن سے ہیں۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ فلک اعلیٰ کا جوڑ سر کی ٹہسی سے خوب مضبوط لگانا ضرور ہے تاکہ اپنی ثقل کی وجہ سے نہ اکھڑ جاوے اور جو فلک اعلیٰ ہی کو متحرک کیا جاتا تو اسکا جوڑ و صیلا کو بہ ضرورت ہٹا تاکہ حرکت اسکی آسان ہوتی اور جوڑ و صیلا ہونے میں اکھڑ جائیگا اندیشہ تھا۔ اب باقی رہا یہ امر کہ بعض حیوانات مثل اسحاح یعنی ناگ کی اپنے فلک اعلیٰ کو حرکت دیتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اس حیوان کی غذا شمار ہے اور اس کے دونوں ہاتھ خفیف ہرگز ہیں جن سے شکار قابو میں اس کے نہیں آتا جیسا کہ اور درندے ہاتھ سے کام لیتے ہیں یہ نہیں لے سکتا اسلے اسکو مومٹھ کی گرفت قوی کر دی گئی تاکہ یہ قوت ہاتھوں کے ضعف کی تلافی کرے اور قوت گرفت میں جب ہو کہ جب عضو متحرک بالارادہ متحرک

بالطبع بھی جو اند تک اسفل اگر متحرک کیا جاتا تو اسکی ارادی حرکت اور طبعی حرکت میں مخالفت ہوتی اسلئے کہ ارادی حرکت فک اسفل کی جانب فوق ہے اور طبعی حرکت فک اسفل کی طرف اسفل ہے اور چونکہ تسلیح کاٹنے اور چابنے کی قوت کا زیادہ محتاج تھا لہذا اسکی دانت اوپر نیچے کے مثل آہ کے بنائے گئے تاکہ ایک کے زوائد دوسرے کے گڑھوں میں داخل ہو جائیں پس یہ حکمت بھی اسی حکیم مطلق کا فعل ہے۔

دلیل (۲۷۸) فک اسفل تین حرکت کا محتاج ہے ایک کھولنے کی حرکت دوسری بند کرنے کی تیسری چابنے کی کہوت کی حرکت۔ فک اسفل نیچے اترتا ہے اور بند کرنے میں اوپر چڑھتا ہے اور چابنے میں دونوں جانب گھومتا اور میلان کرتا ہے پس بند کرنے کے عضلات اوپر سے اترتا چابنے میں تاکہ جب وہ اوپر کی طرف منقبض ہوں تو منہ بند ہو جاوے اور کھولنے کے واسطے عضلات نیچے سے اوپر صعود کریں تاکہ نیچے کی طرف انقباض کر نیسے منہ کھل جاوے اور چابنے کو واسطے عضلات مورب یعنی کج رکھے ہوں تاکہ دونوں جانب حرکت ہو سکے لہذا بند کرنے کے لئے دو عضلے پیدا کئے گئے ایک سیدھی کنپٹی سے اور دوسرا بائیں سے اترتا ہے اور یہ دونوں عضلے انسان کے جڑے میں چھپوٹے اور نرم بنبت دوسرے حیوانات کی سیدھی کنپٹی کے ہیں کیونکہ ہر حیوان کا جب انسان کے جڑے سے مقابلہ کیا جاوے تو وہ زیادہ عظیم اور ثقیل بنبت انسان کی پایا جاوے گا اسلئے انسان کا کھانا انسان سے تیار کر دہ نرم ہوتا ہے اور اسکا جڑ سخت حرکت کا محتاج نہیں تاکہ انسان کا فک اسفل اور اس کے عضلات سخت بنے جاوے البتہ حیوانوں میں کاٹنے چابنے کی بڑی قوت درکار ہے پھر حفظ و حکمت الہی نے ان دونوں عضلوں کو نرم و جین کی ہڈی میں جو نیچے پر نہیں محفوظ اور مستر کیا کیونکہ انکی نرمی کی وجہ سے جو قرب فاع کی باعث ہو اور بسبب مشارکت دونوں کے دماغ سے آفات و وجع عارض ہونے سے سراسر وغیرہ کا خوف تھا اسلئے انکو چھپا ہوا زو جین کی ہڈیوں کے نیچے رکھا گیا اور ان دونوں عضلوں کا تر عظیم کنارہ فک اسفل پر لگا یا گیا تاکہ وتر کے تشنج سے فک اسفل اوپر کو اٹھ جاوے۔ علاوہ برین ان دونوں عضلوں اعانت کیواسطے دو عضلے اور داخل دھن میں لگا دئے گئے تاکہ نرمی اور صغریٰ تلافی ہو جاوے اور کھولنے کیواسطے دو عضلے اکڑ لگائے گئے اور چونکہ منشا انکی لیف کا خلف گوش تھا اسلئے وہ ہر عضلہ ہر طرف کر دیا اسطرح کہ بیچ میں وتر کر کے پھر عضلہ نیکیا ہے پھر وہ دونوں اپنے وتر سے وسط ذقن میں لگے ہیں تاکہ جب وہ کشین تو فک اسفل کو خلف کی طرف حرکت ہو اور منہ کھل جاوے۔ اور چابنے کیواسطے بھی دو عضلے مثلث شکل کے دونوں طرف میں رکھے گئے کہ ایک زادیہ اور اسکا خیار اور دوسرا زادیہ فک اسفل میں اور تیسرا زادیہ کنپٹی میں رکھا گیا تاکہ مختلف حرکات پر قدرت ہو اور حرکت چابنے کی حاصل ہو پس یہ عنایت اور رافت اور حکمت اور اسرار اور بایکٹین اور صنعتیں سب جزاں حکمت واسرار کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۷۹) چونکہ سر محل حواس ہے جو بدن کیواسطے مثل جو اس میں اسلئے سر کو مختلف جہات کے طرف حرکت کرنے کی قدرت دی گئی تاکہ ہر طرف سے اشیاء پر مطلع ہو جاوے اور بعض حرکات سر کے خاص ہیں اور بعض حرکات اس کے ہمراہ

گردن کے ہن پر ہر ایک یا اگلی جانب ہوگی یا پچھلی جانب یا مین یا بیار او مین و بیار کی حرکت سے حرکت انقلابی بطور استدارہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور سر کو بلا شرکت گردن کے اگلی جانب جھکا کر نیوالے عضلے مین اگر ایک عضلہ کھینچتا ہے تو سر او کی طرف جھکتا ہے اور جو دونوں عضلے سمیت مین تو سر برابر جھکتا ہے اور جو عضلات کہ سر کو مع گردن کے اگلی جانب جھکاتے ہن وہ بھی یعنی مجرے طعام کو نیچے رکھے ہوئے ہن اور صرف سر کو پچھلی طرف پلٹا نیوالے چار زوج عضلات کی مین اور جو عضلات کہ سر کو مع گردن کو پچھلی طرف لیٹا تو مین وہ بھی چار جوڑ مین اور جو عضلات مین و بیار کے طرف حرکت دیتی ہن وہ دونوں طرف مین چار مین کہ ان چاروں کو جو شخ کرتا ہو او کی طرف سر حرکت کرتا ہو اور جو دونوں ایک طرف کی حرکت کریں تو سر برابر او کی طرف بلا تو یہ مائل ہوتا ہو پس اس کے بعد اعلیٰ بھی وہی سبب الاسباب باری تعالیٰ ہے۔

دلیل (۲۸۰) مجرے طعام کو مجرے نفس کو نیچے چند جوہ سے رکھا گیا ہو ایک یہ کہ مجرے ہوا کا وسط یہ متصل ہونا ضروری تمام اجزا میں مین ہو برابر نفوذ کرے اور جب ہو سکتا ہو کہ جب اس مجرے کو اگلی جانب کھا جاوے تاکہ یہ کہ مقابل ہو دوسرے کی لاندہ کی جانب گرم زیادہ ہو اور ہوا داخل ہو تو الی سر چاہے پس اگر اس کو اندر کی طرف رکھا جاتا تو یہ غرض حاصل نہ ہوتی تیسرے یہ کہ مجرے ہوا محتاج ہے کہ اعلیٰ تجوہ مین ہو اور جوہ اس امر کا محتاج ہے کہ او کی تجویف وسیع ہوتا کہ ہو اگر شیر کی گنجائش ہو اور اعلیٰ گردن کا تنگ ہے لہذا مجرے ہوا اگلی جانب ہونا ضرور ہوا تاکہ اس طرف تمدد و اس کا آسان ہو اور جو اندر کی طرف ہوتا اتنی وسعت نہ پاتا پس یہ حکمت اور صنعت اور عنایت اور رحمت بھی او کی بدولت ہو جس نے عقل و شعور پیدا کیا ہے۔

دلیل (۲۸۱) مجرے ہوا کا جس کو تجوہ کہتے ہن تین غضروف ہی کہ ہر ایک غضروف گردن مین ذوق کے نیچے محسوس ہوتا ہے اور سکا نام ورتی ہے اور دوسرا غضروف او کے مقابل مین پچھلی طرف لگا ہوا ہے اور سکا نام لا اسم لہ اسم ہے ان دو غضروف کے ملنے سے شکل حلقہ پیدا ہوئی ہے جس سے تجوہ کا موٹھ بنا ہے اور تیسرا غضروف جس کا نام کسی سے مثل سر پوش کے پچھلے غضروف ہے جس کا نام لا اسم لہ اسم ہے متصل ہے اور اگلے غضروف ہی جس کا نام ورتی ہے اتصال مین رکھتا مگر اس وقت جبکہ کوئی شے کھائی جائے تو وہ ورتی پر گر کر موٹھ کو تجوہ کی بند کر دیتا ہے تاکہ کوئی شے مجرے نفس مین نہ جائے یا وہ پس اگر یہ مجرے کھلا رہتا تو کھانا مینیا مین چلا جاتا اور کھانا مین پیدا ہو جاتی جب تک وہ شے خارج نہ ہوتی انسان مین رہتا لہذا مجرے نفس کو ایسا پیدا کیا گیا کہ وقت نفوذ ناکول و مشروب کے وہ بند ہو جاوے اور دوسرے اوقات مین کھلا رہے تاکہ ہوا کی آمد و رفت ممکن ہو اور صرف اون دو پر کھانا نہ کی کہ یہ کہ غضروف بسا اوقات بند ہونے اور کھلنے مین اطاعت نھین کرتا لہذا سر پوش بھی او پر لگایا گیا اور غضروف کا سر پوش اسلئے مقرر کیا کہ اگر اس سر پوش ہوتا تو لقمہ کے نقل سے مڑ جاتا اور کھانا یا پانی اندر چلا جاتا اور جہ زیادہ سخت غضروف ہی ہوتا تو او اطراف کا مڑ کر پورا ایک جانا دشوار ہوتا اسلئے غضروف بنایا گیا پھر عجب طرح سے او کو پچھلے غضروف سے مربوط دیا گیا جس سے بڑی ہی حکمت اور دانائی اور عظمت اور کبریائی صانع مطلق کی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ غضروف لا اسم مین دوز اند سے

مثل گھٹائیوں کے پیدا کیے اور غضروف کی مین دو گڑھے بنائے گئے جنکے اندر وہ زائدے داخل رہتے ہیں یہاں کو رو ابط سے مضبوط کر دیا گیا تاکہ باہر نہ نکلین اور جو ایک زائدہ اور ایک گڑھا ہو تو ایک نایک جانب بند ہوتے وقت کھل جاتی اور اوٹھ جاتی جبکہ اندر سے ہوا کا زور ہوتا اور کبھی مین مٹاک بنائے گئے اور لا اسم مین زائدہ کے گئے اور اسکے برعکس نہیں کیا گیا تاکہ زائدہ وقت بند ہوئیے کے نفرو نہیں خوب داخل مین اور اطباق قوی ہو اور جو لا اسم مین نفور سے بنائے جاتی تو وقت ٹوٹنے کو زائدہ کی کے نفرو مین پورے پورے داخل نہ ہوتے اور ایک غضروف دوسرے کے مابین متصل نہ ہوتا اور اطباق مین ضعف واقع ہوتا پس ججزہ کا موٹھ درقی اور لا اسم لہ کے باہم ملنے اور تباعد سے تنگ ہوتا ہے اور کہتا ہے اور کبھی کے درقی پر گرنے یا جدا ہونے سے وہ موٹھ بالکل بند ہو جاتا ہے یا کھل جاتا ہے وقتاً راک اندا حسن الخالقین۔ تمام وجوہ مین نہایت اختصار کیا جاتا ہے ورنہ کتاب بڑی ضخیم اور غوامض کی وجہ سے نہایت مشکل ہو جاتی۔

دلیل (۲۸۲) ایک ہڈی آگے ججزہ کے رکھی ہوئی ہے جبکہ عظم لامی کہتے ہیں وہ اسلئے پیدا کی گئی ہے کہ ججزہ کے عضلات اور پرہر وہ کرین کیونکہ عضلات کی واسطے وقت سر کیا کہ وہ عضو ضرور ہے جس سے ایالیاف ٹکڑے عضلات داخل ہو رہے ہوں اور گردن اور ججزہ کی ہڈیوں میں بعد تھیں دوسرے اونکی وضع بھی عضلات کی مناسب تھی اسلئے جدا ہڈی بنا کر اس سے ریشے نکال گئے تاکہ عضلات بڑے بعد ان ریشوں کو اس ہڈی قریب سے وقت تحریک ججزہ و زبان کی شک کے سکین پھر چونکہ ججزہ کی حرکات کو واسطے عضلات کا ہونا ضرور ہے لہذا واسطے کھولنے اور بند کرنے کے جدا جدا عضلات بڑی حکمت سے لگائی گئے ہیں کہ مافوق آن متصور نیست۔ علی ہذا قصہ یہ دمری پر بھی عضلات لگائے گئے ہیں تاکہ قصہ ریر کو تنگ کر سکین اور جو لے طعام میں طعام کو جذب کرنے میں اعانت کریں۔ پس اس قدر مینا کاری جو جناب باری عز اسمہ کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۸۳) زبان مین نوعین ہیں دو عضلے دونوں کناروں پر مین تاکہ زبان کو عرض میں حرکت دیں اور دو عضلے وسط زبان مین ہیں جب وہ شستے ہیں تو زبان بھی سمٹ جاتی ہے اور جب وہ دراز ہوتے ہیں تو زبان بھی لمبی ہو جاتی ہے اور دو عضلے اول دوم قسم کے عضلات کو وسط مین ہیں وہ زبان کو ٹیڑھی حرکت دیتی ہیں اور دو عضلے ان عضلات مذکورہ کے نیچے ہیں وہ زبان کو اوپر کی طرف قلب کرتے ہیں اور ایک عضلہ عظم لامی سے متصل ہے کہ زبان کو طرف عظم لامی کے اور عظم لامی کو طرف زبان کو لاتا ہے اور بعض کے نزدیک عضلہ طولی ہی اس کام کو کرتا ہے وہ اس عضلہ کے قائل نہیں اونکے نزدیک زبان کے طرف آٹھ عضلے ہیں علی ہذا گردن پر چار عضلے رکھے ہوئے ہیں جنکی وجہ سے گردن خاص کی حرکت بجانب مین و بسیار دورانی ہے اور چاروں عضلے تنجے ہوں تو گردن سیدھی کھڑی رہتی ہے۔ ذرا غور کا مقام ہے کہ یہ حکمت کس کا کام ہے۔

دلیل (۲۸۴) سینہ کی انبساطی و انقباضی حرکت کی واسطے عضلات کثیرہ پیدا کئے گئے ہیں بعض صرف لمبے کیلئے اور بعض قبض کیلئے بعض قبض و بسط دونوں کی واسطے ہیں عضلات باسط نوہن جن مین حجاب بھی داخل ہے سو اسے حجاب کے جملہ

عضلات باسط خارج اضلاع میں لگے ہیں اور حجاب داخل اضلاع میں ہے جو درمیان اعضا غذا و اعضا تنفس کو اجازت دینا واقع ہوئی ہے اور آلات تنفس کی حفاظت کرتی ہے اور بخارات اغذیہ کو اعضا شریف کی طرف صعود کرنے سے مانع آتی ہے اگرچہ حجاب تہوی تو انسان کو ان بخارات سے ہمیشہ نوازہوا کرتی لہذا اس حجاب کو عضلات تنفس میں سب سے اشراف کہا گیا ہے کیونکہ وقت خواب اور بیداری کے بقدر یہی حجاب کو سانس اور دم جاری رہتا ہے اور یہ حجاب پچھلی طرف سے پیٹ کے کیواسطے اور اگلی جانب سے معدہ کیواسطے مکان وسیع کرتی ہے اور اخراج نفل کا ماحول اور اخراج جنین وقت ولادت کی آسکے اعانت سے ہوتا ہے اس کا نشا آخر عظم تنص یعنی سینہ ہوتا ہے دونوں طرف نفل میں مڑی ہوئی گئی ہے اور بارہویں فقرہ صلب سے متصل ہوئی ہے اور یہ حجاب وسط میں وتر می اور جانب میں لحمی ہے اور اسپر موٹی چھلی لگی ہوئی ہے اس میں حرکت ارادہ اور قوت تسخیر ہے کہ جب انسان میں ارادہ نہ ہو تو یہ عضلہ قائم جمیع عضلات کی ہو کر تنفس جاری رکھو۔ اور عضلات قلابضہ بھی تو ہیں ایک حجاب جو بالعرض قبض صدر کرتی ہے اور آٹھ عضلات داخل اضلاع میں رکھی ہوئے ہیں۔ اور جو عضلات دونوں کام کرتے ہیں یعنی قبض و بسط وہ اٹھاسی ہیں کیونکہ ہر دو ضلع کے دریا چار عضلے ہیں جبکہ ایک عضلہ ہونیکا گمان کیا جاتا ہے اور اضلاع چوبیس ہیں جبکہ اطراف میں عضلات نہیں ہیں دونوں جگہ گیارہ گیارہ عضلے ہوتے اور ہر عضلہ واقع میں چار عضلے ہیں ان سب کی تفصیل کیواسطے دفتر چاہئے پس غور و فکر کا مقام ہے جبکہ ذرا بھی عقل سلیم ہے وہ صانع حقیقی کا کیونکر انکار کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۸۵) بازو کے عضلات چند اقسام میں ایک قسم جسکے تین عضلے ہیں صدر سے بازو کی طرف آئے ہیں اور اوکو اسفل کی جانب جذب کرتے ہیں اور صدر سے قریب کرتے ہیں اور دو عضلے ہیں جو بازو کو پچھلی طرف جذب کرتے ہیں اور پانچ عضلات ہیں جو بازو کو اوپر کی طرف سے میلان انسی یا جشی کی جانب اٹھاتے ہیں پھر ہر ایک کا نشا جدا دوسرے سے کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل بجز صانع حکیم کے دوسرے کا نہیں کیونکہ اس سے بہتر مقام اور موضع جو عطا ہوا ہے کسی عاقل کی عقل نہیں پہنچ سکتی۔

دلیل (۲۸۶) ساعد کیواسطے بسط کرنے والے عضلات دو ہیں کیونکہ ایک فرد تو انسی جانب کی طرف اور دوسرا فردی جانب کی طرف ساعد کو بسط کرتا ہے اور قبض کرنے والے عضلات بھی دو ہیں جو اس طرح داخل اور خارج کی طرف قبض ساعد کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا قلب کرنے والے اور اوہدہ کرنے والے بھی دو دو عضلے ہیں۔

دلیل (۲۸۷) ریشہ یعنی پہنچنے کی حرکت بھی بذریعہ عضلات باسط و قلابضہ و اطعمہ و کا تب ہے جن میں تین عضلے باسط و ترین قلابضہ ہیں جو فعل کب و بسط بھی کرتے ہیں اور انگلیوں کی عضلات بعض صغیر ہیں اور بعض ساعد میں رکھے ہوئے ہیں جسکے اوتار طویل ہیں پانچ عضلات واسطے بسط کرنے پانچ انگلیوں کی ہیں اور داخل کی طرف مائل کرنے والے عضلات ابهام اور خنصر میں دو دو اور باقی انگلیوں میں ایک ایک ہے اور قبض کرنے والے ہر انگلی کے چار چار عضلات ہیں اور فوق کی طرف مائل کرنے والے پانچ ہیں پانچ عضلات ہیں ہر ایک کا نشا اور فعل جدا جدا یا بطور محادنت کے ہے ہر غرض جو انداز رکھا ہو وہ بجز حق تعالیٰ کے

کسی دوسرے مکن نہیں۔

دلیل (۲۸۸) اگر مرد دونوں جانب نقار کی ایک ایک طویلہ عضلہ جکالیف تیس فقرہ و نو دونوں طرف ہو کہ ہر فقرہ سے ایک لیف نکل کر عضلہ واحد بن گیا ہے رکھا ہوا ہے اوس سے کمر کا اگلے پچھلی طرف حرکت کرنا بڑی دلیل صلہ رحیم و کریم کی حکمت بالغہ پر ہے و فی النفس صفا فلا تبصرون۔

دلیل (۲۸۹) پیٹ پر آٹھ عضلات ہیں جن کا فائدہ یہ ہے کہ بول و براز و حین و امساک نفس و قے میں اعانت کرتے ہیں کیونکہ بول کو رقیق سہل الانقاع ہے مگر چونکہ گردن مثانہ بجانب بالا ہوا اسلئے اوس کا نکلنا دشوار ہے جب تک کہ عضلات بطن اعانہ کریں اور اوپر کی جانب گردن کو اسلئے رکھا گیا ہے تاکہ بول وقت ارادہ دفع تک رکھا رہے اور براز میں اعانت اسلئے ہے کہ آنتیں بہت پیچیدہ ہیں قوت قویہ دانیوالے کے محتاج ہیں تاکہ اوس کا فضلہ سہل ہو خصوصاً جبکہ بذریعہ ماسارہا کے رطوبت اور کسے جذب ہو کر خشک براز ہو گیا ہو اور حین میں اسلئے کہ وہ اپنے نکلنے میں تھکے ہوئی قوت کا محتاج ہو تاکہ مخرج وسیع ہو۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حجاب خارجہ کیلئے یہ عضلات وقت انقباض کو اعانت کرتے ہیں کیونکہ عضلات انقباض عضلات انقباض کم ہیں اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ عضلات معدہ اور امعاء کو گرم رکھتے ہیں اور ہضم پر اعانت کرتے ہیں اور حر و برود خارجی کو مانع ہیں احتشاک کے محافظ ہیں پھر ان ہی صورت بدن بھی خوب مناسب ہو اگر یہ عضلات نہ ہوتے تو سینہ اور بطن میں مناسبت نہ ہوتی جس سے شکل بری معلوم ہوتی مثل ہزال والوں کو ان میں سے ایک جوڑا عضلہ کا پیٹ پر طول میں اور ایک جوڑا عرض میں رکھا ہوا ہے جس سے شکل صلیبی پیدا ہوتی ہے اور ایک بجانب میں اور ایک بجانب میں تھیں شکل صلیبی رکھا ہوا ہے اور طولانی زوج عرضی زوج کے اوپر اور وادی دونوں زوج طولانی زوج پر واقع ہیں کیونکہ ایسی وضع ہر طرف سے جذب کر نیکی لئے نہایت مناسب مضبوط ہوتی ہے۔

دلیل (۲۹۰) مردوں کے حصیوں میں چار عضلات اور عورتوں میں دو عضلات ہوتی ہیں اور کچھ فوائد میں ایک یہ برود حر خارجی سے اوس کو محفوظ رکھے دوسرے یہ کہ اوس کو متروخی زیادہ عادت نہ ہونے دے اور نیز بوجہ لحمی جو کچھ خراج منی پر اعانت کریں اور عورتوں میں دو عضلے اسلئے رکھے گئے کہ اور کچھ حصیہ اندر کی جانب ہوتی ہیں باہر لٹکے ہوئے نہیں ہیں جیسا کہ مردوں کے ہیں تاکہ زیادہ عضلات کی حاجت پڑے اور نشانہ پر ایک عضلہ جو اوس کی موخہ کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور فائدہ یہ ہے کہ وہ بول کو وقت ارادہ تک روکے کہے کیونکہ اگر مثل میل اور پسینہ کی ہر وقت بول خارج ہوتا تو کراہیت اور نفرت پیدا ہوتی اسلئے حکمت الہیہ کا اقتضا ہوا کہ اول گرد و نہن و موی مائیت نیچے بعد از ان نشانہ پر جبکہ گردے اوس کا خون اپنی غذا کی واسطے لے لیں وہ مائیت صرفہ کر کے جمع رہے پس عضلہ اوس کا متروخی ہوا اور عضلات بطن بھی اوسکی اعانت کریں تو بھرے کثادہ ہو کر بول نکل جاوے پس ہر ایک حرکت کی واسطے جو ارادی ہو عضلات کا وسیلہ حکمت الہیہ نہیں تو پھر کیا ہے۔

دلیل (۲۹۱) قضیب کے حرکت دینے والے دو عضلے دونوں جانب طول میں رکھے ہوئے ہیں جب متروخی کرتے ہیں تو

سج ہو جاتا ہے اور غصہ مستقیم ہو کر فروغ میں پہل ہو تا ہے اور دو عضلے جو کھاننا عظم عامہ ہی اصل قصبہ میں ورا بی شکل پر متصل ہیں جب وہ کھڑے
 ہیں تو ان کے سلسلے سیدھا ہو جاتا ہے اور قعدہ کے موخر پر ایک عضلہ ہی جو لحم قعدہ ہی ایسا مختلط ہے کہ تیز و شل و پستل عضلات لب کر او کو قصبہ
 کو نیچے براز خارج ہوتا ہے اور ایک عضلہ مستدیر اس کی اندر جانب میں ہے جس کے دو طرفین اصل قصبہ پر متصل ہیں وہ اس غرض کی لگا لگا ہے
 وقت قائم ہونے کے اتنا سلسلے کہ قعدہ کو تنگ کر دے تاکہ وقت جملہ کو براز خارج نہ ہو کیونکہ جامی حرکت کی قوی مسترخ اور ضعیف ہو کر بہتر
 شروع براز بارادہ نہ ہو ایسے جب یہ عضلہ مسترخ ہو جاتا ہے تو مرض عذیو کا عارض ہوتا ہے خصوصاً ایسی شخص کو جس کی حرص جامی قوی ہو اور ایک
 نوع عضلہ کا اون دونوں عضلوں کی اوپر وریب لگا ہوا ہے اس غرض کو کہ قعدہ کو جانب بالا اٹھائے دی اور دھیلانے ہونے دی۔ ایسے
 جب وہ مسترخ ہوتی ہیں تو خروج قعدہ کا عارضہ پیدا ہو جاتا ہے اور دو عضلے اس وجہ سے کہ لٹھانا عضلہ کا دشوار ہے۔ اٹھانے والے زمین قوت
 درکار ہے اور دو سرفاۃ یہ بھی ہے کہ اگر ایک میں آفت آوے تو دوسرا کچھ کام دیکھے ہر چیز ہر عضلات ثابت حاصل کیلئے کافی دلیل ہے مگر
 واسطے اختصار کو ایک ایک دلیل میں چند چند عضلات مذکور ہیں۔ والاعاقل تکفیه الاشارہ والکناۃ

دلیل (۲۹۲) چونکہ ان کا بطن و قبضہ دوسری حرکات سے اشراف ہے اور بطن کی حرکت قبض کی حرکت سے اشراف ہے کہ چونکہ قبض میں صرف بند
 اور قعدہ ٹھانا پڑتا ہے اور قیام و راعنا والیہ کا اٹھانا بوجہ بطن کی ہی لہذا عضلات لب عضلات قبض سے قوی تر بنا ہو گیا اور عضلات قبض دوسرے
 عضلات سے قوی ہو گئے ہیں یہ عضلات مجعدہ کا وجہ ہے کہ چونکہ عضلہ کا بعد کرنا زیادہ دشوار ہے اسلئے کہ زمین طبیعت کی مخالفت زیادہ ہے پھر قوت
 کرنا بڑے عضلات ہیں اسلئے کہ زمین پٹھانی اٹھانے کی حاجت پڑتی ہے برخلاف دیرہ عضلات کو کہ وہ چند ان قوی نہیں اسلئے کہ ان میں زیادہ حرکت
 کی حاجت نہیں اور عضلات باسطہ پانچ ہیں اور عضلات قابضہ چار اور عضلات مقرب بعض ان کی باسطہ و قابضہ میں داخل ہیں ان کے عضلات خاص
 اور عضلات مجعدہ دو ہیں اور دیر یعنی ان کے ہاں ہوا بھی دو عضلے ہیں ایسے پٹھانی کی باسطہ حرکت دیرہ الی پانچ عضلات باسطہ اور پانچ قابضہ
 اور ان کے افعال اور ناشی کتب معلوم ہیں بکثرت سے معلوم ہو گا کہ قعدہ صانع حقیقی کی حکمت عجیبہ و غریب ہے۔

دلیل (۲۹۳) قدم کے اٹھانے اور دو عضلے میں اور قدم کو جب کانیولے پانچ ہیں کیونکہ لب کرنے میں تمام بدن اٹھانا پڑتا ہے قوت
 شدیدہ کا محتاج ہے اور ایک عضلہ کا ان میں سے دو برابر قدم میں بچھا ہوا ہے تاکہ اس کا جس کا فائدہ دی اور بالکرکٹ سے سوانے ہو جائے پھر عضلات میں کانی
 اس وجہ سے کہ ان میں ٹھکی ہو عضلات مسکا مانع آتا ہے اور قدم کی اٹھانے کو قابض عضلات زیادہ رکھتی ہیں کیونکہ نافع حرکت قدم میں قبض کی ہی نہیں
 جماعہ عضلات بدن کو ایسا دوتیس ہیں گویا انہی باکین میں جمہ قہم کی حرکت دیتی ہے تیار میں صرف ارادہ آدمی کا کافی ہے جس باک کو چاہے حرکت
 او کو سبب وہ عضو متحرک ہو گا گو انسان کو معلوم نہیں کہ وہ کس عضلہ کو طمان حرکت کیوں کر لادے لیکن مسکافیاض لازمی رحمت کاملہ تمام عضلات
 کو انسان کو ارادہ میں کر دیا ہے۔ ارادہ ہوتے ہی وہ عضو بھی حرکت چاہو دی گئی ہے۔ حالانکہ انسان عضلات کی تفصیل اور افعال سے ناواقف
 ہے یہیں آپ ہی انصاف کیجئے کہ ان اشیاء کو کہ انسان پیدا کیا اور کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر جہ فاعلہ و دھلا صراط مستقیم
 دلیل (۲۹۴) پچھلے جہ مانع اور نفع سے واسطی جس حرکت عضلات میں ہیں اور عضلات کراش پڑیں اور ان کو فائدہ نہیں ہے

بالذات یعنی اولی خلقت سیلابی غرض پر اور دوسرا فائدہ بالعرض یعنی خلقت سیلابی دو فائدہ بھی ہو جو اول مقصود نہیں بلکہ ثانیاً اگر
پس بالذات فائدہ تو یہ ہے کہ اگر وہ اسطرح سے دماغ یا شجاع تمام اعضاء کو حس و حرکت دے اور بالعرض فائدہ یہ ہے کہ گوشت کو مضبوط اور بدن کو
توہی کرین اور جن اعضاء جس شخص میں شکر و شلی و پھسپی کے جب اوپر درم طریاح پیدا ہو کہ تدویرین تو جھلی کو ذریعہ ہو جو ان پر لپٹی
ہوئی ہو اور اک آفات ہو جو اسے پھر ایک عنایت خاص باری تعالیٰ کی ان اعضاء سے متعلق ہو جو احتیاط کی طرف نزل ہوئی ہیں وہ یہ کہ اون
ایک جرم جھلی دار لپٹا گیا جس میں زیادہ مضبوط ہو گئی ہیں اور تین مقام پر ہیں ایک منجھوہ دوسرے اصول اضلاع تیسرے جلیکے مقام صدر سے
اوسنے تیار کیا ہو اور دماغی عصاب اسکو تجویز کر کے اشتہار کو احساس کی زیادہ حاجت ہو تاکہ نانی اور نشت ہو جو ان پر وارد ہو تیز حال
اور چونکہ دماغی عصاب بنسبت شجاعی عصاب کو زیادہ نرم ہیں لہذا در پچائیکے واسطے احتکام ضروری اور عصاب کم کلین ایک افادہ حرکت
ہیں دوسرا فائدہ حرکت کرتی ہیں پس چونکہ واسطے افادہ نفس کو اس اور ملاقات جس پیدا ہوتی ہو انکو مضبوط و مستقیم عضو مقصود تک پہنچایا
گیا ہے اور عصاب حرکت کو پھیل کر کے عضو مقصود تک بھیجا گیا ہے تاکہ دوری میں صلابت قبول کر لیں پھر ہر ایک قسم کی اعانت اور کوشش
بھی کی ہو کیونکہ اکثر عصاب جس مقدم دماغ سے جو زیادہ نرم و پختہ ہیں اور اکثر عصاب حرکت کو مشغول ہے جو ذرا سخت ہو تا ہوا ہوتا ہے
یکت اور نریدم اور یہ رفت پھر حکیم حکیم قادر مختار رحیم روف کریم کے کون کر سکتا ہے۔

دلیل (۲۹۵) دماغ سے سات جوڑ ٹھون کو دونوں طرف نکلی پہلا جوڑ دماغ کے دو بطن مقدم قریب زائد تر ہے کہ جو قوت شاکر
واسطے اسے بین بظاہر سیدہ بائیں جانب اور بائیں سیدی طرف مائل ہو کر دونوں عصب لگے ہیں اور کوشش کو مجمع النور کہتے ہیں پھر سیدہ
سیدہ طرف اور بائیں بائیں جانب مائل ہو کر دونوں انگلیہ میں رطوبت جلیدیہ تک پہنچا ہے جو اشرف اجزا آخرت ہے اور جو اس جوڑ
کے کوئی عصب بخوف نہیں بنایا گیا تاکہ روح باصرہ اوس میں نفوذ کر سکے اور شیخ سجاد اوس میں باقی رہے اور وہ انہیں اسلئے بنائی گئیں کہ اگر
ایک میں آفت عارض ہو تو دوسری اوسکو قائم مقام ہو جائے اور دونوں میں کچھ بعد رکھا گیا اسلئے کہ اگر ایک مقام میں ملی ہوئی ہوں
ایک ہو دوسری میں آفت اغلب سرایت کر جائے اور ان دونوں ٹھون کو وسط میں ملا کر ایک جگہ مشترک بنائی گئی کیونکہ داخل دماغ میں ایک
مقام مشترک ممکن نہیں اسلئے کہ قوی دماغ اس کے اوس شاکر اور اک کرتی ہیں جسکو حواس ظاہرہ و اولیٰ کیا ہوا جسکو حواس ظاہرہ اور اولیٰ
نہیں کرتے اور اسکا انداز قوی داخلی ہو ممکن نہیں لہذا ضروری ہے کہ وہ دونوں پٹھے دونوں انگلیہ کو طرف سیدیہ نہ جائیں بلکہ بطور والی میڈ
جاکر وسط مشترک میں نہ جائیں اور وہ دونوں سوراخ ایک بن جائیں اور اس مقام مشترک میں قوت باصرہ ہو تاکہ وہ دونوں شیخ ایک نظر اور
اور دماغ سالہ جبکہ ایک حقدہ ہند ہو جائے تو دوسرے حد میں آجادی اور اولیٰ کا اعضاء زیادہ ہو جائے واسطے جب ایک آنکھ بند کی جائے تو دوسری
ابصار قوی ہو جائے اور یہاں میں بعض کو ایک کو دوسری قوت مدد تنظیم بھی حاصل ہوتا ہے اور دونوں کا فون میں مقام مشترک اس وجہ
نہیں کہ ہر ایک صورت کا اور اک ترتیب اجزا ہر ایک فہم جلیست نہیں یعنی جاتی مثلاً زمین زراعت اور دال کیے بعد دیگرے سموات
ہو تو زمین لہذا سماعت میں اشتباہ نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ایک سماعت ہو اور دوسری بصرات کی گند میں اگر وہ دونوں آنکھ سے

دو شج ایک شکی جاوین تو دو شے معلوم ہوگی اسی لئے مجمع النور وسط میں رکھنے کی آنکھوں میں ضرورت ہوئی اور سب اجزاء میں
چونکہ آنکھ کا ذکر کیا ہے لہذا اس کی تشریح بھی سماعت فرمائے وہ یہ کہ عصبہ مجوفہ دو جلیو نسو لپٹا ہوا آنکھ میں داخل ہوتا ہے تینوں
اجزاء اس کے ہلکے بعض بعض کو محیط ہوا ہے پس موٹی جھلی جو اوپر لپٹی ہوئی ہنسط ہو کر اس کو طبقہ صلیبہ بنا کر آٹھ کی پٹی سے
متصل ہوا ہے یہی جھلی جو اس لپٹی ہوئی ہنسط ہو کر اس کو طبقہ شیمیہ بنا کر ارض عصبہ مجوفہ کو اساطیس طبقہ شکبہ بنا کر جس سے رطوبت نچا
متصل ہوا اس رطوبت کو متصل طافا صلاطیہ جلیو یہی جو شرف باہر اترے اور رطوبت باہر سے غذائی کو محیطہ شکبہ طافہ کر دیاں جلیو یہاں رطوبت
بسیضہ کو جو جلیو یہ کی غذا کا فضلہ ہے مثل شمع عکسیت رطوبت جلیو یہ پر محیط ہیں تاکہ فضلہ اور غذا اصلی میں فاصلہ کریں اور طبقہ شیمیہ
کے اطراف سے ایک طبقہ بنا کر جس کے اطراف تمام اور وسط مٹا کر جو طبقہ عنیبہ کہتے ہیں اور طبقہ صلیبہ کے اطراف سے طبقہ قرنیہ شفاف بنا کر لیا گیا
ہو جو طبقہ عنیبہ کے رنگ کو ظاہر کرتا ہے پھر سر کے اوپر کی جھلی جو جھک سکتی کہتے ہیں بعد ازاں بڑی بڑی طبقہ قلعہ بنا کر جو سفید نظر آتا ہے اور
طافا ہوا ہے اسی ترتیب حیاں کو وسط بقا سات طبقہ اور قرنیہ رطوبت ہر آنکھ میں ہیں اب غور کا مقام یہ کہ صانع حقیقی نے کیا کیا حکمت
سوا عصارہ انسانی بنائی ہیں۔

دلیل (۲۹۶) دوسرا جو بزرگ کی تسمیہ سوراخ سے نکلا ہے جس میں عصبہ مجوفہ آنکھ میں پہنچا ہے اور ہر فرد اس کی عضلات خیم میں منقسم
ہوئی ہے اور تیسرا جو بزرگ کی تسمیہ سوراخ سے نکلا ہے جو بزرگ اور عجاہ ہو کر ہر فرد اس کی چار شاخ ہو گئی ہے ایک شعبہ اوکھا اتر کر حجاب و مدہ اور اساطیس
میں پھیل گیا ہے اور دوسرا شعبہ ٹھکڑے بیج خامس کے پٹھے سے مل کر طرف رخسارہ اور عضلہ عنیبہ کے اکثر ان دونوں کا آیا ہے اور باقی عضل
صدغین کی طرف آیا ہے اور تیسرا شعبہ ٹھکڑے بیج قسم ہو گیا ہے ایک قسم اس کی باق صغریٰ طرف اہل ہو کر عضلات صدغین و صدغین و صدغین
دوسرے حصہ میں آئی ہے اور تفرق ہوئی ہے اور دوسری قسم باطن انفس میں جا کر اندرونی طبقہ انف میں متفرق ہوئی ہے اور تیسری قسم شعبہ ثانیہ
کی دوسری ہوئی ہے ایک فرع تو اندر دہان کو جا کر دانت اور سٹرون میں گئی ہے اور دوسری فرع رخسارہ اور کنارہ بینی اولیٰ اللامین
ہو اور چوتھا شعبہ زوج ثالث کا سوراخ تک اعلیٰ ہو ٹھکڑے زبان پھیل گیا ہے تاکہ اس کو صحن ذوق و عوارضیہ اس کا سوڑا ہو اور لپ زبیر
میں متفرق ہو جائے اور زوج رابع ٹھکڑے نالو میں پھیل گیا ہے اور زوج خامس کی ہر فرد مضاعف ہو پس ایک فرد اس کی کان کی اندرونی جھلی
میں پھیل گیا ہے جس سے سماعت ہوا اور دوسری فرد یعنی ہر فرد کا دوسرا حصہ جو اولیٰ صغریٰ کان کو سوراخ پیدا کرے ٹھکڑے بیج ثالث کے
عصبہ سے دوسرے ہو گیا ہے پس اکثر اوکھا اطراف رخسارہ و عضلہ عنیبہ میں جو دہان پر گیا ہے اور باقی ان دونوں قسم کا عضلات صدغین میں
اب کچھ اور حکمت بھی سماعت فرمائے کہ تیسرے جوڑ کا چوتھا شعبہ زبان میں اور زوج خامس کو کان میں کیوں پیدا کیا اس لئے کہ
کان تو کپڑے رہنے کا محتاج ہے تاکہ بزرگوں پر اکھوت وصول ہوا اور تاکہ ذوق کا بندر بننا واجب ہے کیونکہ ذوق اور وقت حاصل ہوتا ہے
جبکہ معلوم ہے اجزاء رطوبت تعابیدہاں ہو کر زبان میں سرایت کر رہا لہذا زبان سوکھ کر اندر ہوگی پس اس کے سماعت کا کھٹ ہوتا ہے
اس لئے اس کا خروج ہو کر ذیاب سے کیا گیا ہے جو اصل ہوا تھا کچھ کو عضلات میں ایک عصبہ و مدہ میں کہ عضلات میں دو عصبہ

ہیچے کہ اس لئے کہ سوران زیادہ وسعت کا محتاج ہو تاکہ عصب مجوزہ جو غلط ہو اور عین نفوذ کر سکے اور چونکہ بڑی کٹہر کی پٹے جرم کی ہے
لہذا ان میں زیادہ سوران کا تحمل اختیار خلاف عضلات صغیرین کی کہ وہ زیادہ مضبوطی کو محتاج ہیں زیادہ غلط کو محتاج نہیں بلکہ غلط اور نکلے
انفعال کو نکلانے پر اور نیز انکو عظم جرمی جو بہت ہموار کی تشویش کثیرہ کی تحمل ہو پس ان جگہوں اور مستحقان پر غور فرما کر تیلے کے فیصل اور یہ
صحت کسی ہے و ہو الواحد القہر والہ الامور۔

ولیل (۲۹۷) چھٹا جوڑا عصاب داعی کا یا چون جڑوں کی خوب متصل ہر کہ چھ جڑوں اور ہوا اور تیلے کے ذریعہ کی سوران ہو چکا
لیکن قبل غلطی کو تین اجزا بن گیا ہو کہ وہ سب ایسا اور اس جڑوں کی شکل میں پس ایک قسم بعد خروج کے عضلات حلق و جل زبان میں
آئی ہے تاکہ تحریک زبان میں اتوں جڑوں کی اعانت کرے اور دوسری قسم عضلات کتف کی طرف نازل ہوئی ہو اور اکثر اسکا حرکت
جو کتف پر ہے تاکہ اور یہ قسم اولی قسم سے بڑی اور تیسری قسم سے چھوٹی ہو اور تیسری قسم اشتراک کی طرف نازل ہوئی ہو اور رستہ میں عرق سبائی
سے لگتی ہے جب جگر کے مقابل ہوئی ہو تو اس کے شعبے ان عضلات جگر میں آئے ہیں جنکے سرو پر کی طرف ہیں اور وہ جگر اور اس کے
غضارین اور کی طرف آہٹاتے ہیں پھر جب جگر سے نیچے ہوئی تو اس کے شعبے ان عضلات میں آئے ہیں جنکے سر نیچے کی طرف ہیں اور
جگر کے سرویش کو اسفل کی طرف جذب کرتے ہیں تاکہ ہر جگر کا بند ہو جاوے اور چونکہ یہ شعبے نیچے ہو کر اوپر چڑھے ہیں اس لئے انکو
عصب راجع کہتے ہیں اور یہ شعبے عصاب داعی کو اس لئے جگر کے احاطہ کرنے کو چڑھائے گئے کہ عصاب داعی اگر صعود کی عمارت تو غیر متعین
صعود کرتے لیکن غصوف کی کو اسفل کی طرف بطور حکم جذب کرتے اور چڑھتا جوڑا اس لئے تو بڑا کیا گیا کہ جو عصاب داعی قبل سادس کی ہیں وہ چھٹا
وہ سادس میں منتہی ہو سہم میں اور ساتواں جوڑا گزرنے کے بعد صعود کیا جاتا تو اس چھٹے جوڑے کے سید انزول نہ کرنا بلکہ الاموالہ او سکوت و زب
اور کبھی طاق ہوتی حالانکہ یہ غصوف اپنی جذب میں اتھامت کا محتاج ہو اور چونکہ چڑھانے میں نازل شے کی تساد و ضرورت ہے لہذا شریان عظمی
ان شعبہ کی بندش کر دی گئی تاکہ وقت حرکت کو اوپر بہر و سار و تمام کرے اور بائیں طرف کا شعبہ جس نے اس شریان پر اتھا دیا ہے
مستقیم اور غلیظ ہو کر اوپر لپٹا ہے اور سکودہ سری و طاقت کی حاجت نہیں البتہ جانب میں کا شعبہ جو اس شریان کو لپٹا ہوا ہے وہ سب سب
شعبہ کو اس سے وہ دقیق ہو گیا ہے اور ترقی میں نہیں رہا اس لئے اسکو باہلات میں مضبوط کر دیا گیا ہے تاکہ تلافی افات تصور ہو پھر بائیں
اس عصب راجع کا شاد خدا ہو کر غشیہ حجاب و صند و عضلات ہر دو و قلب و ریہ و اور وہ اور شریان و بائیں میں متفرق ہوا ہے اور بائیں
حجاب صوب میں نفوذ کر کے نوح سادس کے شعبے کی لکڑیوں میں غشیہ اشتراک اور عظم خاصہ میں منتہی ہوئے ہیں اور ساتواں جوڑا
عصب داعی کی لکڑیوں کا عضلہ حرکت کرنا اور عضلہ شکر و زبان غصوف و رقی و عظم لامی کے ہیں یا بائیں اور بائیں کی دوسرے عضلات میں
آتا ہے اور کبھی نہیں آتا سب سے اوپر چڑھتا ہے اور چونکہ زبان عصب حرکت کی طرف محتاج ہوئی اور قبل نوح سادس جملہ ارجاع و وسر
عضلات میں بھیجے گئے اس لئے حرکت زبان کے واسطے ساتواں جوڑا عصب میں کیا گیا کہ وہ رقی زبان کی واسطے رقی ثالث کا شعبہ کیا
ہے پس یہ حلق و صانہ و رقی کی حرکت میں بہت مدد دے گا۔

[illegible]

حجاب میں تفسیر یا تاخیر کیا گیا اور جو دماغ سے حجاب تک اعصاب آتی تو طول مسافت میں ضعیف ہو جاتی اور وسط حجاب میں اعصاب اتصال کو واسطے اس کے متحرک کیا گیا اگر گندہ حجاب پر سب اعصاب متصل ہوتے تو سب یکساں اعتدالی اور مساوی نہ ہوتا اور جو جمیع جوانب سے اتصال ہوتا تو خلاف واجب لازم آتا کیونکہ عضلات اپنی اطراف سے عضو کو حرکت دیتے ہیں اور حجاب کی اطراف یعنی محیط ہی متحرک ہوتا ہو پس انتہائے اعصاب بھی محیط تک چاہئے تاکہ جب محیط تشنج کرے تو حجاب منقبض ہو اور جب محیط سست رہی ہو تو حجاب منبسط ہو جائے اور گندہ کی اتصال اعصاب ہوتا تو یہ غرض پیدا نہ ہوتی اس لئے صنعت صانع حکیم رحمت خالق کریم مقصی ہوئی کہ وسط حجاب کو متعلق کر کے محیط تک انتہائے اعصاب ہو۔ اب بھی انسان انصاف نہ کرے تو وہ جانے۔

دلیل (۲۹۹) فقرات ظہر یعنی پشت کو بارہ جوڑ بنا گئے کی اس طرح کہ اول جوڑ کا اکثر حصہ عضلات منقلع و صلب میں واسطے حرکت دیئے گئے آیا ہے اور باقی حصہ منقلع اول پر آیا ہے اور آٹھ دواں چھ گزین کی ملکہ دونوں دونوں ہاتھ تک پہنچتی ہیں اور ساعد اور کتف کو بھی افادہ حس و حرکت کرتے ہیں اور دو سر جوڑ باقی سے ملکہ عضلہ کتف و عضلات صلب کی طرف آیا ہے پس ان میں سے جو شے کتف کی طرف نہیں آئے وہ عضلات صلب اور عضلات انقلع خالص ہیں اور ان منقلع میں آئے ہیں جو خارج صدر رکھے ہوئے ہیں اور جو اعصاب انہیں سے فقرات انقلع زور سے نکلیں وہ ان عضلات میں آئے ہیں جو درمیان ان منقلع کے رکھی ہوئی ہیں اور عضلات بطن بھی آئے ہیں اور بطن اعصاب کو شعبوں کو ہمراہ شریانیں و اردوہ خالص نکلیں گی ہیں تا اس کو تغذیہ و حیات کا افادہ کریں اور فقرات بطن پہنچے ہیں اور سب اس میں شریک ہیں کہ ایک جز راون کا عضلات صلب ہے اور ایک جز عضلات بطن ہے اور عضلات باطن صلب پر لیکن تین جز ہیں اوپر کے عضب نازل دماغی سے ملے ہیں اور دو جز سافل کو اس سے نہیں ملے لیکن یہ دونوں اپنی بڑے بڑے شے جو طرف ساقین کی پہنچتے اور ان شے جو شے تیسرے جز کا ازواج ثلثہ عالیہ کی اور شے اول اعصاب غرض سے لگیا ہے مگر یہ دونوں شے مفصل درک سے تجاوز نہیں کرتے بلکہ اوہیں متفرق ہو گئی ہیں اور دونوں جز سافل کے شے تہا در کے پٹہ لیون تک پہنچتی ہیں اور اعصاب غرض تین جز ہیں پہلا جز قوی لگیا ہے اور تین جز عصص کے اور ایک جز جو گندہ عظم نشہ نگاہ کی شکل ہے سب کے سب عضلات متعدد و تقصیب اور عضلہ مثانہ و رحم و مثانہ بطن و عظم عاذ میں پہلے ہوئے ہیں۔ پس اس قدر باریک اور دقیق اور حکم اور عجیب و غریب منقلع و باطن و حجاب و حجاب طہر سے لکھا ہوا ہے جو حق بل و علی کے کس کی طاقت ہی جو ایس سے ایس میں لاوے۔

دلیل (۳۰۰) شریانیں جو قلب سے ریح حیوانی اور خون لطیف لیکر تمام اعضا کو پہنچاتے ہیں وہ طبقہ والی بنائی گئی ہیں مگر شریان وریہ کی ایک ہی طبقہ ہے اور وہ طبقہ میں اندرونی طبقہ زیادہ سخت ہے کیونکہ وہ جوہر روح کی حرکت اور میزان و طاقی سے اور حرکت قوی ہونے کی باعث اس کا ظرف مضبوط اور قوی رکنا بہت مناسب ہے اور جب شریان قاعدہ قلب کی شریانیں سے نکلی ہیں اس لئے کہ عجیب ایسین بوجہ قرب جگر کے واسطے جوب غذا کے جگر سے مشغول ہے اور شریانیں ایسے سواد و شریان نکلی ہیں ایک صغیر ہے جبکہ شریان وریہ کی کہتے ہیں وہ درمیان اگر دو فائدہ کیلئے مقسم ہوئی ہے ایک یہ کہ قلب ہوا کا استنشاق

بذر و اس شران کے یہ کوکے اور دوسرے کہ خون کو دل سے یہ کے طرف پہنچا دے تاکہ وہ اسکی غذا ہو اور قلب سے غذا اسلے
 تجویز لگتی تاکہ غذا لطیف اور پختہ ہو چکے کیونکہ یہ کا جو پڑھنا بنا گیا ہے تاکہ حرکات انبساطیہ اور انقباضیہ کا بہرہ لیت قابل ہو
 لہذا غذا اسکی بھی نہایت لطیف اور نضیج ہونا چاہئے اسوجہ سے یہ کی غذا میں ایک حصہ مناسب صفر اور کا شریک ہوتا ہے تاکہ سب
 جرم کے ہوا اور اس شران دریدی کو ایک طبقہ والی جذبہ سے بنایا گیا اول یہ کہ انبساط و انقباض آسان ہو کہ نہ اگر طبقہ
 والی ہوتی تو سخت ہو کہ بہ آسانی بسط و منقبض نہ ہوتی دوسرے یہ کہ یہ کی طرف خون بخاری لطیف کا ترشح آہل ہو تیرے
 وہ حصہ جس میں وہ شران حرکت کرتی ہے نیمف اور نرم ہے اس کے صدمہ کا وقت حرکت کو خوف نہیں اور یہ شرانی جو جگہ سے ٹکڑے و طبقہ
 ہو کر یہ میں آئی ہے اسکا اتصال حرف موخر یہ کی جو پشت کی طرف اہل بصلابت ہے برخلاف شران دریدی کے کسا اسکا اتصال یہ کے
 مقدم جانب میں یہ وہ اس میں نفوذ کرکے غذا لگتی ہے اور جانب مقدم بہ نسبت موخر کے بہت نرم ہے اس میں ایسا کا زیادہ احتمال ہے لہذا اسکا ایک
 طبقہ والی کیا گیا۔ اور دوسری شران کی یہ ہے جس کا نام اوڑلی ہے اس کی اول قلب کی غلیظی ہے دو شعبے اپنی پہچان سے ہیں کہ بڑا شعبہ اسکا کہ قلب
 کو محکوم کا جزا قلب میں متفرق ہوا ہے تاکہ اس کو اجزا قلب میں پہنچا دے۔ اور دوسرا صغیر شعبہ باطن قلب میں جا کر تجلیف میں
 متفرق ہوا ہے۔ پھر بعد ان دو شعبوں کو اوڑلی دو حصہ ہوگی کی ایک بڑا حصہ نیچے کے طرف اور چھوٹا حصہ اوپر کی طرف گیا ہے کہ یہ قلب کی نیچے
 اعضا کشیدہ ہیں اور اس اوڑلی کے مخرج پر تیرہ جھلیں جو قلب کی جھلیوں اور باطون کو ہی ہیں اندر اوڑلی کو داخل قلب کی لگی ہوئی ہیں تاکہ
 اس کے سبب انقباض و انقباض خوب ہو کہ نہ وہ وقت انبساط کے روح دوم کہ قلب کی شران میں ڈال دیتی ہیں اور وقت انقباض کے
 اپنے کناروں کو بند کر لیتی ہیں تاکہ روح دوم قلب کی طرف رجوع نہ کرے پس فرمائے کہ یہی جھلیں اور خفین جو جو سمانہ دھالی کے
 کے علم قدرت میں ہیں حاشا۔

دلیل (۳۰۱) اوڑلی کا جزا صاعد و قسم ہر قسم ہولے بڑی قسم یہ پرکھ کر تی ہوتی تھے تر فون کی طرف چربی کی بہرہ ہو کہ
 جانب امین شری کی جان لحم خون کی ہے تاکہ اوپر لکیر کے تین قسم ہو جاوے اور لحم خود اسے حفاظت عروق منقسم اس مقام کے لگا یا
 ہو اور تین قسم سے دو قسم کو شران میں ساتین کہتے ہیں جو میں دیار گردن کا اور اوچا میں غائرین کے ہر کہ مثل ادنی منقسم ہوئی ہیں تاکہ
 وقت ضرورت ان خود حاصل کریں۔ اور تیسری قسم اضلاع صادق اور چہ فقرات علیا گردن میں متفرق ہو کر کنارہ کف کو زکر گردن و انہو
 میں آئی ہے اور دو قسم ہوئی ہے بڑی قسم وہ چھوٹا طبا، ہاتھ کہ کلائی میں دیکھتے ہیں اور چھوٹی قسم مقابل خضر کے بعض اشخاص میں محسوس
 ہوتی ہے اور چھوٹی قسم اوڑلی صاعد کی مثل کی طرف جا کر مثل انقسم قسم ثالث کو منقسم ہوئی ہے جس صفت ہی اسی صانع تعالیٰ کا فعل ہے۔

دلیل (۳۰۲) ان دو شران کو ساتین اسوجہ سے کہتے ہیں کہ جب ان دو شران کا رستہ بند ہو جائے تو آدھی مثل سلوت کو جو اس اور حرکت
 سے مسئل ہو جائے کہ یہ دو شران روح انسانی کا مادہ دلی کو پہنچاتے ہیں جیسے کہ حیات کو طرف اعضا و توانائی کو پہنچاتے ہیں
 ان کو دایں شاہر کہتے ہیں۔ انہی حرکت بجانب قدام گردن کو قریب دو امین کو منقسم ہوتی ہے اور یہ واحد ان کا گردن کی طرف ہی دو

ہو ایک قسم سے قائم اور ایک سوڑی اور شہر سے ہمیں دو قسم ہے ایک قسم اندرونی جانب میں زبان اور عضلات باطن تک پہنچ گئی ہے
اور دوسری قسم بیرونی جانب میں عضلات صدقین میں ایک شعبہ ہے جو کہ سر صعد کی زبان سے طرف کے شعبہ بلین طرف کے شعبوں
اطراف میں متصل ہوئے ہیں اور ہر قسم سے دو چیز ہوتی ہیں جو کہ اکثر شہر پہلی طرف میں اکثر عضلات مشترکہ راس و قعر میں پھیلائے ہوئے بعض
اور کما مشورہ کے طرف سے متعلق ہیں جو در لانی کے پاس ہر ذیل ہوا ہے اور ہر اجزا اگلی جانب عظم حرجی کو سوراخ سے ٹکرا کر شکبہ کی طرف
گئے ہیں بلکہ ان میں ہر شکبہ کی بنا پر اس طرح کہ اوکی بہت شائین آگے اور پیچھے اور میں اور بیار میں متفرق ہو کر شکبہ میں فشر ہوئی ہے
بہر حال اگر انہیں اجزا انشا و غلیظ کو سوراخ سے باہر نکال دے تو ان کے رقیق محیط و غلیظ میں متفرق بطون و داغ میں لگتا ہے اور وہ اس کے
تسلیم و خضوع سے ہر طرف و درویش کے شعبہ کو جو ہر طرف سے لگتا ہے اور اب اس کے کمان کو چھ لگایا اور عروق و رید کو گھونٹا لگایا
کہ عروق و رید کی ساقی و غلیظ میں اور خون کو اوپر والی میں اور ساقی کی بہتر وضع یہ ہے کہ اوپر و سطح پر کے طرف ہوں تاکہ اگر خون کا اصل ہو
اور عروق شریانیہ جو کہ داغ کو ناکہ روح کا ذی ہیں اور روح لطیف مساعد ہوتی ہے کہ کونکہ اجزا اوہوائیہ و نامیہ اور سپر غالب ہوتے ہیں
لہذا ان کو اتارنے کی حاجت نہیں بلکہ اگر لگایا جاتا تو خون روح زیادہ گر جاتا اور حرکت روح دشوار ہوتی اسلئے کہ اس کی حرکت جانب فوق
پہل ہر اسلئے شکبہ کو راس کے نیچے در میان طری اور فشا غلیظ سے لگایا گیا تاکہ وہ خون مقام ہو کہ در میان خون اور روح گرہا و عروق و
لیکھ کر ہر طرف سے پس انہیں ایسے نوامد و منافع اور باکیسیر اور کستین ہر قسم سے حجاب تعالیٰ شانہ کے کون کر سکتا اور حجاب سکتا ہو۔

وہاں سے اس شریان نازل کا عضو فارسیہ ہے ہر حجاب حجاز کو پاس اغشیہ سے یہ شریان نازل کی بندش ہے یہ وہ صلیب
اوتی ہوئی عظم ہر شکبہ کی ہر طرف سے مقابل میں ایک شعبہ صغیر و رقیق چھوڑتی ہے جو طرف رید میں متفرق ہو لے بلکہ نزدیک ہر عقرہ
جس کو گھنٹی ہوتی ہے ایک شعبہ اپنا چھوڑی ہے جو در میان اضلاع اور شعاع کو پہنچا ہے کہ وہ نہ شعاع بھی جزو داغ ہے نہ بھی رید جزو فی
اور جہاں طریقی کا شل داغ کے محتاج ہے اسلئے بہت شعبہ او کو اندر اس شریان نازل کے ہی میں اور صدر کے نیچے اس شریان سے
دو شریان ٹکرا جاب مل جاتے ہیں وہ بیار میں متفرق ہوتے ہیں ہر ایک کے اوکھا شعبہ ٹکرا ہے شعبوں کو معدہ اور جگر اور طبعی میں
پہلایا ہے اور خاص ملک سے ایک شعبہ شانہ کے طرف بھی لگایا ہے ہر ایک کے چند شعبہ اسکے اطراف و احوال و اوقات اور قوتوں کے
آپس میں چھ اس شریان نازل میں شریان و بیار کہ ہر ذی و بین کی خاص باطن گردہ کو اگر اسکے اطراف اور اطراف میں پہلی ہے
تاکہ اگر قوت حیات سے اوکھ لے کے نہ عصبیت اس میں سے کمال جانب یسا میں ہے اگر شعبہ خاص اس طرف نازل ہوگا
تو کمال کی طاقت و شریان گردہ کا مزاج و این گردہ کے مخالف ہو جائیگا اور اختلاف وہ خون گردہ کے افعال میں لازم آئیگا
اور ای دو شریان و عروق گردہ کی طرف او کو جات و حرارت ہو کر وہی میں ہر شریان بل ہر شریان ٹکرا نہیں کی طرف گئی ہیں ایک

سیدھی طرف اور دوسری بائیں طرف لیکن بائیں طرف آئیوالی پس ہر ایک شعبہ شیران کلید سیری کا ضروری ہے اور سیدی
طرف والی بھی سیدی طرف لگ کر وہ شیران کا شعبہ ہے ہر ایک سے اس لئے کہ جانب ایسر اور دیگر اقسام میں کوئی شیران بین ہوا نہ ہوگی تو
سیدائش میں دونوں پیشین میں برابر ہوگی پس فعل مصورہ کا مختلف ہوجانیکا اور کمانی بنی ہر ایک لہذا بائیں طرف ایک شہزادہ سے تعادل کر
رہا ہلکا گیا پھر شیران نزل کر باقی حصہ سے ایک شعبہ لگا کر اطراف مستقیم کے رگوں میں جاملایا اور ایک شعبہ خارج و بولع فحاش میں متفرق ہوا اور
شعبہ خاص میں اور پیشین کی طرف آکر بائیں جبکہ ایک شے صغیر مردون اور عورتوں میں بجانب شہر لگا یا یا پھر شیران ہر ایک وید کہ جب آخر تمام ہو
پہنچتی ہے دو قسم شکل لام یونانی ہوجاتی ہے ایک قسم سیدی طرف اور دوسری بائیں طرف عظم جزیر سوار ہو کر دونوں ران تک گئی ہر ایک ران
دونوں ہوں و گویں مثلاً اور تافین گئی ہیں اور باقی دونوں پچاس اور چار ششائیں عضلات عظمیٰ ہر مشانہ و قطبیت جسم میں متفرق ہوتی ہیں اور ان
پچھونک اس شیران نازل کر ہر سر میں دو شعبہ ہر ایک کوئی شیران ایک بجانب شہی دوسرے بجانب اپنی ران لگایا لیکن شہی بھی بجانب اپنی نزل ہے تاکہ
صدقات متفرق ہوں اور ان دونوں ہر ایک شعبہ ران کو عضلات میں بھیلے ہیں پھر لڑکر لڑا شعبہ دسیان انگوٹھی اور براس کی انگلی کی بھی ہر ایک
اکثر اجزا اصل میں پھیل گئی ہر ایک گردیدہ شعبہ کو کچھا و سکا ہلکا ہوا اور بعض جانب شیران لے اور وہ کی رفاقت نصین کی ہر مشانہ لگا کر سوناٹ تاکہ
شیران و ریدی کے شعبہ اور وہ شیران جو فقر و خاصہ تک پہنچی ہوا اور وسط گردن میں جو فقہا تر قوتیں ہوا و نزل کی شیران اور پیشین ہر ایک
دماغ میں شہر ہوتی ہیں اور وہ شیرانیں جو جانب کوئی ہیں اور وہ شیران جو کت پر ہو کر ہاتھوں کی ہوا اور وہ شیرانیں جو منہ و کبڈ ٹال
امام میں آئی ہیں اور جو کمران میں ہوتے ہیں اور جو عضلات عظمیٰ میں آئی ہیں یہ تمام شیرانیں اور وہ کہ ہر ایک میں ہیں اور جو جانب شیران
اور ویدی کی رفاقت لگ کر وہ اعضا باطن میں شیران رید پر ہوا اور تاکہ اکثر محمول اور کثیر جان ہوا اور اگر اعضا ظاہر میں تو شیران ہوا و ریدی
اور ہر تاکہ وکی محافظ اور ستر ہوا و رفاقت بعض مقام میں و سبب ہو ایک کہ اور وہ کاربطا و ان غشیہ ہو جو شیرانیں ہیں تاکہ شیران
کو ہر منہ ہوا تاکہ وقت ضرورت کر ایک سے دوسرے مدد لیں اور بعض ہوا جو کثرت ثابت و ضرورت رفاقت نصین جو وقت جفاقت ہوا تاکہ
حاجت پڑے فقیر اللہ احسن الخالقیر هو الذی یصور کفی الکلام کہ کیف یشاء۔

دلیل (۳۰-۳۱) اور وہ جو عروق ساکنہ میں جگر و کلی ہیں وہ سب ایک طبقہ والی ہیں مگر و ریدی شیرانی کو و طوق کے گویں جگر و کلی و شیران
تکلی میں ایک طبقہ ہے جگر اکثر نفع غذا کو سمعہ سے جگر کے طرف جذب کرنا ہوا و سکو باب الکر کہتے ہیں اور دوسری جانب تکلی ہے جگر
غذا کو جگر سے تمام اعضا کو طرف پہنچانا ہوا و سکا نام اجوف ہوا و باکیہ فقیر و اجوف کو محدب سے نکالا گیا کہ فقہا و سار بقا متصل ہوا و شیران
کرتی ہیں اور سب نفوذ غذا و اعضا کی طرف زیادہ قریب اور سب کو باقی شعبہ تل شلو و تخت کو باند زمین کی ہوتی ہیں جگر میں ہوا و کلی کی حصہ
تک فروع و غالی نہیں تاکہ کلیوں میں بند ہو کر اچھے طرح نکال کرے اور تاہر حرارت برہ ہوا و ریدی جانب فقہا جگر کی میں اس تاب و تابعدا
برآمد ہوتی ہیں دو قسم صغیر و بزرگ ہیں ان دونوں ہر ایک قسم دودہ اشعا عسری کی شکل ہوتی ہے تاکہ اس سے جذبہ کرے
اور اس کے شعبہ اس غذا میں بھی واسطہ غذا دینے کے لئے ہیں جو شیران ہوا و سار بقا و اشعا عسری کے واسطے صفات ہر ایک

ارکھا ہوا ہے اور اسکو انفراس تہ میں اور دوسری قسم منیر کی اسفل معدہ اور بواب میں جو معدہ کا دھن زبیرین ہے اور غذا اسکو کے آئی ہے اور چھاتی کی
ایک قسم ظاہر معدہ ہے آئی ہے تاکہ اسکو غذا کو کھینکے باطن معدہ کا محتاج نہیں ہے بلکہ کھیلوس جو پھینک دے وہ اسکی غذا بنجاتا ہے اور دوسری قسم
طحال کی طرف سے آئی ہے تاکہ اسکو غذا دی اور قبل رسول طحال کو اسکو شے جرم انفراس میں (جو پہلے انفراس مذکور کی غیر ہے) کھینکے ہیں تاکہ اسکو غذا دینا
پھر وہ دوسری قسم طحال منصل دی ہے اور اس کا ایک شعبہ بائیں جانب معدہ کو اور غذا پہونچانی کو متفرق ہوا ہے اور جب یہ دوسری قسم
وسط طحال میں پہونچی ہو تو وہ حصہ ہوگئی ہے ایک حصہ اسکا صاعد اور دوسرا نازل ہے اور جو کھانسی والی کا ایک شعبہ نصف فوقانی طحال میں پھیلا ہے تاکہ
اسکو غذا پہونچا دے اور دوسرا شعبہ اس صاعد کا حد بہ حد کے طرف آکر دو جز ہو گیا ہے ایک جز جانب سار ظاہر معدہ میں اور غذا پہونچانی
متفرق ہوا اور دوسرا جز اندم معدہ کی چلا گیا ہے تاکہ اسے فضلہ سودا کھاسیلا اور ترش ڈالے اور فم معدہ میں لگدگی پیدا کر کے شہتار طام لاوے پھر
ہر او فضلہ معدہ کو دفع ہو جاوے اور نازل حصہ بھی دو جز ہو گیا ہے ایک جز تو نصف تحتانی طحال میں اور باقی نصف کے متفرق ہوا ہے اور دوسرا جز
شرب کی طیف اسکو غذا دینے آیا ہے اور دوسری قسم بائیں جانب آکر معاد مستقیم کی اطراف کو رگون کا اصول میں لگی ہے تاکہ تفل میں جو کچھ غذا باقی ہے
اسکو لیکر کبد کی طرف پہونچا دے اور جو تھی قسم شل بالون کی متفرق ہو کر بعض اسکا بجانب بائیں معدہ کو اور بعض بجانب بائیں معدہ کے متفرق ہوا ہے
قسم بائیں اور چپ اقسام طرف معاد قونون میں اس سے غذا لے کر آئی ہے اور چھٹی قسم کا اکثر صدام کے متفرق ہوا ہے تاکہ اس کو جذب غذا
اور بعض اسکا اطراف امور کو اور جذب غذا لے کر آیا ہے اب انصاف آپ ہی فرمے کہ ایسے صدام کو چھوڑ کر اور دوسرا کھینکا کیسا عار بواب متفرق قون
خیرہ اللہ الواحد القہار۔

وسیل (۳۰۵) اجوف کی اصول نفس جگر میں شل بالون کی متفرق ہیں تاکہ باب الکبد کے شعبہ بنی غذا جذب کریں پھر وہ اجوف باہر کی طرف
نکلے دوسری قسم ہوگئی ہے ایک قسم صاعد اور دوسری باطن صاعد جانب میں شعبہ بنی ہے جو رگ (تاکہ اسکو غذا دین) حجاب میں نفوذ کرتی ہے
جب غلاف قلب کی مقابل ہوئی ہے تو اس غلاف میں باریک شعبہ بنی ہے نہایت سورتانہ کی ہے پھر وہ صاعد دوسری قسم ہوگئی ہے ایک قسم بڑی قلب کے
اذن میں اور دوسری غذا پہونچانے کو لگی ہے اور بڑی اسلے لگی ہے کہ دو رگین قلب کی ہوائی کے واسطے ہیں اور یہ رگ غذا دینے کے واسطے
اغلفا ہوتی ہے لہذا منقذ غذا بھی وسیع اور عظیم ہونا چاہیے اور اس رگ کی تین جہلیان قلب میں داخل ہوتے ہیں ظاہر ہوی میں جو خارج سے
طرف داخل کو کھلی ہیں تاکہ قلب وقت انقباض کو غذا کو جذب کرے اور وقت انقباض کو وہ غذا باہر کو نہ جاوے پھر اس ورید کی دو جہلیان
لگی ہے تین حصے ہوئے ہیں ایک حصہ اسکا یہ کی طرف آیا ہے جو وہ طبقہ والا ہے ایسے اسکو ورید شریانی کہتے ہیں اور وہ اسکا اسلے کہ
تاکہ خون جو اس میں سے ترشح ہو وہ نہایت دقیق قابل جو ہر یہ ہو کہ کچھ نہ خون قلب میں زیادہ نہیں ٹھہرتا تاکہ نفع پہونچا جائے تاکہ شریان
ورید کا خون ٹھہر کر نفع یافتہ ہو جائے اور دوسرا نفع پہونچانے کے واسطے خون بوجہ دور والی ہونے کے اچھا پختہ ہونا چاہیے تاکہ اسلے کہ زیادتی طبقہ
کی زیادتی حرارت کی پیدا کرتی ہے جو باعث مزہ نفع ہو اور دوسرا حصہ طرف قلب کے گھوم کر نازل ہو گیا ہے تاکہ اسکو غذا دے اور دوسرا
خاص انسان میں جانب بے حاکم قونون بائیں پشت پر چھوڑ دیا ہے اور اس کے قریب عضلات و اجسام میں واسطے

تندیس کی متفرق ہو گئی ہے پھر بعد ازاں تین اجزاء اگر دو اجزاء باقی کنار دیا لنگ کے مقابل ہو کر اپنے شعبے شعریہ کو اعلیٰ غشیہ نصفہ صدر و اعلیٰ
 خلاف و لحم دونوں میں جبکہ تو نشہ کہا جاتا ہے پھر تری ہے پھر تر قوہ کو مقابل جب پہنچے ہے تو اس کے دو شعبے سورب ہو کر بجانب تر قوہ چلے
 ہیں جس قدر دور ہونے لگی ہیں اس قدر اونہیں فاصلہ زیادہ ہوتا گیا ہے اور ہر شعبہ کے دو شعبے نکلے ہیں ایک چھوٹا دوسرا اسی چھوٹا
 ہر جانب کا دونوں طرف فقر کے ہوتا ہوا غضروف خجری ایک پہنچا ہے اور اپنے گزر گاہ میں شعریہ چھوٹا گیا ہے جو اون عضلات میں
 متفرق ہوئے ہیں کہ درمیان اعلیٰ صدر کے واقع ہیں اور ان شعبوں کو کونھ اس مقام کی رگوں کو کونھ سے مل گئی ہیں جو تمام اعلیٰ
 سراسر ہیں اور شعبوں میں چند شعبے اون عضلات میں لگی ہیں جو خارج صدر ہیں اور غضروف خجری پر پہنچ کر چند شعبے عضلات کے حرکت کف کو
 واسطے غذا دینے لگے ہیں اور چند شعبے عضلات مستقیمہ کے اندر نازل ہو کر وہاں متفرق ہوئے ہیں اور اوپر ان شعبوں کا ورید عجزی
 کو اجزاء ایسی لگایا ہے اور ہر شعبہ اون دو شعبوں کا جو زوج ہے اس کا ہر فرد اپنے شعبے ہو گیا ہے چنانچہ ایک شعبہ صدر میں متفرق ہوا ہے اور
 انشلاخ بالاکو غذا پہنچاتا ہے اور دوسرا شعبہ مقام کتفین میں پہنچتا ہے اور غدا پہنچانے کے متفرق ہوا ہے اور تیسرا شعبہ عضلات غائرہ گردن میں
 واسطے تندیس لگایا ہے اور چوتھا شعبہ فقرات بالاسر گردن میں نفوذ کو کے سرب پہنچا ہے اور پانچواں شعبہ جو سب سے بڑا ہے وہ قوسم ہو کر
 دونوں طرف میں نکل کر طیف پہنچ کر چار چار شاخیں بن گیا ہے اول شاخ سینہ کی عضلات میں پہنچ کر حرکت دیتی ہے دوسری شاخ ہڈی
 نعل کے لحم خرد و صفاق میں آتی ہے اور شاخ سوم غلیظ ہے جانب صدر پر گزرتی ہے وہی ہر قوت تک لگی ہے اور شاخ چہارم جو سب سے بڑا ہے
 اعظم ترین ہے وہ گئی ہے ایک حصہ اون عضلات میں متفرق ہوا ہے جو متحرک کف میں واقع ہیں اور ایک حصہ نکل کر بڑے عضلہ میں پہنچا ہے
 اور تیسرا حصہ جو سینوں میں بڑا ہے ہاتھ کی طیف گیا ہے جو کٹام نامی ہے اور دوسری قسم ساعد کی جو نفیسہ عظیم ہے گردن کی طیف صعود کو کے
 قبل وصول کر دوسری قسم ہے ایک قسم سے وواج ظاہر اور دوسری قسم وواج باطن بنی ہے پس قسم اول تر قوہ کی ذرا اوپر دوسری قسم ہوی
 ایک قسم باطن تر قوہ کی طرف گئی ہے اور دوسری قسم ظاہر تر قوہ میں آ کر پھر اوپر چکر لکھ لکھ کر طرف تر قوہ کو گھوم کر اوپر گئی ہے تاکہ قسم اول سے
 مخاطب ہو جاوے اور دونوں ہر لکھ وواج ظاہر بنجائے اور قبل اختلاط کی اس قسم ثانی سے دوسرے حصے میں چکر لکھ کر فرج وواج ایک ایک جگہ پہنچا ہے
 جا کر تر قوہ کو مقام غائرہ میں لگے ہیں اور دوسرے فرج وواج دونوں طرف گردن کو صوبہ صعود کیا ہے اور اس کی دونوں فرما ہم نہیں ملی ہیں اور ان دونوں
 فرج ہر ایک ایک با یک شعریہ بن گئے ہیں لیکن خاص فرج ثانی میں تین ورید جو محسوس ہوتی ہیں برآمد ہوتی ہیں ایک بڑی ورید کتف پہنچتی ہے
 جسکو کئی کہتے ہیں اور قیقل اسی سے ہوتی ہے اور دوسری ورید کتفی کی دونوں جانب ہر ایک میں اسی کتف پر پہنچ کر ایک ورید اون دو
 میں دوسری متفرق ہو گئی ہے اور اگر تیسرے میں کی اور دوسری ورید تھوڑا کر کے اس عضلہ تک پہنچ کر وہاں متفرق ہوئی ہے جو کتفی دونوں
 سے تیار کر کے اخیر ہاتھ تک لگی ہے اور بعد اختلاط کی وہ وواج ظاہر دوسری قسم ہوی ایک قسم باطن میں اور دوسری ظاہر میں لگی ہے اور باطن
 کے چھوٹے شعبے ناک اعلیٰ میں اور بڑے شعبے ناک اعلیٰ میں متفرق ہوئی ہیں اور وواج غائرہ مری کے چھوٹے سیدھی صعود کی ہے اور وواج
 اپنی شعبے چھوٹی ہے جو وواج ظاہر کے شعبوں کی ملی ہیں اور دونوں لکھ مری اور خجروہ اور عضلات غائرہ میں متفرق ہوئے ہیں اور

اور آخر و بی باطن کا شمع در زلای تک گیا ہے اور اسکی شاخیں فقرہ اولی و ثانیہ کو در میان پہلی میں اور اس سے ایک شعبہ فصل اس میں
جا کر شاخدار بن گیا ہے جو شاخ چھل جفت اور وسط جفت میں اگر اندون جفت نفوذ کیا ہو اور باقی ان قرواع کے بعد ہوتا ہے در زلای کے
نزدیک جفت کا اندر گیا ہے جسکی شاخیں دونوں چلیوں درمیان پہلی میں تاکہ انکو غذا پہنچا دین اور باہر بطورین بھر غشا و رقیق سے
آکر درمیان میں تل تفرق شرعاً میں کہ متفرق ہو جاتی ہے اور کتنی جو قیال کی مائل ہے بازو کو متقابل اوس سے جو ٹھیکہ جلد اور اجڑا ظاہر
بازو میں پہل گئے ہیں ہر قریب کہنی کو وہ تین قسم ہوئی ہے ایک قسم اسکی جل انداز ہے جو خاصہ زندا علی پر ہوتی ہے دوسری قسم تخی زندا علی
مائل ہو کر زندا اہل کے حد تک طرف ہا کر اثر اور حشرہ رخ میں پھیل گئی ہے اور دوسری قسم تخی کی دریدہ اہل کے شعبہ کو مکرر مائل ہوا اور
تیسری قسم بھی عین میں اہل کے شعبہ سے مل گئی ہے چنانچہ بیان اوسکا آتا ہے اور اہل سے چند شعبہ نکلا کر دار و اسکی عضلوں میں پھیل ہو کر فنا
ہو گئی ہیں مگر ایک شعبہ ٹھیکہ ساعد تک گیا ہے اور جب اہل قریب کہنی کو پہنچی ہے وہ قسم ہو گئی ہے ایک قسم تھیں میں جا کر تیسری قسم فی سے ملی ہے
اور تھوڑی دور اسکی ہر جھک رہا ہو گئی ہے پس ایک اون دو کا انسی کی طرف خضر اور شہرہ اضع وسطی کے نیچے اندر دوسرا دو کا جو
کتنی کا شعبہ ہو کر ہوتا ہے کہ اجڑا خاصہ میں جو تھوڑی کس متصل میں منتشر ہوا ہے اور دوسری قسم اہل کی نزدیک ساعد کے پہنچ کر شاخ ہوتی ہے
ایک شاخ اہل ساعد میں منبج تک پہنچی ہے اور دوسری شاخ بھی تل انقسام شاخ اول کو ذرا اوپر سے نکلتی ہے اور تیسری شاخ بھی
اہل سے گزرتا ساعد میں ہوتی ہے تیسری شاخ کی ہر اوپر چوٹی تل بھی جو تھوڑی بعد غائر ہو کر اوپر اور کچھ اہل سے مل کر کھل جاتی اور باقی اس شاخ
بسیار اور بھی اندر کر کھینچتا ہے ہر موشی اہل انسی ساعد پر شروع کر زندا علی پر ہو کر تھوڑی طرف میں گئی ہے اور شاخ تل لایم زانی کی ہو گئی ہے اور شاخ تل لایم زانی کی
ہوتی ہے جس سے گزرتا ساعد میں اس مقام میں جو در میان ایام بدائع ہو متفرق ہوئی ہے اور جسکی شاخ ٹھیکہ ساعد میں گزرتا ہے اور شاخ تل لایم زانی کی
کو چھوڑ کر ساعد میں پہنچتا ہے تھوڑی اور چھوڑ کر اسی سے جو در میان ایام بدائع ہو کر ایک شاخ کی ہر اور دوسری فرع بائیں وسط اور خضر کے متفرق ہوئی
ہے اور سکوایم کہتے ہیں اور تیسری فرع بطور خضر کے در میان منتشر ہوئی ہے ایسی جنتین خاصہ باری تعالیٰ ہی ہے دوسری کی مجال نہیں
دلیل (۳۰-۳۱) جو فناناں سے جبکہ اس کو جگر سے طلوع کیا ہو اور قبل اسکے کہ پشت پر تکیہ دیا ہو عروق باریک ٹھیکہ سیدی گوہ میں اور
اطراف کی جسام میں متفرق ہوئی ہیں تاکہ انکو غذا میں بھر پوری ٹھیکہ بایں گروہ کو پاس عروق باریک با یک ہو کر ایک لگانہ اور عروق
قریب متفرق ہو گئی ہیں اور حکمت اس میں یہ کہ سید با گروہ جگہ سے بہت قریب ہو اسکی رگین کو باریک ہوں اندیشہ انقطاع سے محفوظ رہیں
اور بایان گروہ جگہ سے کہیں طرف اور عبید و زیچ ہے لہذا وسط کو ایک بڑی رگ کی قریب اسکی شاخدار کر گئی ہیں گروہ میں ہر شاخ
اگر اصل سے باریک رگین بایں تو احتمال انقطاع کا قوی تھا یہاں سناں سے دو رگین بڑی ٹھیکہ دونوں گروہوں کی طرف گئی ہیں
جبکہ طالعین کہتے ہیں تاکہ مائیت دم کو صاف کر کے مشاندین والدین اور خون کو دونوں گروہ سے اپنی غذا اگر لیں اور ہر طالعین
سے ایک شعبہ بائیں خصیہ کی طرف آیا ہو اور طالعین جو گروہوں سے مشاندہ کی طرف گئی ہیں انکو بر سخن یعنی نالی کہتے ہیں پس جو رگ بائیں
گروہ کی طرف آئی ہے وہ ہمیشہ ایک شعبہ اسیر طالعین کا اپنے ہمراہ لیتی ہے اور دائیں گروہ والی کہی کسی شخص میں میں طالعین کا شعبہ

انہی ساتھ قیاسی سچ اور اکثر نہیں لیتی اور جو گین گھون سے نکلیں گوئی ہیں اور ان میں بنی کا مادہ نفع یا کرسفید ہوتا ہے اور حوصلہ کی نشین میں
آئی ہیں جس سے پیدا ہوئی ہیں تاکہ دوران خون ان میں خوب کمری تیار ہو اور ان طالعین کے شیعہ درمیان گروہ و شائدہ کے انکسار نصیب ہے رحم
اندر گزرتی ہیں اور بعض طرح طالعین کے وہ اجوف نازل صلیب تکمیل کرتی ہوئی ہیں اور تری ہوا در ہر فقرہ کی بائیں کو شیعہ لنگر و بان کے عضلات میں اٹل ہے جو یہاں
شیعہ حاضرین اور عضلات بطن میں اور رخی فقرات بطن میں گئی ہیں اور جب وہ اجوف نازل مقابل آخر فقرات بطن ہوئی ہے تو اسکے دو قسمل

یونانی ہوئی ہیں ایک قسم نے سیدی جانبلہ و رد و سری تائیں طرف بجانب رانوں کی تصویر کی ہے اور راستہ میں ہر ایک کی اس شیعہ لنگر
متفرق ہو گئے ہیں ایک شیعہ دو فون عضلات پشت میں گیا ہے اور دوسرا شیعہ باریک شبنون والا بعض اجزاء صفاق کی طرف جو قریب
ہیں آیا ہے اور تیسرے شیعہ کے عضلات میں گیا ہے اور چوتھا شیعہ عضلات متعد اور عضلات ظاہر غم پر کیا ہے اور پانچواں شیعہ عورتوں کے
رحم کی گردن میں متفرق ہوا ہے اور شائدہ کی طرف بھی آیا ہے اور شائدہ کی طرف انیوالا دو قسم ہوا ہے ایک قسم شائدہ کی اندر متفرق ہوئی ہے
اور دوسری قسم گردن شائدہ میں پھیلی ہے اور جو گین رحم کو گئی ہیں ان کے شیعہ پٹا نوکے طرف صعود کے ہیں تاکہ رحم اور شندی میں شائدہ
ہو جائے اور دم ملت جو غذا جن میں ہی پچھ پستان میں جا کر وہ وہ بخار ہو اور پچھ کو پیدا ہو تو ہی تیار غذا ہے اور رحم کے اندر فضلہ باقی نہ ہو
جیسا شیعہ عظم کا نر اور عضلات میں گیا ہے اور ساقوں میں شیعہ عضلات مستقیمہ میں اگر اس کے اطراف میں ملا ہے جو وسطہ میں راق تک آیا ہے
اور اٹھواں شیعہ مرد اور عورت کی اگلی شہر گاہ میں گیا ہے اور نون شیعہ باطن ران کے عضلات میں متفرق ہوئے اور رسوان شیعہ جالبین سے حاضر
تک ظاہر ہو کر آیا ہے اور ان گون کی اطراف سے ملا ہے جو پٹا نوکے دونوں جانب نازل ہوئی ہیں اور دونوں کا مجموعہ مل کر طرف ان میں
آیا ہے اور بعد ان دس شیعہ کی جاتی رہا وہ ران کے طرف اگر متفرق ہوئے کہ ایک شیعہ و سکاران کی اگلی جانب اور دوسرا شیعہ
ران کے عضلات اسفل میں انہی طرف کی اندر چلا گیا ہے اور چند شیعہ ران کے عمق میں گئی ہیں اور بعد اسکے جو باقی رہا گھٹنے کی بائیں شیعہ
ہوئے ہیں جانب چنی کا شیعہ قیدی مغری پر ہوتا ہوا ٹٹھے تک پہنچا ہے اور وسط کا شیعہ گھٹنے سے تر کر اپنے شیعہ باطن ساق کے عضلات
میں چھوڑ کر وہ شیعہ ہو گیا ہے ایک جز اساق کو دخل میں اور دوسرا بائیں نصبتین کے نازل ہو کر چنی کا شیعہ ہو گیا ہے اور تیسرا شیعہ انہی
طرف میں ساق سے ٹٹھے تک گیا ہے جسکو صافن کہتے ہیں اس میں شیعہ چار ہو گئے وہ چنی اور وہی کیونکہ شیعہ وسطانی جانب چنی کے
چنی ہنگیا پس دونوں چنی میں ایک تو اوپر قدم کے ہونا ہوا خضر کے علی میں ملا ہے اور دوسرا خوشی جو شیعہ حشیہ سے ملا ہے اور
چنی بنا ہے یہ دونوں اجزاء ہستیلہ ہیں متفرق ہو کر ہیں پس ایسی ایسی مصغین اور حکمتیں ایسی صلیب کی قدرت کا نمونہ ہے۔

دلیل (۳۷) یہ امر یہ بھی ہے کہ حادث اپنے حادث میں جب سے متغی نہیں اور عالم حادث نہیں وہ اپنے حادث میں
بے پرواہ ہو گا جو اسکے وجود کو اسکو عدم پر ترجیح دی اور یہ مقدمہ کہ حادث اپنے حادث میں جب سے متغی نہیں یہ بھی دلیل
اسکے اثبات کے واسطے دلیل کی حاجت نہیں ہاں بطور تفسیر کہ ہر حادث اپنے جو معدوم تھا یہ معدوم ہوا جب تک کہ اسکی
ضرورت ہے کسی وقت خصوصیت کہتا ہو کہ عقل کے نزدیک اسکا تقدم اور تاخیر فرض کرنا بھی جائز ہے اسکی کوئی مخصوص ضرورت ہے

کیونکہ وہ حادث جس وقت عدم ہی وجود میں آیا ہو عقل کے نزدیک اوس وقت ہی پہلے یا بعد کو بھی ہو سکتا تھا پس اوس وقت خاص میں پیدا ہونا ایک امر ممکن ہے جو مزج کا محتاج نہ ہو تاکہ وہ مزج اوسکو خاص اسی وقت میں ترجیح دیے اور بدون مزج کے ترجیح حاصل ہو۔ اور دوسرے مقدمہ یہ کہ عالم حادث ہی یہ دلیل ہے کہ اجسام عالم حرکت اور سکون کی خالی نہیں اور یہ دونوں حادث ہیں جو شے حادث ہو خالی نہ ہو وہ حادث ہی پس اس دلیل اخیر میں دعوے تین ہیں ایک یہ کہ اجسام حرکت اور سکون کی خالی نہیں سو یہ دعویٰ ایسا بدیہی ہے جو فکر و قائل کا ذرا بھی محتاج نہیں کیونکہ جو شخص ایسا جسم تصور کرے جو نہ ساکن ہو اور نہ متحرک تو اوسکو سمجھنا چاہئے کہ حالت پر سوار ہوا اور طریق عقل سے بچھا ہوا ہے۔ دوسرے یہ دعویٰ کہ حرکت اور سکون حادث ہیں اور پس اور محتاج قائل خود دلالت کرتا ہے اور بعض کا بعض کے بعد وجود ہونا خود متلا تا ہے کہ دونوں حادث چیزیں ہیں اور یہ امر جمیع اجسام میں ضرور ہے خواہ بعض اجسام کا مشاہدہ ہو اور بعض کا نہ ہو کیونکہ کوئی ساکن ایسا نہیں جسکی حرکت عقل جائز نہ کہے اور نہ کوئی ایسا متحرک جسکو سکون کا جواز عقل سمجھ نہ ہو کہ ایک مسلم نہیں حرکت و سکون میں فرق ظاہر کرے وہ بوجہ خاصہ وجود کو حادث ہی اور وجود دونوں میں سابق ہو گا وہ بوجہ عدم اس کے حادث اسلیو کہ اگر اوسکا قدم ہوتا تو عدم اسکا محال ہوتا اور تیسرے مقدمہ یہ ہے کہ جو شے حادثات سے خالی نہ ہو وہ حادث ہے اس پر یہ بیان ہے کہ اگر ایسا نہ ہو گا بلکہ وہ شے قدیم تنہا ہی ہوگی تو ہر حادث ہی پہلے اس قدر حادث ہونا ضرور ہو گا جن کا اول نہ ہو اور جب تک وہ تمام حوادث ختم نہ ہوں گے اس حادث اخیر کی نوبت نہیں آئے گی جو فی الحال حاضر ہے اور غیر متناہی کا ختم ہونا محال ہے اب ہاں مذہب فلاسفہ جو دولت فلک کی غیر متناہی بتلاتی ہیں اوسکا ابطال اس طرح ہے کہ اگر آسمان کے دور غیر متناہی ہوں تو اونکی اعداد تین حال سے خالی نہیں یا فرد ہوں گے یا زوج یا دونوں ہوں گی یا دونوں نہ ہوں گے اور یہ امر تو محال ہے کہ زوج و فرد جمیع ہوں یا دونوں سے مخلو ہو کیونکہ اس صورت میں درمیان اثبات و نفی کی جمع ہونا لازماً ہے پس اسلئے کہ ایک کو اثبات میں دوسرے کی نفی ہو اور ایک کی نفی میں دوسرے کا اثبات ہو اور سب کا زوج ہونا بھی محال ہے اسلیو کہ زوجیت زوج کی ایک کی زیادتی سے باطل ہو جاتی ہے پس اگر غیر متناہی کا وجود ہوتا تو ایک اوسکو کیونکہ فکر دیتا سی طرح فرد کی فردیت ایک زیادہ کرنے سے باطل ہو جاتی ہے پس محال کلام یہ ہوا کہ عالم حادث سے خالی نہیں اور جسے ایسی ہو وہ حادث ہی اور جب عالم حادث ہوا تو اوسکو کسی محدث کی حاجت ضرور ہے پس عدم ہی وجود میں لانا یوں تمام عالم کیلئے ضروری ہے وھو اللہ العزیز الحکیم دلیل (۳۰) اثبات صانع کو دلائل غیر متناہی ہیں کسی شے کیو اطل اس قدر دلائل نہیں جس قدر باری تعالیٰ کیو اطل ہیں مگر سب کا توجیر کرنا اسطہ قدرت بشری و خلیج ہو لہذا دلائل مذکورہ ہی پر اکتفا کر کے اوسکی بعض صفات کو دلائل بیان کی جاتی ہیں۔

وہ یہ کہ حق تعالیٰ قدیم ازلی ہوا کیو اطل اول نہیں بلکہ ہر شے سے سائل اور قبل ہر اسلئے کہ اگر وہ حادث ہوا تو قدیم نہ ہو تو ضرور ہے کہ دوسرے محدث کا محتاج ہو اور اوسکا محدث بھی ایک محدث کا محتاج ہو اور غیر متناہی سلسلہ چلا اور غیر متناہی کا حصول محال ہوا حادث کسی محدث قدیم کی طرف متناہی ہو گا پس وہی مطلوب ہے جو حکما نام سے صانع عالم اور بارے تعالیٰ رکھا ہے۔

دلیل (۳۰۹) باری تعالیٰ ابدی ہوا کی وجہ سے اس کی آخر نہیں پس وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہو گیا کہ اگر وہ نہ ختم ہوتا تو وہ حال ہی خالی نہیں یا خود محدود ہو گیا یا اس کی ضد اس کو محدود کر گئی پس اگر اندام اس کا بنفسہ مانا جاوے تو باطل ہو گیا کہ اگر اسی شے کا خود بخود محدود ہو جانا جائز ہو تو یہ بھی جائز ہو گا کہ عدم شے خود بخود موجود ہو جاوے حالانکہ یہ محال ہے لہذا یہ بھی محال ہو گا پس حطرح وجود کا عارض ہونا محتاج سبب ہر اس طرح عدم کا عارض ہونا بھی کسی سبب سے ہو گا اور جو دوسری شے کو جو اس کی ضد عدم کرنے والا مانا جائے تو یہی باطل ہے اس لئے کہ وہ معدوم اگر قدیم ہو گا تو اجتناب ضدین محال ہے اور جو حادث ہو گا تو حادث شے ضد نہیں ہوتی تاکہ دوسرے کو محدود کر سکے بلکہ قدیم ہی حادث ہو تو وہی اولیٰ ہو وہ اس کو محدود کر سکتا ہے یہ نہیں کر سکتا۔

دلیل (۳۱۰) اللہ تعالیٰ وہ جو ہر نہیں جو چیز سے خالی نہیں کیونکہ ہر چیز والا ہے چیز اور مکان کے ساتھ مختص ہے اور وہ حال سے خالی نہیں یا زمین ساکن ہو گا یا اس مکان کی حرکت کریگا حالانکہ سکون اور حرکت حادث ہیں اور جو شے حادث ہو خالی نہ ہو بھی حادث ہو۔ ہاں اگر جوہر کو دوسرے سے کسی شخص قرار دے تو وہ پیشیت نفع کو خطا وار ہے بحقیقت معنی کے۔

دلیل (۳۱۱) اللہ تعالیٰ جسم نہیں جو جہاں سے مرکب ہوتا ہو کیونکہ جب اس کا جوہر ہونا باطل ہو اتوجہ ہونا بھی باطل ہو گیا اس لئے کہ جوہر خاص ہے ساتھ چیز کا اور مرکب ہے جوہر اور جوہر لفظ و اجتماع و حرکت و سکون سے خالی نہیں اور نیز ہیئت اور مقدار اس میں فرق ہے حالانکہ یہ سب علامات حدوث ہیں جن سے تمیز یہ باری تعالیٰ ضروری اور اگر صانع عالم کے جسم ہونیکا اعتقاد بوجہ ہوا تو آفتاب اور چاند کی الوہیت یا دوسرے جسم کی بھی جائز ہو جاوے پس اگر کوئی شخص جرات کرے کہ اس کا نام جسم رکھے اور ترکیب جہاں سے ارادہ کرے تو اس نے نام میں غلطی کی مگر معنی جسم کے مراد نہیں لئے بہر حال باری تعالیٰ جسم جوہر اور جسم جسم نہیں ہو سکتا جو آثار حدوث سے خالی نہیں ہیں۔

دلیل (۳۱۲) حق تعالیٰ عرض بھی نہیں جو جسم کے ساتھ قائم ہوتی ہے یا کسی محل میں حلول کرتی ہے کیونکہ عرض وہ ہے جو جسم میں حلول کرے اور جوہر جسم حادث ہے اور اس کا محدث ضرور ہے کہ پہلے اس کے موجود ہو پس وہ جسم میں کیونکہ حلول کریگا حالانکہ وہ ازل میں موجود تھا۔ اور کوئی راوی کہتا تھا پھر اس فی اجسام و اعراض کو پیدا کیا دوسرے یہ کہ وہ عالم قادر مدی خالق ہے اور یہ اوصاف اعراض کے اندر محال ہیں بلکہ ان اوصاف کو واسطے موجود مستقل قائم بالذات ضروری ہیں معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ موجود قائم بالذات ہے نہ جوہر نہ جسم اور نہ عرض ہے اور تمام عالم جہاں اور اعراض اور اجسام میں ہیں وہ حق تعالیٰ کسی شے کو مشابہ نہیں اور نہ کوئی شے اس کے مشابہ اور کیونکہ مشابہ ہوگی مخلوق خالق کی اور قصیر مقصور کی اور قدور قادر کی حالانکہ تمام اجسام و اعراض اس کی خلقت اور صنعت سے پیدا ہوئے ہیں لہذا مماثلت اور مشابہت کا حکم پایا جانا محال ہو گا۔

دلیل (۳۱۳) اللہ تعالیٰ کی خصوصیت جہات سے ہے کہ کسی شے کیونکہ جہت یا فوق ہوگی یا تحت یا یمن یا شمال یا قدام یا خلف اور یہ سب حق تعالیٰ کو پیدا کرتی ہیں اس لئے کہ اس میں فی انسان کو پیدا کیا جس کی ہر طرف جہات کا طور ہوا اس طرح کہ انسان

کی دو طرف پیدا کیں ایک طرف زمین پر چڑھا کر تکی پر کھڑے ہوئے اور دوسری طرف اسکے مقابل پر کھڑے ہوئے تھے زمین اور جہت فوق کا نام
 اس جانب سے پیدا ہوا ہے جو سر کی طرف ہے اور جہت مثل کا نام اور طرف سے نکلا ہے جو سر و لئے متصل ہے اور انسان کو وہاں پہنچا دینے لگے
 ایک زمین کا غالب قوی ہوئی جو اسے پس میں قوی کا نام ہوا اور شمال اسکے مقابل کا نام رکھا گیا اور اس جہت کو پس میں کہا گیا جو پس کی
 متصل ہے اور دوسری جہت مقابل کو یا اور شمال کہا گیا اور دونوں جانب انسان کی بنا کی گئی کہ ایک جانب سے دیکھتا ہے اور طرف
 حرکت کرتا ہے پس اس کو قدام کہا گیا اور اس کے مقابل کو خلفت بولا گیا پس جہات میں جد و ثا انسان کے جد و ثا سے آیا اور اگر
 انسان کی یہ خلقت نہ ہوتی بلکہ مستدیر گول شول بنایا جاتا مثل کرہ کو تو ان جہات کا گزرو نہ ہوتا پس زمین پر تعالیٰ ازل میں کیونکر
 مخرج جہت سے ہو سکتا تھا لاکہ جہت حادث ہو اور اگر جہت سے کوئی اور معنی لیا جائے تو لغفلون میں غلطی ہوگی نہ کہ معنوں میں دوسری
 اگر حق تعالیٰ کو فوق عالم مانجا و تو ضرور کہہ دے گا ہی اس کی ہوا اور جو شے کسی جسم کے خارجی اور مقابل ہوتی ہے ضرور پرکھ دے گا مثل ہوا آتش
 چھوٹی ہو یا بڑی اور اس انداز خاص کی واسطے کسی مقدار کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ منشرہ اور پاک ہے بلکہ فوق کو دوسری جہت
 جسم دوسرے جسم کو اوپر ہوا اور دوسری علم مرتبہ ہے جیسے خلیفہ کو فوق سلطان اور سلطان کو فوق وزیر کہتے ہیں اور وہی اول خاصہ اعیان ہے
 جو بار تعالیٰ میں محال ہے اور دوسری معنی فوق کو جو علم مرتبہ ہیں مراد ہو سکتے ہیں۔ اب رہا یہ امر کہ وقت دعا کی آسمان کی طرقت ہاتھ کیوں
 اٹھائے جہات میں اس کی وجہ یہ ہے کہ جہت آسمانی قبلہ دعا ہے جو طرح خانہ کعبہ قبلہ صلوٰۃ ہے جس کے طرف چھوڑا ورنہ سے استعمال کیا
 جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ ہاتھ اٹھانے میں داعی دعویٰ ہلال و کبریائی کے طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔

دلیل (۳۴) اللہ تعالیٰ واحد ہو کوئی اور کا شریک اور مثل نہیں وہ خلق ایجاد اور انقراض میں الیہا ہو کوئی اور کا خالق
 و راضی نہیں اس پر دلیل اور برہان یہ ہے کہ اگر آسمان اور زمین میں دو موجود کامل الوجود فرض کیا جائے تو آسمان زمین کا بقا محال ہے
 بلکہ جد و ثا بھی اذکار ممکن نہیں جن طرح کسی طرف کو فرض کر کے اس میں دو متضاد پورے سما جائیں تو وہ طرف ضرور ٹوٹ چھوٹ
 جاوے گا۔ اس طرح دو خالق اپنی وجود میں ضرور ہے کہ کامل ہوں ورنہ خالق اور موجود ہونے کے قابل نہ ہونگے اور جو علحدہ علحدہ ہوں
 تو ہر ایک کو عدم محیط ہو گا جو حد و ثا کی علامت ہے پس ہرگز قیاس میں نہیں آتا کہ ایک کو ساتھ دوسرے ہی موجود ہو ورنہ تمام عالم
 درہم و برہم ہو جاتا پس عالم کا عدم فنا و عدم الہ پر دلیل قطعی ہے۔

دلیل (۳۵) اگر دو موجود ہوتے اور ایک ان کا شریک اور امکا ارادہ کرتا تو دوسرے اگر اسکے موافقت پر چھوڑتا تو عاجز و ناتوان
 اس کی خدائی کیونکر ہو سکتی اور مخالفت پر قادر ہوتا تو دوسرا قوی ہوتا اور اول ضعیف ہوتا جو الہ قادر نہیں ہو سکتا۔

دلیل (۳۶) اگر عالم کی واسطے دو صانع یا زیادہ ہوتے تو اس کے خالی نہیں یا دونوں قادر ہونگے یا نہ ہونگے پس اگر دونوں
 کامل قادر ہوں تو دونوں کا خالق کرنا عجزا ہے اس طرح کہ ایک کسی جسم کو باقی رکھنا وقت معین میں چاہا اور دوسرا وہی وقت
 اس جسم کو فنا کرنا چاہے پس اگر دونوں اپنے ارادہ کو پورا کر سکیں تو قادر ہونگے تو محال لازم آئے گا اور وہ یہ کہ جسم واحد ایک حالت

مین موجود بھی ہے اور معدوم بھی ہوا جس امر میں محال لازم آتا ہے وہ امر محال ہی اور جو دونوں قادر نہیں تو دو حال سے خالی نہیں یا دونوں عاجز ہوں یا ایک عاجز ہو پس عاجز الہیت کی صلاحیت نہیں کہنا کیونکہ ہمیں بیان کر دیا کہ صانع عالم قدیم ہی اور بخیر قدیم کا محال ہے۔
 دلیل (۳۱۷) اگرچہ خالق ہوتے تو آسمان زمین پیدا نہوتا کیونکہ پیدا ہونا آسمان زمین کا تین حال سے خالی نہیں یا دونوں کی قدر کا مجموعہ سے زیادہ ہر ایک ہی یا صرف ایک ہی اور تینوں شکلیں باطل ہیں پس تعدد آکھ ہی باطل ہے۔ اول اسوجہ سے باطل ہے کہ شان الہی کمال قدرت ہو اور جبکہ دونوں کے مجموعہ سے خلقت ہو تو ہر ایک قدرت کامل نہ ہوگی جو شان الہییت کے خلاف ہے اور دوسری صورت اسلئے باطل ہے کہ توارد علتیں متعلقین کا محال ہے جو ہر ایک حرکت و متحرک سے محال ہے۔ اور تیسری اسلئے کہ ترجیح با مروج ہے اور جب تینوں شے باطل ہوں تو وحدانیت حق تعالیٰ ضرور ثابت ہوگی جو دعا ہے۔

دلیل (۳۱۸) ایک صانع کے ثبوت پر دلیل موجود ہے کیونکہ صنائع اور حوادث کا پایا جانا صرف ایک صانع کی ضرورت بتلاتا ہے اور یہ کہ لازم نہیں کہ ایک کی ضرورت سے دوسری بلا ضرورت ہی فرض کر لیں اسلئے کہ تمام عالم کا انتظام اور التیام جس سے وہ بہتر ہے واحد ہو گیا ہے یہی دلالت کرتا ہے کہ صانع اسکا ایک ہی زائد نہیں۔

دلیل (۳۱۹) اگر ایک صانع سے زیادہ ہوں تو کوئی عاقل اپنی صنائع کی معرفت بعینہ نہیں کر سکتا تاکہ اسکی عبادت کرے اور اگر انعام کا شکر ادا کرے اور اسکا صانع بھی اپنی تعریف پر قادر نہ ہوگا اور نہ اپنی صنعت کو معین کر سکیگا اسلئے کہ دوسرا صانع بھی یہی صنعت کر سکتا ہے پس صانع اپنی تعریف سے عاجز ہوگا اور عاجز کو اگر اور صانع بتلانا و یا انون کا کام نہیں تو کیا ہی بہر حال خالق اہل و عاقل مخلوق متعین نہ ہوگی جبکہ انجام دہ نہی لغو و فضول ہے۔

دلیل (۳۲۰) دو بادشاہ ایک اقلیم میں نہیں رہ سکتے بلکہ ہر ایک دوسری پر غلبہ چاہتا ہے پس دو الہ جن میں شان کبھائی ہو سکتی نہ موافقت کر سکتے ہیں بلکہ ہر ایک دوسری کو رہنے سے تنہا کرے اور اسکا خلاف ہی اور جبکہ مخالفت ممکن ہے تو ممکن کہ فرض وقوع سے محال نہیں بلکہ لازم آتا حال انکی ایک شے کو ایک وقت میں ایک الہ حرکت دینا چاہے یا زائد کر کہنا۔ اور دوسرا اسکو ساکن کر نہ تیا یا زنا چاہی تو ضرور ہی کہ ایک یا دونوں عاجز ہوگی جو خلاف الہییت ہے۔

دلیل (۳۲۱) دو الہ کا مقام ایک جاتو ممکن نہیں دو مقام پر ہوگا پس ہر ایک الہ کو اپنے مقام میں وجود ضروری اور دوسرے کے مقام میں عدم ضروری اور دونوں کا وجود کامل نہ ہوگا۔ پس خدا ہر ایک کی صلاحیت اور میں نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کو عدم محیط ہوگا جو خلاف شان خدا ہے۔

دلیل (۳۲۲) کمال مطلق جو شان الہی ہی ہے اگر کمال متعدد ہو تو مطلق نہ ہوگا بلکہ مقید ہو جائیگا پس الہ ہی متعین نہیں ہو سکتا۔

دلیل (۳۲۳) اگر تعدد آکھ ہوگا تو حدود ذات الہ میں داخل ہوگا کیونکہ اگر ذاتی نہ ہو تو غیر کی وجہ سے ہوگا جس میں امتیاز الی اللہ صافی الہییت اور ذاتی ہونا عدد کا باطل ہے اسلئے کہ وہ متوقف غیر پر ہے اور متوقف غیر پر ناقص ہوتا ہے پس الہ ناقص کو الہ کمال کہہ سکتا ہے۔

دلیل (۳۲۳) ہر شے واحد بالمشخص ہے کیونکہ نوع کا وجود بھی اشخاص کی وجہ سے ہی پس جمیع موجودات وحدت میں اور کمال کے واحد کا اثر میں اس کے جو لوگ سر لے اللہ تعالیٰ اسے دوسری شے کو موشراستے ہیں خواہ وہ علت ہوں یا طبیعت یا ذرئۃ یا انسان یا جن یا ستارہ ہوں یا بندہ کو خالق افعال جلتے ہیں وہ گویا دوسرے کو حق تعالیٰ کا شریک گردانتے ہیں غرض کوئی فعل یا حرکت یا کوئی موجود بدون تاثیر ایک خدا کر نہیں ہو سکتا کوئی شے اس میں شریک نہیں۔

دلیل (۳۲۵) اگرچہ ایک خدا ہوں اور مخلوقات مشترک ہو تو ہر طرف سے کمال ہی وجود ہر مخلوق کو اندازہ اور حوصلہ کے موافق آئینہ گزین گزبھر بالشت میں بالشت بھر اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایک سانچہ میں دو چیزیں اور ایک سرسبز بزم میں دو سیارے اور ایک ادا ایک جوتی میں دو سی ہی دو قدم اور ایک شیر وانی میں اس کے موافق دو بدن اور ایک میان میں اسی مقدار کی دو تلوار اور ایک مکان میں اسی کو گنجائش کے موافق دو چند اسباب نہیں سماتا۔ اور اگر زبردستی ایک میں دو کو بھرنے لگتے ہیں تو وہ سانچا اور تنہ غیرہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے پس اگر وہ دونوں خدا کی طرف سے پورا پورا وجود ایک مخلوق میں سمٹنے لگے تو بیشک وہ مخلوق معدوم ہو جائیگی ان دو وجودوں کو ایک ہی چہا جس سے مخلوق محفوظ تو رہی ان اگر وہ خداوندی کمال نہ ہو تو وہ ناقص ملکہ شل دو چراغ کے کمال نہ ہوگا پس ہر ایک ناقص ہوا اور ناقص خدا نہیں ہو سکتا۔

دلیل (۳۲۶) جس کا رخا نہ کو دیکھتے کسی ایک چیز پر منقطع ہوتا ہے اور جس سلسلہ کو دیکھتے کسی ایک پر متبہ ہوتا ہے جیسا کہ پہلو کا رخا نہ آفتاب پر تمام ہوتا ہے اور عدد کا سلسلہ ایک پر اور موجوں کا پانی پر غرض جتنے جہان میں پھیلاؤ ہیں وہ کسی ایک شے کو کھینچنے چلے آتے ہیں جیسے مخروط کا ذریعہ یا گاجر کے پتی کی جانب ایک نقطہ پر پہنچتی آتی ہے اور ظاہر ہے کہ وحدت اشیا مذکورہ بھی وجود کی قسم میں ہے اور وحدت کا وجود ان میں عارضی ہے پس جیسے وجود عالم موجود اہل کا فیضی اسطرح ہے وحدت بھی اسی موجود اہل کا فیض ہے۔ لہذا وحدت کا اوس میں اہل ہونا ضروری ہے بخلاف کثرت کی کہ وہ حقیقت میں اقسام وجود پر نہیں غلطی ہے اور کو موجودات میں شمار کیا جاتا ہے بلکہ کثرت کا ہی عدم ہے۔

دلیل (۳۲۷) اگر کسی صانع ایجاد عالم میں شریک ہوں تو وہ دو وجہ سے صانع ہونے اور موجود اہل ہونے میں شریک ہوگا پہلی کسی بات میں علیحدہ بھی ہوگا اس کی کہ جہاں تعدد و اشتراک کسی بات میں موجود ان ضروری ہے کہ کسی بات میں اختیار ہے ورنہ تعدد گزرتا نہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ تعدد کو باہم امتیاز حاصل ہے ہر موجود اہل کے معنی میں یہ بات داخل ہے وہ ایک ہی ہو۔

دلیل (۳۲۸) ہمارے احاطہ وجود میں کسی دوسرے کی گنجائش نہیں یعنی جتنی دور میں کو ہم آ رہیں اوتنے دور میں کوئی نہیں سماتا جب ہمارا وجود ضعیف ہے اور احاطہ میں کسی کو نہیں آتے دیا اوس موجود اہل کا وجود قوی کیونکہ اپنے احاطہ میں کسی دوسرے کو سمٹانے کا اور ظاہر ہے کہ احاطہ وجود سب احاطوں میں وسیع ہے اوس سے بڑا کوئی احاطہ نہیں پس یہ بات تسلیم کرنی لازماً ہے کہ جسے جتنی کہ احاطہ میں کسی دوسرے کی گنجائش نہیں ایسی ہی موجود اہل کے احاطہ میں

جو بقا بکشتی متحرک کرے اور فیض وجود عالمگیر کے احاطہ میں جو بمقابلہ حرکت کشتی کے ہر کشتی نشینین کو حق میں اس کا فیض ہو کسی دوسرے
موجودہ اصلی اور فیض وجود کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ پس جیسے مرکب کا انتہا آخری ایسے اجزاء پر ہو جاتا ہے جن میں ہر ترکیب نہ ہو ایسے ہی
ہر چیز کا انتہا وجود پر ہی وجود سے آگے اور کوئی جز نہیں نکل سکتا۔ الغرض وجود ایک مفہوم واحد ہی اس کا خرج بھی ضرور ہے کہ اگر
ہی ہو پس ودی کی ہر گز گنجائش نہیں۔

دلیل (۲۹) اللہ تعالیٰ ہی قدیر عالم مستقیم ہے بصیر مدبر مختار ہے اور جملہ صفات اس کی تدبیر میں درج محل حوادث ہونا اور اس کا
لازم آگیا کہ محال ہو کہ عالم کی صنعت اور خلقت اور ترتیب اور انتظام اس کی قدرت اور علم اور ارادہ اور حیات پر دلالت کرنا ہے
اور ظاہر ہے کہ خلق مشی بدو علم شے کے نہیں ہو سکتا اور علم اور قدرت بدون حیات کی ممکن نہیں اور خلق کا اندازہ اور تخصیص بدن
اختیار مختار کرنا شایہ اور جو خالق کا اضطرار مانا جاوے تو عجز اور جہل لازم آتا ہے دوسرے یہ کہ اضطرار کی واسطے اختیار ضروری اصلی اضطرار
کر سنی میں یہ بات و ذیل ہے کہ وہ دوسرے مجبور ہو پس وہ محال ہی اضطرار خالی نہیں یا تسلسل لازم آگیا یا مختار پر سلسلہ ختم ہو گا۔ پس یہی مختار
خالق کی کائنات ہے۔ اور ہم و بصر و فہم و قدرت سے نقصان لگتی ہوئی ہے اور باری تعالیٰ تمام اوصاف کمال کا مستحق ہے
اور انہما اور بھرا ہوا عیب اور نقصان ہے دوسرے یہ کہ حیات کی واسطے مع و بصر جب تک کوئی آفت نہیں نہ ہو ضروری اور اگر حاصل عالم
کو مستقیم کہا جاوے تو نقص لازم آگیا جو محال ہے اس لئے کہ صانع عالم ہی ہو اور ہر جی یا مستقیم ہوتا ہی یا آوفا و آفت نقص ہے
پس ضرور ہے کہ وہ مستقیم ہو و جو المطلوب۔

دلیل (۳۰) جس قدر عالم میں صفات کمالیہ ہیں وہ سب صفات الہیہ کا فیض ہیں کیونکہ عالم کا وجود عارضی ہوتا ہے انہیں
اگر ذاتی وجود ہوتا تو فنا ہوتا اور تمام صفات کمالیہ وجود کے تابع ہیں اور جس قدر عالم میں صفات نقصان ہیں وہ سب بوجہ عدم ظاہر ہیں
ہیں وجود کر پڑے ہی عدم کا بھی ظاہر ہو جائے اور عالم اصل میں معدوم تھا پھر صانع تعالیٰ کے فیض سے حادث اور وجود ہوا لیکن عدم اصلی
ذات نہیں ہوئی بلکہ بوجہ وجود عارضی و کمالات وجود کو عدم اصلی اور صفات ناقصہ عدم کو جب ظاہر ہوئی ہیں اس لیے ہی عالم کو وجود
و عدم یا بھلائی اور برائی یا خیر و شر سے مرکب کہا جاتا ہے۔ اور بھلائی و برائی اور خیر و شر عالم کے اسی وجود و عدم کے آثار ہیں اور ظاہر ہے
کہ وجود خیر محض ہے اور عدم شر محض۔ دونوں کے لئے ہی ایک معجون مرکب تیار ہوئی ہو جس کو حادث کہتی ہیں۔ مگر یہ معجون کسی کو حق میں
نہر اور کسی کے حق میں تریاق ہے اور اس معجون کو نسخے مختلف ہیں ہر نسخہ دوسرے نسخہ کے برخلاف واقع ہے اور ہر نسخہ کے آثار بھی جدا ہیں
جو حکم مطلق کو کمال صنعت اور حکمت پر بنا ہوا ہے۔ اس معجون کا استعمال سے صحت و مرض جسمانی و روحانی دونوں حاصل ہو
ہیں جو شخص اس کا استعمال خود العمل کی موافق اور مطابق کرے اس کو صحت حاصل ہوتی ہے اور جو اپنی رائے سے اس کو استعمال کرتا ہے
اور دستور العمل کو پیش نظر نہیں رکھتا وہ مرض جسمانی یا روحانی میں مبتلا رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ معجون کا جو خاصیت اور افضال
معجون کی خوب واقف ہمارے اگر اس کا دستور العمل کہیں بجاوے تو حکم کیا کرنا ہے اور یہ بھی عقل میں نہیں آتا کہ معجون خالی

جائے اور اس کے خواص و انفعال کو نہ بتلایا جائے لہذا ضروری کہ اس معجون کو منافق و مفار اوں حکیم مطلق کے دستور العمل کے مطابق معلوم کر کے کار بند ہونا چاہئے اور طبع صحت و مرض جسمانی کی واسطے بدن انسان موضوع ہی اسطرح صحت و مرض روحانی کی واسطے روح انسان فی موضع ہی درج ہے صحت جسمانی اصل مانی جاتی ہے اور مرض جسمانی کو عارضی کہا جاتا ہے اسطرح صحت روحانی اصلی ہے اور مرض روحانی کسی عارضہ سے ہے اور جیسا کہ طبیعت اور مرض میں مقابلہ ہے جیسا کہ اطباء بحران کہتے ہیں اسطرح روح اور نفس میں جنگ ہے جسکو صوفیہ جہاد کہہ رہے ہیں اور جیسے طب جسمانی کے امراض مختلف ہیں مثل صداع و فالج و سکتہ و استرخا و تشنج و لقوہ و سرسام و ذات الریہ و سور مزاج و جگر و بخار پیش و قویج و نفرس وغیرہ اسطرح طب روحانی کے امراض مختلف ہیں مثل تکبر و کینہ و عداوت و حسد و بغیض و بغی و قوی و غماصت و نزاع و عجب و غرور و ہوا و ہوس و کفر و معصیت کبیرہ و صغیرہ اور ہر مرض کے اسباب و علامات و علاجات جدا جدا ہیں جسکو شرع نبوی متلاتی ہے۔

دلیل (۱۳۳) عالم کے کچھ صفات کمالیہ اور صفات نقصانیہ عالم کے حدوث اور امکان پر دلالت کرتے ہیں جن میں معلوم ہوتا ہے عالم پی ذات میں دوسرے کا محتاج ہے چونکہ یہ تمام صفات کاملہ ذاتی ہوں اور کسی دوسرے کا فیض نہ ہوں اور تسلسل لازم آئے گا کیونکہ ہر چیز میں کسان کسان جو اشرف مخلوقات ہو کسی صفت ذاتی نہیں کہتا ورنہ وہ صفت قابل زوال نہ ہوتی پھر اگر علم ہی تو اسکی ساتھ جہل بھی اور جو قدرت ہی تو غیر بھی ضرور ہے اور حیات کی ہر حالت علی ہذا سمع و بصر بھی انسان میں پورے پورے نہیں قریب کی شے نظر آتی ہے اور دور کی نظر نہیں آتی اور وہ بھی بجز رنگ و شکل کے زیادہ نہیں دیکھ سکتا اسطرح سماعت دوری و شواہد اور آہستہ کلام متنا مشعل ہی عرض انسان کی ہر صفت کو کاملہ ہی ہو مگر ناقص ہی اور ہر ناقص کسی کامل کی خبر دیتا ہے وہ بجز حق سبحانہ و تعالیٰ کے دوسرے کون ہے۔

دلیل (۱۳۴) اسکا تاہیہ کا ترجمہ اردو میں کیا جاتا ہے جس میں معلوم ہو جائیگا کہ اس کی مخلوقات کو کیا کیا عطا کیا ہے اور وہ اپنے اسرار و صفات میں کیا ہے۔ وہ یہ کہ وہ ذات جامع جمیع صفات کمالیہ ہے اسکی رحمت دنیا میں مومن و کافر کو عام ہے اسکا قدرت میں ہر شے کی واسطے خاص ہے اور بادشاہ بڑی مملکت اور قدرت والا ہی وہ تمام نقصانوں سے پاک ہے۔ وہ جملہ خوب اور شروری منزہ ہے اس نے مخلوق کو دفع مضرت کا اسباب دیکر ان میں بخشا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا ہے اسکی اوصاف کا احاطہ نہیں ہو سکتا وہ عظیم المثال وہ بندوں کی اصلاح کرنے والا اور شکلی کو دور کرنے والا ہے وہی صاحب کبریا ہے اسکی صفات مخلوق کی صفات سے اعلیٰ ہیں وہی ہر شے کا آغاز دکنیہ والا و کار کرنے والا و ہر شے کو بقائے حکمت بدین تفاوت و خلل کو پیدا کرنے والا ہے وہی صورت اور شکل ہر شے کی بناتا ہے وہی بندوں کو عیب اور گناہ دنیا میں چھپاتا ہے اسکا قدرت میں عذاب ہے چھپاتا ہے ہر شے اسکی سزا ہے وہی ہمیشہ انعام و عطا و عفو و عفو و عفو و عفو کی اشیاء اور انکو اسباب وہی پیدا کرتا ہے وہ ہر شے کو حسب استعداد و قابلیت رزق اور قوت بخشا ہے اسکا علم نام و اشار کے ظاہر و باطن اور کلیات و جزئیات کو محیط اور حاوی ہے وہی درمیان خلائی کے فیصلہ کرنے والا ہے وہی رزق کو چھپاتا ہے و تنگ کرتا ہے اور چھپاتا ہے فری اور رحمت دیتا ہے وہی دلوں کو قبض اور بسط کرتا ہے وہی پست کرنے والا اور بلند کرنے والا ہے وہی غنی

دینوالا اور ذلت دینوالا ہی وہی خاص اپنی سب کو جو جہندی اور شہوت پرستی و خلاصی دلو اگر عزت بختا ہی اور اہل دنیا کو خوشامد
 اور ہوا پرستی میں رکھ کر ذلیل کرتا ہی وہی کامل سننے والا اور کامل دیکھنے والا ہی وہی حق و باطل میں قول فاصل کھنڈے والا ہی اور وہی
 حاکم ہے جسکے حکم کو کوئی نہیں رد کر سکتا اور ہی نہایت عادل ہی وہی فعل کو کرتا ہی حسین حکمت ہی وہ علم اور جو سرباک ہی وہی سب
 توفیق دیتا ہی جس سے فلاح دارین حاصل کر سکیں وہی بندوں پر لطف اور عنایت کرتا ہی اور ان کو بطرف حق کی ہدایت اور ارشاد کرتا
 ہی اور وہی دونوں میں توحید کا حافظ ہی وہی عبادت کو آسان کرتا ہی اور عیب ہی پاتا ہی پوشیدہ اور مخفی امور کو جاننا ہی وہی سینوں کے
 علوم و سوسائس ہی خبر داری اور اس کو غضب اور غیظ جلد نرا دینے پر راہ گنہہ نہیں کرتا وہ بڑی عظمت والا ہی وہ بڑی بخشش کرنے والا اور گناہ
 سوز تباہ کرنے والا ہی وہی قدرت والی کرنے والا اور اتم قلیل پر عطا کر جیل دینے والا ہی وہ علم و مرتبہ میں ایسا کامل ہے کہ سب مراتب اور سب مرتبہ
 تحت میں ہیں اس کی ذات اور صفات تصور ہی برتر ہیں اور تمام مخلوق اس کی بلال میں جلیں میں اور جمیع عقول اس کو وصف کمال سے
 عاجز ہیں وہ مشاہدہ حواس اور ادراک عقول ہی ہر جگہ موجودات کا حافظ ہی وہی قوت بدنی اور رزق معنوی پیدا کر کے اجسام و
 ارواح کو پیر پختا ہی اور وہی تمام اجسام میں کافی ہے وہ صفات جلالیہ کے ساتھ موصوف ہی جو وہ عطا کلا سوال اور بلا کیلئے
 کے دیتا ہی اس کے تحت ان خرم نہیں ہوتے اور شاؤسکی بخشش اور عطائنتی ہی وہی جو باوجود قدرت کے حقو کرتا ہی اور وعدہ کو وفا کرتا
 ہی اور جب دیتا ہی تو کاندہ زیادہ دیتا ہی اور نہیں پروا کرتا کہ کقدر دیا اور کس کو دیا ہی ہندوئی احوال و احوال جاننا ہی اور انکی موت کا
 وقت اور انکو سانس کی شمار جاننا ہی وہی جو دعا کو قبول کرتا ہی اور غلطی حاجت روا کی کرتا ہی اور اسکا مالک اور اسکی رحمت بڑی وسیع
 اور کشادہ ہی وہی حکمت والا ہی وہی نے ہر شے کو مناسب اور موزون بنایا ہی وہی جو ہر ایک کیلئے پہلائی کو پسند کرتا ہی اور اپنے
 دوستوں میں محبت کرتا ہی اور وہی مخلوق کی قلوب میں محبوب ہو اسکا کرم اور احسان بے پایان ہی اسکی ذات اور صفات سب سے
 اشرف و اعلیٰ ہی وہی رسول کو احکام دیکر امتوں کی طرف بھیجتا ہے اور وہی قرون سب کو اکٹھا کر میدان حشر میں جمع کر دیتا ہے
 ہمتوں کو برکھینے کرتا ہی کہ میدان توحید میں ترقی کریں اور اخلاق رزلیہ کو پکین وہی حاضر ہو اور ظاہر و باطن ہر شے سے واقف ہے
 اور سب کا جو ثابث اور یقینی ہی وہی سب کو سب امور کا متکفل ہی وہی بڑی قدرت کا ملہ پوری پوری کرتا ہی اور وہی نہایت قوی
 اور نہایت غالب ہی کہی امر سے عاجز اور مغلوب نہیں وہی اپنی دوستوں کی مدد کرتا ہی اور انکی امور کا متولی ہی وہی تعریف و
 توصیف کو لائق اور مستحق ہے وہی تمام موجودات کا عالم ہی وہی کائنات کو عدم ہی وجود میں لاتا ہی اور وہی دوبارہ مخلوق کو احادہ
 کر کے زندہ کر دیتا ہی وہی زندہ کرتا ہی اور وہی مارتا ہی اور وہی حیات ازلی وابدی رکھتا ہی اور وہی بالذات قائم ہے اور غیر کو قائم
 کر دیتا ہے اس سے کوئی شے جو وہ چاہی قوت نہیں ہو سکتی وہ نہایت یکم ہی وہ اپنی ذات اور صفات اور احوال میں اکیلا
 ہے کوئی اور اسکا شریک نہیں وہ حاجات سب کو دیتا ہی ہمیشہ قائم ہی اسکی طرف سب کی محبت اور سب کا اعتماد ہے
 وہ بڑے زور والا ہے جب کو چاہے مقرب کرے اور جب کو چاہے بعید رکھے وہی اول ہے کہ اسکی اولیت کی ابتدا

نہیں اور وہی سب کے بعد قائم رہیگا کہ اسکی آخریت کی انتہا نہیں اور اسی سے تمام امور شروع ہوئی اور اسی کی طرف عود ہے اور
 وہی مراتب وجود میں مقصود ہے اور سیک عالم میں ظہور ہے اور وہی مخلوق سے چھپا ہوا ہے اور وہی امور کا متولی اور روشنی اور غم کا حاکم ہے
 وہ نہایت عالی اور نقصانوں سے برتر ہے نہایت محسن ہے وہی بندہ کی طرف ترجیح ہوتا ہے جبکہ بندہ اسکی طرف رجوع کرتا ہے
 اور وہی گنہگاروں کو توبہ کے اسباب کی توفیق دیتا ہے اور غم کو مٹاتا ہے اور اسکا عذر قبول کرتا ہے وہی انتقام لینے والا ہے اور
 وہی معاف کرنے والا ہے وہی مہربان نہایت رحمت کرنے والا ہے اور سیک حکم تمام جہان میں چلتا ہے کوئی اس کے احکام و مقصود کو
 کو نہیں روک سکتا تمام خرمین اور کائنات مخلوقات کے اور سیک کا فیض ہیں وہی امور متضادہ اور متضادہ کو جمع کر کے اور ان سے
 عجیب و غریب آثار ظاہر کرتا ہے وہی انصاف کرنے والا ہے اور ظالمین سے مظلومین کا انتقام لینے والا ہے اور وہی عاقبت
 سے اور ضعیفوں سے ظالموں کو دور رکھتا ہے وہ ہر شے سے متفرد اور بے پروا ہے اور وہی جسکو چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور
 اسباب ہلاک و نقصان کو ابدان و ابدان سے دفع کرتا ہے اور وہی ضرر دینے والا ہے اور وہی نفع دینے والا ہے وہی نور و سما
 و زمین ہے اور وہی نہایت کریم والا ہے اور وہی جدید و صریح و قوی کا عدم سے وجود میں لایا ہے وہی باقی ہے اور وہی
 فنا کے وارث ہے اور وہی تدبیر والا مشورہ کے اپنی نہایت پرہیزگاری ہے وہی بے رحم اور عاصی کے عقوبت میں جلدی نہیں کرتا ہے
 وہی پروردگار ہر عالم کا ہی اور وہی دن جزو اکمال ہے اور جانا چاہے کہ صفات و قسم میں ایک صفات ذات اور دوسری
 صفات فعل اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ جس شے سے اللہ تعالیٰ موصوف ہوا اور اسکی ضد سے موصوف نہ ہو تو وہ صفات
 ذات ہیں جیسے علم اور قدرت اور عزت اور غلظت۔ اور اسکی ضد سے موصوف ہونا جائز ہو تو وہ صفات افعال ہیں جیسے قدرت
 و رحمت و سخا و غضب۔ اور صفات کا اطلاق دونوں ذات کو ہوتا ہے جیسے علم اور قدرت اور اسم کا اطلاق مع ذات کے ہوتا ہے
 جیسے عالم اور تغیر اب غور کا مقام ہے کہ مخلوق کے پاس کوئی شے ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں پہنچی اس کے اعضا
 اور قوی افعال سب اسی خالق کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ رہا اختیار وہ بھی اسی کی اختیار سے پیدا ہوا ہے اور وہی تعلق اختیار مخلوق
 میں اختلاف ہے کہ وہ علمی ہے یا وجودی ہر حال بندہ کے اجزا اور تمام تار و پود اسی وجود کا فیض ہے خدا لا ان صفات اسکی
 در خیال اس کے ہر اکر اور ہر سے جذبہ اور کشش نہ ہو تو ہم سوچیں گے۔

دلیل (۳۳۳) عالم کا وجود اسکی ماہیت کا غیر ہے کیونکہ سلب وجود کا ماہیت سے درست ہے اور سلب ماہیت کا ماہیت
 درست نہیں پس وجود غیر ماہیت ہوا اور جبکہ وجود عالم ماہیت کا غیر ہے تو اس وجود کا عالم سلب ہونا محال نہیں اور عقل
 کی مجال نہیں کہ اسکا استحالة ثابت کر سکے۔

دلیل (۳۳۴) ماہیت کی نسبت وجود عدم کی طرف برابر ہے اور ماہیت کی نسبت اپنی نفس اور اسکی سلب کی طرف برابر نہیں
 لہذا وجود ماہیت کا غیر ہے۔

دلیل (۳۳۵) ماہیت کا تصور بدون وجود کے بھی ہو سکتا ہے چنانچہ کرہ اور شلث اور ربیع کی ماہیت عقل میں بلا وجود بھی آتی ہے پس دونوں میں غیرت ہوئی۔

دلیل (۳۳۶) کبھی ثبوت ماہیت کی تصدیق واسطہ نفس اپنے کے ہوتی ہو اور وجود ماہیت میں شک ہو تا ہے اس دلیل سے بھی غیرت ثابت ہے۔

دلیل (۳۳۷) وجود اگر عین ماہیت ہوتا تو ماہیت واجب ہوتی اور وجود کا کل ماہیت پر مفید نہ ہوتا بلکہ کوئی شے معدوم نہ ہوتی ورنہ سلب الشی عن نفس لازم آتا۔

دلیل (۳۳۸) وجود عالم میں مشترک ہو بظان ماہیات و حقائق کے کہ وہ مشترک نہیں لہذا وجود اور ماہیت جدا جدا ہوسے اور فار عالم جائز ہوا۔

دلیل (۳۳۹) بطرح انسان چار عنصر یعنی آب خاک ہوا آگ ہی جو باہم دشمنی رکھتے ہیں مرکب ہوا ہی جو یہ عالم ہی بنایا مختلف المذاق اور مختلف تاثیر سے مرکب ہوا ہی بلکہ کثرت اجزاء عالم بقدر عالم کی بڑائی اور جہ غایت ہو اور جب عالم مختلف اقسام کے موجودات سے مرکب ہوا اور ہر قسم کی مختلف تاثیر ہو تو بے شک ایک دوسرے کا دشمن ذاتی اور مخالف صلی ہو گا۔ اور اس کو تھا کا روا دار نہ ہو گا اور جب ذرا بھی ایک کو غلبہ ہو گا تو تمام عالم کا مزاج میں ایک فساد آجائے گا یعنی وہ کیفیت متوسطہ جو پیشتر تھی زائل ہو جائے گی اور جب وہ کیفیت باقی نہ رہی اور مختلف مذاج جا تا رہا تو تمام عالم کا حق میں یہ مرض ہلکا ہو گا اسلئے کہ آدمی کا بدن مثلاً چار چیزوں مرکب ہو اور ان چار کو غالب و مغلوب ہونے سے ہر اذن ارض طر طرح کی پیدا ہوتی ہیں پس عالم تو بیشمار چیزوں سے مرکب ہو انکو غالب و مغلوب ہونے سے تو لاکھوں قسم کے مرض پیدا ہوتے ہیں اور بطرح انسان کی مثلاً ایک عمر طبی ہی بطرح تمام عالم کی بھی ایک عمر طبی ضروری۔ آخر فنا آخر فنا۔

دلیل (۳۴۰) کوئی معاملہ اور بیع و شراہ اپنی ذات کی واسطے نہیں ہوتا بلکہ مقصود اس سے نفع ہوتا ہی اس طر طرح کوئی شکر و بجز نفس انکا کر انکار نہیں کرنا بلکہ اپنے مقابل کو مغلوب کرنا اپنی اظہار خوبی کی واسطے کوئی غرض کوئی صورت اسلئے کہ جانشی نہیں دیتی اس طر طرح کسی سوال کرنا کہ یہ کام کیوں کیا اس وقت صحیح ہو کہ جب اس کام اور اس صورت سے دوسرے معنی پیدا ہوتی ہوں ورنہ سوال کرنا مقصود ہو گا پس چون و چرا کہ سوال فائدہ ہی ہو اگر کوئی فائدہ نہ ہو تو لغو ہی اسلئے کہ جب وہی شکل و صورت مقصود بالذات ہو تو وہی فائدہ ہی ہو کہ فائدہ سوال پوچھنا ہی لہذا ہر صورت واسطہ کسی معنی کو بتائی جاتی ہے پس آسمان و زمین اور انسان و حیوان جملہ اشیا کو اگر خاص صورت کی واسطے بنایا گیا ہو تو اس میں حکمت نہ ہو بلکہ ضرور یہ کہ چاند سورج و ستارے تو عام علویات و غلیات کو کسی مصلحت اور حکمت کے واسطے بنایا گیا ہو کہ یہ نہ بنایا اگر حکم نہیں تو یہ ترتیب اور اعلیٰ درجہ کا انتظام کسی ہو سکتا ہو اور جو صانع عالم کی ہر توفیق اور ہر حکمت سے غالی نہیں پس بطرح انسان کا مزاج اور غذا کا فنا ہونا کسی حکمت پر مبنی ہو اس طر طرح تمام عالم کی فنا و بے بصر کے کے جزا و سلا ہی غالی اور حکمت پر مبنی ہوگی

دلیل (۳۴۱) جو چیز اجزاء مختلف سے مرکب ہوتی ہو اول ایذا رکھنے ضرور کوئی مذکور کی معدن اصل ہوگی جو کہ ابتدا کرے گا۔

مین ادن ایزار کہ او سب میں سے لیا ہوا پروردہ ایزار جتنا کہ جدا جدا ہو جائیں تو خود بخود اپنی اصل میں مل جائیں یا قابل اسکے ہوں کہ او کو اپنی اصل میں پہنچا دیا جائے اچھوں کو اچھوں مقام میں اور بدوں کو برے مقام میں پہنچایا جائے کیسکو قیامت کہتے ہیں۔

اب ابطال تناسخ یعنی آواگون کی دلائل بیان کی جاتی ہیں

دلیل (۳۴۳) جو دن کا سلسلہ دو حال سے خالی نہیں یا زمانہ گزشتہ میں غیر متناہی ہو گیا تھا ہی اگر غیر متناہی مانا جاوے تو سلسلہ غیر متناہی لازم آئے گا جو بدلائل و براہین کثیرہ باطل ہے اور جو متناہی تسلیم کیا جائے تو سب سے اول جو دن میں جو کچھ آرام و تکلیف پیش آئی ہوگی اور بیشک پیش آئی ہوگی کیونکہ کوئی انسان ان دونوں سے خالی نہیں رہ سکتا خاصگی صحتی کا آرام اور مرگنے کی تکلیف تو ہم کو ہر روز ہوتی ہے اور کوئی بھی اپنی جہاں جزا و سزا کی تواب و عذاب کو نہ کہے کہ یوں کہا جائے کہ آرام و تکلیف کا جزا و سزا میں مختصر و نا کچھ ضرور نہیں بلکہ ممکن ہے کہ کسی اور مصلحت کیلئے ہو یا خداوند بوجہ تعلیم علم جو کچھ تعلیمین و جاتی ہیں اور شیرخوارگی میں جو کچھ رعایت و مروت اچھوں کی جاتی ہیں وہ تو کرم عمل کی سزا و جزا کی بلکہ یہ دونوں باتیں اولاد کو حق میں داخل تربیت و پرورش میں ہیں پس یہ سب ہی آدم کے حق میں بہت سی ایسی آرام و تکلیف جو بظاہر ہی آدم کی پہنچتی ہیں جزا و سزا نہ ہوئے تو خدا کی طرف سے جو آرام و تکلیف پہنچتی ہیں وہ تمام کیونکہ داخل جزا و سزا ہوگی بلکہ اگر کسی بدرجہ اولیٰ ایسی ہی آرام و تکلیف پہنچتی ہیں جو داخل تربیت ہوگی کیونکہ حقیقت رب و مرئی وہی ہے بلکہ بندگی تربیت بھی حقیقت اسی کی تربیت ہے اور بندہ ہی میں مبتلا نہ کہ کوہین۔ غایتہ انی الباب اگر کسی خاص کی تربیت نہ ہو تو مجموعہ عالم کیلئے ہی ہے کیونکہ مجموعہ عالم بھی ایک شخص واحد ہے اور اس کے لئے بھی ایک روح جدا گانہ ہے۔

دلیل (۳۴۴) عقل کے نزدیک یہ بات نہایت بعید ہے کہ کوئی روح پہلے زمانہ کی ایام شعور کو واقع کو ایسا بہول جلسے کے بالکل بدل کر دے اور جو جاویدین خاک ہو کر وہ باتیں جنکی جزا و سزا میں فی الحال تکلیف و آرام اٹھاتی ہے کیونکہ وہ جزا و سزا ہی کیا ہوگی جو اسکو اپنی کوسے کی خبر بھی نہ ہو۔ اس صورت میں تو لازم تھا کہ روح کو اپنے سب افعال پہلے جو کرنا دیکھتا اور روز ازل کی سنگامہ کو یاد نہ کرنا تھا تو قیاس نہیں کیونکہ لمحہ و لمحہ یاد و گھڑی کیلئے یہ قصہ پیش ہوتا نہ کہ عمر بھر کیلئے۔

دلیل (۳۴۵) اگر ان احوال کو جزا و سزا ہی کہا جائے تو اس میں کیا شکل ہے کہ اسی عالم کو افعال کی جزا و سزا میں مثلاً کوئی ذمہ داری تو مر جائے اور تریاق کھاتا ہے تو پھر ہوا جاتا ہے کوئی شخص کسی ذمہ داری کیلئے برائی کرتا ہے تو انجام کا نقصان اٹھاتا ہے اور یہ امر یہاں مروت کو ساتھ سلوک کرتا ہے تو فائدہ اٹھاتا ہے اور یہی افعال ہی اس میں کہ ہوں کہ او کا شرہ میں مرتب ہوتا ہے تو کیا حرج ہے جیسے کسی کی ران یا پینڈی میں کوئی ذیل غلتا ہے تو وہ یا گم گشت کی غذا و سکا شرہ ہوتا ہے گھڑی و گھڑی کو کھانے سے ذیل پیدا نہیں ہوتا اسلئے اکثر وہ کھانے یا دھبی نہیں رہتا اور اس یاد نہ ہونے سے کچھ نقصان بھی نہیں کیونکہ ذیل کا خلل صرف اس غذا و سبابت کی سزا نہیں گنی جاتی البتہ اس ذیل کا اس غذا کا شرہ اور اس کے متبرین اس طبع پر اپنی آرام و تکلیف کو بھی کسی غذا یا کسی حرکت کا شرہ سمجھتے تو کچھ مشکل نہیں علیٰ ہذا القیاس بعضے افعال نیک و اگر بعضے تکالیف پیدا ہوں تو کیا مشکل ہے۔

اسی طرح انفصال بد کو سمجھئے۔

دلیل (۳۴۵) جب روح ایک بدن سے جدا ہو کر دوسرے بدن سے متصل ہوگی تو ضرور درمیان کو زمانہ میں معطل ہوگی پس تہوڑے زمانہ تک تعطل جائز کہنا باقی زمانوں کے تعطل کو جواز کا مقتضی نہیں تاسخ کی کیا حاجت رہی اور جو درمیان اتصال و انفصال کو زیادہ نہیں ملے
 دلیل (۳۴۶) نفس کا حدوث وقت حدوث بدن ضروری نہیں جو مزاج بدلی حادث ہو اور کسی ساتھ اس بدن کی کھلی نفس بدہر کا حدوث چاہئے لہذا ایک بدن کی واسطے ایک نفس کافی ہے۔ حالانکہ در صورت تاسخ کو نفس ایک بدن کی واسطے لازم نہیں ایک نفس جو ہمراہ بدن پیدا ہوا ہو اور دوسرا وہ نفس جو پہلے بدن کو چھوڑ کر اس بدن میں آیا ہو پس اگر تدبیر اور تصرف بدن میں نہ کرے تو نفس نہیں درنہیں حاصل ہو مثال ثابت ہے۔

دلیل (۳۴۷) روحانی سے تاسخ خالی نہیں یا وہ نفس دوسرے بدن سے وقت فساد بدن اول کو متصل ہوگا یا کہ پہلے بدن کو یا کہ بعد میں اگر اسی وقت متصل ہو تو ہم پہچنتے ہیں کہ دوسرا بدن اسی وقت میں جبکہ اول بدن فاسد ہوتا ہو پیدا ہوا ہے یا اس سے پہلے اگر اسی وقت حادث ہوا ہو تو نفس مفارقت اور ابدان حادثہ کی شمار تمام اوقات میں برابر ہو باعد و نفوس زیادہ ہو یا کم پس در صورت مساوات واجب ہے کہ فنا بدن کو حدوث بدن دیگر لازم ہو اور نیز ابدان کا فنا اور فاسدہ کا عدد برابر ہو اور یہ بالکل خلاف واقع اور خلاف عقل ہے اور اگر نفس زیادہ ہوں تو ایک بدن پر کثیر کا جمع ہونا لازم ہوگا۔ پس اگر استحقاق اتصال کا سبب میں برابر ہو تو سبب متصل ہوگی اور ایک بدن کیلئے نفس کثیرہ کا ہونا لازم آئے گا جسکو ہم بھی باطل کر چکے ہیں یا سبب میں جھگڑا ہو گا جسکا نتیجہ سبب کا عدم اتصال ہو پس بدن بعد فساد بدن اول کے غیر متصل رہے گا حالانکہ اسکو متصل مانا تھا اور جو استحقاق میں مختلف ہوگی تو بعض کا اتصال اور بعض کا عدم اتصال لازم آئے گا۔ اور جو نفس قلیلہ ہوں تو دو مثال خالی نہیں یا ایک نفس کئی بدن سے متصل ہوگا تاکہ حیوان اور غیر حیوان ہوں یا ایک ہی نفس کو لازم ہوگا جو محال ہے یا بعض ابدان متعدد ہا نفس جیسے کہ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا یا بعض بعض سے متصل ہوگی اور دوسرے ابدان کیلئے دوسرے نفس پیدا ہو گئے کہ جائینگے سمین۔ دو مثال لازم ہیں ایک حیرت بلامر حیرت اور دوسرے حدوث نفس بعض ابدان کیلئے بلا اولویت اور اگر نفس مفارقت کرے بدن کی ساتھ متصل ہو کہ وہ قبل مفارقت کے پیدا ہو گیا ہو پس اگر اس بدن کو دوسرا نفس ہوگا تو وہ نفس کا تعلق ایک بدن سے لازم آئے گا اور دوسرا نفس نہ ہو تو بدن کا جو متعدد نفس ہو معطل ہونا لازم آئے گا۔

(اب دلائل رسالت سنئے)

دلیل (۳۴۸) عقل کو جمیع امور معلوم کرنے میں استقلال نہیں خصوصاً وقت فساد امور کہ بلکہ بعض کو عقل مستقل طور سے دریافت کر لیتی ہے اور بعض سے قاصر ہے کیسے کہ اس طرف رسالت نہیں اور بعض میں تردد کرتی ہے پس جن امور کو استقلال اور اک کرتی ہے مثلاً وجود و ابتعالی اور علم و قدرت الہی انکو رسول و تعویذ اور تاکید زیادہ ہو جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے اولہ عظیمہ یا ہم ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اور جن امور کی اور اک سے عقل قاصر مثلاً ویدہ الہی اور حاد و جمالی اور فلان روز روزہ رکھنا یا برادر فلان روز روزہ رکھنا یا چاہا ایسے امور رسول کو بیان

کہ کار خیر و مایہ نیرین رغبت کرین اور کار بد و مریضی عنایت سے احتراز کرین اور بچین۔

دلیل (۲۵۵) رسالت حق تعالیٰ کی طرف سے مہربانی جو اور تمام عالم کیلئے رحمت ہو کہ وہ کما حقہ جنتیں اور مصلحتیں بے شمار ہیں اسلئے کہ وہ ان نظام جس سے اصلاح ہی نفع انسان کی علی العموم معاش و معاویہ میں ہے۔ یہ وہ جنت انبیاء کا کامل نہیں ہوتا۔ و نیز نصرت انبیاء خیر عالم کا سبب ہو اور حکمت اور عنایت الہی کا اقتضا ہو جو بندوں پر جناب باری کی بڑا احسان اور انعام کیا ہو اگر رسالت نہ ہو تو کمال انسانی کا ظہور مشکل تھا اور نیز خیر و شر میں دفع و شواہی۔

دلیل (۲۵۶) اگر بعثت نہ ہو تو توحشی لوگ یہ حجت پیش کر سکتے تھے کہ ہر دور گارہاری ترکیب ایسی بنائی گئی جو جس سے سہو اور غفلت ہو اور غضب اور شہوت ہاوسہ اندر رکھی گئی جو آدم پر کیا کہ گناہ چلا جاوے ہر گاہ کہ اور اگر کہنے میں جریض ہے مسلط کیا گیا ہو پس کیوں کسی شخص کو ہم میں سے نہیں بھیجا تاکہ ہم دس سے خوش ہو تو اور خوش نہ ہو تو اور ہو تو وقت وہ کہو تہہ بکر تا اور بڑا نسیان کو کہ وہ کم یاد دلانا اور بروقت جہل کے تعلیم دینا اور شہوت سے بکھڑا نفع آنالہ جناب باری کی اس حجت کو قطع کر کے کو انبیاء پر جو اور جسکو چاہا اپنی رحمت و خاص کیا بدون استحقاق و جہل و شر و سہو۔

دلیل (۲۵۷) حق تعالیٰ کا کر اور خالق اور نعم حقیقی ہو اسکی رضا جوئی اور اطاعت ہاوسہ ذمہ فرض ہو اور اسکی رضا کے موافق کرنا بدین و اطلاع رضا وغیرہ رضا مقصور نہیں۔ اور رضا کی اطلاع کا حال یہ ہو کہ ہماری تمہاری رضا وغیرہ رضا بھی بدین و تہلکے کے کیوں معلوم نہیں ہو سکتی پس خداوند عالم کی رضا وغیرہ رضا ہے اسکی تہلکے کی کیوں معلوم ہو سکتی حالانکہ ہم جہلانی ہیں اور ہم سے زیادہ کوئی بخیر نہیں با اینہما اگر سیدہ سیدہ ملوین اور دل کو چکر کر رکھلا دین تو بھی دل کی بات دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ رب العالمین تو سب سے زیادہ لطیف ہو کہ رکھلائی نہیں دینا پھر اسکی ذات کی بات اور اسکی تہلکے کسی کو کیوں معلوم ہو سکتا اور جو ایک دو بات کیوں عقل سلیم سے معلوم ہی ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں تغیر نہ ہو کیوں کہ احتمال ہو کہ حق تعالیٰ بوجہ خود مختاری و بے نیازی وقت کے اس حکم کو منسوخ کر کے دوسرے حکم دیدے علاوہ ہر میں اس قسم کے علم اجمالی ہو کیا کام چلتا ہو جب تک تفصیل اعمال کی من اولوالی آخر معلوم نہ ہو جائے تعقل حکم نہیں ہو سکتی لہذا اس کے ارشاد کا انتظار ضرور ہو مگر اس کی نشان حالی کو دیکھئے تو یہ بات تک ہو سکتی ہے کہ خود خداوند عالم ہر کس دن اسکی کو اپنی رضا وغیرہ رضا کی خبر دے۔ بادشاہان دنیا اس تہوڑی سی نعمت پر اپنی ہی بی نفع سے نہیں رہتے وہ کان و کان مکان مکان پر کہتے نہیں بھرتے مقربان بارگاہ ہر کہہ دیتے ہیں وہ اور مدین کو سنا دیتے ہیں اور بذریعہ اشتہارات و منادی اعلان کر دیتے ہیں خداوند عالم کی بارگاہ اعلیٰ ہر دین بھی ہو گا کہ بقریب سے فرما کے اور وہ دوسروں کو بھیجاں کہ ایک لوگوں کو اہل اسلام بنیاد اور پیغمبر اور رسول کہتے ہیں لیکن دنیا کے تقرب اور خواہی کیلئے بھی اسکی اطاعت ہر ناصر و رہے ہو نہ خالفتو کو اپنی بارگاہ میں کون گھسنے دیتا ہو اسلئے یہ ضرور ہو کہ وہ مقرب جن پر اسرار اور اصول احکام انکار کر دین ظاہر باطن میں مطیع ہوں پس جبکہ خداوند علیم و خیر باعتبار ظاہر و باطن کے مطیع و فرمانبردار سمجھے گا اور اسکی غلطی ممکن نہیں ہو خلاف

مقربان دنیا کے۔

دلیل (۳۵۸) بندہ کا وجود امکانی تین مرتبہ کرتا ہے ایک علوی نورانی مثل ملائکہ کے اور دوسرا سفلی جسمانی مثل جنات کے اور تیسرا متوسط درمیان اول و دوم کے جلیو انسان اور انسان بھی تین مرتبہ کرتا ہے بعضے انسان وہ ہیں جنہیں مرتبہ عالی کا حکم غالب ہو اور وہ کالین ہیں جو نہایت اعتدال پر ہیں اور بعض آدمی ایسے ہیں جنہیں مرتبہ سفلی کا حکم غالب ہو اور وہ اشتیاق اور بد بخت ہیں جنکا شکار اسفل السافلین ہے اور بعض انسان دونوں مرتبوں میں متوسط ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تصدیق کر کے اچھے عمل کئے۔ پھر اعلیٰ و قسم میں بعض وہ ہیں جو ہر طرح سے مرتبہ ملائکہ رکھتے ہیں جنکو انبیاء کہتے ہیں وہ صورت بشر میں آکر آگئے تاکہ قابلیت اور مناسبت فیض الہی کی ہمیشہ تری کرتے رہیں اور اول فیض الہی دالے درگاہ الہی سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور انکو مراتب متفاوت ہیں بعض تو بلا واسطہ فیض الہی ہیں اور بعض متوسط واسطہ کچھ اور لیا کا مرتبہ ہے۔ جو انبیاء سے بعد بنا کر فیض حاصل کرتے ہیں اور فرشتوں سے بطور الہام و کلام کر فیض الہی ہیں اور جنات کو جو فیض حاصل ہوتا ہے وہ یا فرشتوں سے سرزد کرتے ہیں یا انبیاء یا اولیاء کے ذریعہ سے لیتے ہیں اور بعض آدمیوں کو جو بعض امور معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ انبیاء کی متابعت نہیں کرتے اسوجہ سے کہ انکا ہر ادا جن کو تعلیم کر دیتا ہے پس اگر نعمت انسا نہ ہوتی کسی انسان اور جن کو کمال علمی حاصل نہوتا۔

(افضلیت مخالفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دلیل (۳۵۹) عقل انسانی کی اسو افعال لطیف رسائی نہیں جن سے آخرت میں نجات حاصل ہو پس مہر طرح مخلوق کو اطباء کی طرف حاجت ہو اور عقل کو اور یہ کی شناخت و شمار ہو جو مفید صحت ہوں اس طرح خلق کو انبیاء کی طرف احتیاج ہو۔ لیکن صدق طبعی ہے۔ سے معلوم ہوتا ہے اور نبی کی شناخت معجزہ سے ہو اور معجزہ و قسم کا ہوتا ہے اور ایک علمی و دوسرا علمی اور جو کہ علم عمل سے فیض لے لیا علمی معجزہ والا نبی علمی معجزہ والے سے افضل ہوگا۔

دلیل (۳۶۰) جو امر کہ نبی کی واسطے ضرور ہیں اور جن دلائل سے دوسرے انبیاء کی نبوت ثابت ہو رہی ہو وہ سب نبی آخر الزمان میں بوجہ اکل موجود ہیں مثلاً اشرف نسب و دعوی نبوت و اطہار معجزات و اخلاق و صفات کاملہ کہ مافوق آن متصور نیست و دیگر امور عجیبہ و غریبہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر نبوت بیشک ختم ہو گئی۔

دلیل (۳۶۱) وجود و اجود ایکانظہر من الشمس ہے موافق اور مخالف کو اقرار و اہل برہان کو نزدیک و اتر سے اور اہل عیان کو نزدیک کشف سے ثابت ہے مضر بن کو جاکنے میں اور دوسرے کو سولے میں وہ صحت پاک محسوس ہوتی ہے۔ اور نسب اکچاہی ہے۔ سمجھ بن عبد بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہ نسب عدنان تک مستحق علیہ کسی کو اس میں انکا نہیں اور بعد عدنان کے حضرت ہاشم تک بعض نے اختلاف کیا ہے کہ عدنان کے وقت سے خطا و گنا

مشرق ہوی ہے اونی پہلے حرف یاد پر وارد ملے تھا اسلئے اختلاف ہو گیا۔ مگر ہدایت صحیح کلمہ ہون و اللہ اعلم بالصواب۔

عدنان بن اود بن الیاس بن سلمان بن بنت بن حمل بن قیدار بن اسمیل بن ابراہیم بن تراج بن ناصر بن شامو بن بن لغو بن فایق بن عابر بن شافین بن نجی بن علی بن نوح بن ملک بن متوشلح بن اخنوخ بن الیاد بن مہلایل بن قیسان بن انوش بن شیش بن آدم علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی آمنہ بنت حبیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ہیں اور تولد آپ کا مکین ہوا ہے۔ پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو صبا قبل کے آنے کو کچھ پہلے۔ اور آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا جبکہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کی پٹ میں تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال مقام البوا میں ہوا جبکہ آپ سات برس کے تھے اور آپ کو داد عبد المطلب نے آپ کو اٹھ برس کی عمر میں اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ اور آپ اٹھویں تاریخ ربیع الاول کی سال قبل کے آنے لیسویں برس معوت ہوئے۔ اور تیرہ سال مکین رہے اور مدینہ شریف میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو شریف لائے۔ اور دس برس وہاں قیام فرمایا اور تیرہ برس کی عمر میں پیر کے دن پہلی تاریخ ربیع الاول کی وفات پائی اور بدو کی شب میں دفن ہوئے۔ انا وانا الیہ راجعون۔ آپ خاتم النبیین ہیں اور شریعت آپ کی پہلی شریعتوں کو منسوخ اور موقوف کرتی ہے۔

دلیل (۳۶۲) ایک نور آپ کے آبا میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ تولد ہوئے اور آپ ختم کئے ہوئے اور ذات کی طہارت ہوئے کہ ایک ہاتھ آپ کا آنکھوں پر اور ایک ہاتھ مناف پر رکھا ہوا تھا۔ اور مہر نبوت آپ کی پشت مبارک میں موجود تھی اور قبا طویل تھا کہ روبرو طویل ہو جاتا تھا اور متوسط کہ روبرو متوسط۔ اور آپ پشت کی طرف بھی دیا بھی دیکھتے تھے جیسے کہ روبرو دیکھتا اور تاریکی میں بھی آپ کی نظر رہی تھی جیسی روشنی میں تھی اور بعد شے کو قریب شے کی طرح دیکھ لیتے تھے اور جب ہم آہٹ کیا شفاف تھا کہ سایہ زمین پر نہ تھا اور آفتاب کے کچھ نیلے کوہ جہ شفاف باوجود حیولت کو مائل نہیں ہوتا تھا۔ پھر سحائی اور امانت اور حفت اور جماعت اور انصاف اور ملک اور سخاوت اور ہذا اور تواضع مساکین پر اور حقیقت اور رحم مخلوق پر اور مسبو عمل کرنا تبلیغ احکام کی سختیوں پر اور ہمیشہ اور ہر وقت مکارم اخلاق پایا جانا اور علوم انبیات میں کمال نبایت ہونا اور امور دینی و دنیوی کو قواعد اور عمل بیان کرنا اور مستجاب الدعوات ہونا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس کو آپ نے دعا دی تھی کہ اے اللہ تو اسکو دین کی سجدہ سے اور علم و ادب کی عنایت فرما۔ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ وہ پھر العلوم ہو گئے۔ اسطرین عقبہ پر آپ نے دعا کی کہ یا اللہ اسکو کوئی درندہ اپوزندہ نہیں مسئلہ اسکو شہر پہنچاؤ والا۔ اور اسکو قبر پر دعا کی تھی کہ اسکا گھوڑا زمین میں دھس جائے۔ جبکہ وہ تعاقب میں آتا تھا تو گھوڑا کے چاروں پر زمین میں دھس گئے۔ علی بن ابی القاسم غرض یہ تمام اوصاف جناب ہالت کتاب نبی آخر الزمان میں غا

و جب کہ تھوڑی سی نظر کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ باوجودیکہ آپ نے کسی سے تعلیم نہیں پائی اُمی تھے۔

دلیل (۳۶۳) مکین ہجرت سے پانچ سال پیشتر مکین نے سوال کیا تھا کہ اگر آپ یحییٰ بن یونس تو چاند کہہ دو گریٹے کہہ دیجئے آپ ان گشت مبارک سے اشارہ کیا وہ چاند فوراً دو گریٹے سے چمکیا کہ دریاں دو نون گریٹوں کو چھڑکا فاصلہ تھا۔ اس وقت جنگی آسمان کے طرف بڑی اونہوں۔ نے خوب دیکھا اور شہادت دی۔

دلیل (۳۶۴) پھر یونس واپسی میں پہلے ہی ہوا سیرج آپ کو دسترخوان پر کھانا پیش کیا اور حاضرین سنتے تھے۔

دلیل (۳۶۵) ایک باغ میں آپ تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا وہ آپ کو دیکھ کر رونے اور آواز کرنے لگا۔ آپ نے قریب آکر اوروں کو انہیں پوچھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ توقع تعالیٰ سے یونس دریا جس میں جانور کو تیر رہا ہے میں کر دیا وہ شکایت کرتا ہے کہ تو اس کو بھوکا کرتا ہے اور بہت کام لیتا ہو اس سیرج پھر یونس سے سلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آئی

دلیل (۳۶۶) چند مقامات پر تمام لشکر کے دیکھا کہ آپ کی اونٹلیوں سے پانی اس قدر جاری ہوا کہ تمام کھسکے ہو گیا غرض جب پانی کی شکایت کی گئی تو آپ نے یونس کو انہیں اونٹوں سے پانی ابلنے لگا لگا کر لکھا آئی بھی ہو تو کھانی ہو جاتا

دلیل (۳۶۷) ولادت کی شب کو تمام مسجد میں گر گئے اور ایوان کسری کے کنگرے گر گئے اور آپ پر سایہ کرنا تھا اور درخت اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ کی جگہ پر احاطہ کر لیتے تھے اور چروٹھو آپ کو سلام کیا کرتے تھے۔ اور حدیبیہ کے کنوے کا پانی جبکہ آپ نے تھوڑا سا پانی سرخ میں لیکر یونس والا خوب چوش کرنے لگا حالانکہ پیشتر وہ پانی نہیں دیتا تھا صرف برکت جناب والا تھی کہ چورہ سو آدمیوں اور اونٹ اور گھوڑوں نے اوس سے سیرابی حاصل کی۔

دلیل (۳۶۸) مسجد میں جس ستون پر تکبیر لگا کر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر تیار ہوا کہ مسجد میں رکھا گیا تو آپ اس ستون کو چھوڑ کر منبر کثیف لے گئے جب تک اوس ستون سے آپ نے تجاوز نہیں کیا تھا خاموش تھا جو وقت اوس سے تھا و کیا فوراً وہ زار رونے لگا سیرج پھر رونے سے سب حاضرین جلسہ نے اوکی آواز سنی آپ نے منبر پر سے اتر کر اس کو سید سے لگا دیا وہ خاموش ہو گیا۔ دیکھو

کہ عیسیٰ کا انسان ہونا پسند تھا وہ اپنی بہت مشکل ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن گیا تو یہ ستون انسان ہو جاتا وہ دونوں اعجاز میں فرق یقین ہے۔ سیرج حضرت عیسیٰ پر اللہ تعالیٰ نے اکر اکر کیا تھا کہ دیکھا کہ چیر کر زمین بتلا دیا اور انحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آسمان میں اشارہ کرتے ہی چاند دو گریٹے کے دریاں دو نون اعجاز میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا

دلیل (۳۶۹) آپ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی اور دوسروں کے بلغم میں کیا بار

پہلے ایک سال میں آتا تھا انکو پانچ میں دو بار آتا تھا اور سو سو زیادہ کشتی اور لادہ ہوی کیونکہ آپ کے واسطے دعا کی تھی وہ مقبول ہوئی اور آپ نے فرمایا تھا کہ کسی اور قیدی ہلاک ہو گیا اور تم لوگ ایک جزیرے خدا کے تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر گئے۔ اور حضرت علی اکرم رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا تھا کہ تم خوارج سے جنگ کرو گے اور تمام علمائین بتلا کی تحقیر دہی ہوا کو کی پیشین گوئی کے برخلاف ہمیں ہوئی اور حضرت عمار سے فرمایا تھا کہ تمہکو جماعت باغیہ قتل کرے گی دہی ہوا۔ اس طرح سیکڑوں پیشین گوئیاں آپ کی واقع ہو چکی ہیں جن پر یہ مشہادت دیتی ہیں۔

دلیل (۳۶۰) انبیاء کے تمام عجرات اور نونانہ میں ختم ہو گئے مگر نبی آخر الزمان کا مجبور جس سے پوری تصدیق ہوئی ہے اب تک باقی ہے۔ وہ قرآن پاک پر چکا اعلان اور اشتہار دیا گیا تھا کہ اسکی چھوٹی سورت کی برابر بھی کوئی شخص ایسا کلام لاویگا تو دعویٰ نبوت سے دست بردار ہو جائیگا۔ تمام عرب کو جسدہ رحمان الفت پر کہہ دو کاوش تھی کون نہیں جانتا۔ دن رات اسی فکر میں رہتے تھے کہ یہ طرح رک دین حالانکہ وہ غایت وجہ کے فصیح و بلیغ تھے مابین ہمہ قرآن کا مقابلہ نہ کر سکے اور پھر عورتوں اور اپنے بچوں کو لونڈی اور غلام بنا دیا اور خود بھی جان و مال سے برابر ہوئے۔ مگر ایک آیت بھی نہ لے سکے کہ کہا گیا تھا کہ اگر ہماری کتاب اور ہمارے رسول میں تم کو کچھ شبہ ہو تو ایسا کلام تم بنا لاؤ بلکہ یہاں تک اشتہار دیا گیا تھا کہ تمام انسان اور جنات جمع ہو جائیں اور ایسا کلام بنانا چاہیں تو ہرگز ان سے نہیں ہو سکتا اگرچہ ایک دوسرے کا مدعا یہ وہاں جان مال تباہ کیا اور ایک آیت یا سورت کہنے سے عاجز ہو گئے۔ یہ اعجاز نہیں تو اور کیا ہے۔

دلیل (۳۶۱) تمام زبانیں بعد مدت و زمانہ کے بدل جایا کرتی ہیں چنانچہ جن زبانوں میں دوسری کتب آسمانی نازل ہوئی تھیں وہ اب ناپید اور متغیر ہو گئیں مگر قرآن پاک کی زبان عربی اب تک وہی ہے جو پہلے تھی۔ اسکی معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسی کتاب کا باقی رکھنا جناب الہی کو منظور تھا اسوجہ سے دوسری زبانوں کو نبی امتیاز کر دیا۔ باوجودیکہ دوسرے مذاہب نے بڑی کوشش اپنے مذہب میں کی۔ لیکن قدرت الہی غالب آئی اور نبی آخر الزمان کی کتاب کو قیامت تک محفوظ رکھا۔

دلیل (۳۶۲) ملک عرب کی جمالت اور ریشہ حرامی اور گردن کشی کہیں نہیں جانتا جس قوم میں ایسی جمالت ہو کہ کتب آسمانی ہونے وغیرہ آسمانی۔ اور اخلاق کا یہ حال کہ قتل کر دیا ایک بات ہو۔ نہ کہ یہ کیفیت کہ پتھروں کو اوتھا لائے اور پوچھنے لگے ہو کہ گردن کشی کی یہ صورت کہ کسی بادشاہ کے مطیع نہ ہوئے۔ جماعت کی یہ نوبت کا یہی ہو چکا کہ ملک میں شاد و خرم مگر زمین ایسے جاہلوں گردن کشوں کو راہ پر لانا ہی دشوار تھا چہ جائیکہ علوم انبیاء و اخلاق و سیاست و دین میں

اور علم و معاملات و عبادات میں رشک افلاطون و ارسطو و دیگر حکماء نے ادا کرنا دیا۔ اعتبار نہ تو اول اسلام کی کتاب و اول نبی
کتاب کو موازنہ کر کے دیکھیں۔ مطالعہ کنان کتاب فریقین کو معلوم ہوگا کہ ان علوم میں ہاں اسلام تمام عالم کے علماء پر سبقت لگے
نہایت تحقیقات کہیں میں نہ بہ تحقیقات کہیں میں جسکے شاگرد و شاگردوں کے علوم کا یہ حال ہے خود موجود علوم کا کیا حال ہوگا۔ اگر یہ
بھی مجروح نہ ہوں تو اور کیا ہے انصاف کہ تو معلوم ہو کہ یہ مجروحہ اور انبیاء کے معجزات کی کس قدر بڑا ہوا ہے کیونکہ جب قدر
علم و عمل میں فرق ہے اس قدر معجزات علمی و عملی میں فرق ہے۔

ولیل (۳۷) معجزات علمی اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دعوی نبوت کر کے ایسا کام کر دکھائے کہ اور سب اوس کا حکم
سے عاجز آجائیں۔ اس صورت میں معجزات علمی اسکا نام ہوگا کہ کوئی شخص دعوی نبوت کر کے ایسے علوم ظاہر کرے کہ اور اقرا
و اشال اوسکے مقابلہ میں عاجز آجائیں مگر علوم میں بھی فرق ہے یعنی جیسے کتاب ہوا یا شاپ ہو دیکھنے میں دونوں برابر ہیں
مگر ایک پاک اور خوشبودار دوسرا ناپاک اور بدبودار ایسے ہی علم دینی اور علم دنیوی میں فرق ہے۔ کجا علم ذات و صفات خدا
و علم اسرار احکام خداوندی اور کجا علم معلومات باقیہ۔ ادھر دیکھئے علم و قائل میں بھی باہم فرق ہے دنیا کے قائل کو کوئی
شخص خبر تو پھر بھی دے گی خبر دیتا ہی پھر جو شخص قائل آخرت کی خبر دیتا ہی وہ دقت کی خبر دیتا ہی اور چونکہ خبر متقبل کا اعجاز نسبت ماضی کے
زیادہ ظاہر ہے اسلئے جو شخص کثرت سے امور مستقبلہ کی خبر دے اور امور متقبلہ بھی بہت دور دور کے بیان کرے تو اوس کا
اعجاز علم و قائل پر نسبت دوسرے کے زیادہ ہوگا۔ اب دیکھئے کسی پیشین گوئی یا زیادہ ہیں اور وہ بھی کہاں کہاں تک اور کس قدر
دور دراز زمانہ کی باتیں ہیں۔ بالجمہ ہمارے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی یا بھی اس قدر ہیں کہ کسی دنیوی
کی نہیں۔ کسی صاحب کو دعوی ہو تو مقابلہ کر کے دیکھیں مثلاً تیس برس خلافت رحمانہ حضرت عثمان کا شہید ہونا اور حضرت امین کا شہید
اور حضرت حسن کے ہاتھ پر دو گروہ عظیم کا صلح ہو جانا اور ملک کسی اور ملک روم کا فتح ہو جانا اور بیت المقدس کا فتح
ہونا مر دانیوں اور عباسیوں کا بادشاہ ہونا۔ جہاں کی آگ کا ظاہر ہونا تو کون کے ہاتھ سے اہل اسلام پر صدات کا نازل ہونا
جیسا چنگیز خان کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ اور سوائے اور بہت سی باتیں ظہور میں آچکی ہیں۔ ادھر قائل اذنیہ کا یہ حال
کہ باوجود داعی ہونے اور کسی عالم فرائی یا یہودی کی صحبت نہ ہونے کے قائل انبیاء سابق کے احوال کا بیان فرما نا ایسا
روشن ہے کہ جو متعصب نا انصاف کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب اخلاق کو دیکھئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہیں کے بادشاہ یا امیر نہ تھے۔ آپکا اخلاق ایسا نہیں جو مخفی ہو۔ اس پر ایسے لشکر کی فراہمی جس نے اول تمام ملک کو

فریب و زبردیا اور پھر فارس اور روم اور عراق کو چند عرصہ میں تسخیر کر لیا اور اس پر ممالک میں وہ شائستگی رہی کہ کسی شہر نے ہلاک نہ کی۔ بڑی بات نہیں کی بلکہ جس شخص نے اس کا تذکرہ کیا وہ گھٹا اسلام کی وقعت اور کمال میں زیادہ ہو گئی۔ اور لکھا

دلیل (۳۷) قرآن شریف جسکو تمام معجزات علمی میں بھی منسل و علی کہتے ایسا برہان قاطع ہے کہ کسی سرکسی بات میں اس کا مقابلہ نہ ہو سکے۔ علوم ذات و صفات و تجلیات و علم برزخ و علم آخرت و علم اخلاق و علم احوال و علم افعال و علم تاریخ وغیرہ اور اس قدر میں کہ کسی کتاب میں اس قدر ضخیم کیسکو دعویٰ ہو تو لا دے اور دکھا دے۔ اس پر فصاحت و بلاغت کا یہ حال کہ کبھی کسی سے مقابلہ نہیں ہو سکا۔ لیکن جیسے اجسام و محسوسات کو حسن و قبح کا ادراک تو ایک نگاہ میں اور ایک توجہ میں بھی تصور اور روح کو کمالات کا ادراک ایک بار میں تصور نہیں آتی اور ان معجزات علمی کی خوبی جو متضمن علوم عجیبہ ہیں۔ ایک بار میں تصور نہیں سکتے بلکہ ہر کہ یہ بات کمال لطافت پر دلالت کرتی ہے نہ کہ نقصان پر بلکہ اگر کسی پلید کو فہم و جودہ فصاحت و بلاغت قرآنی ظاہر نہ ہوں تو اس سے اس کا نقصان لازم نہیں آتا۔ کمال ہی ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ برین عبارت قرآنی ہر کس فنا کس رند بازار کی گزندیک بھی اس طرح دوسرے عبارتوں سے متاثر نہ ہوتی ہے جیسے کسی خوشنویس کا خط۔ بد نویس کو خطا سے۔ پھر جیسے تناسب خط و خال معشوقان اور تناسب حروف خط خوشنویسان معلوم ہو جاتا ہے۔ مگر کوئی اسکی حقیقت اس سے زیادہ نہیں بتلا سکا کہ دیکھ لو یہ موجود ہے جیسے ہی تناسب عبارت قرآنی جو وہی فصاحت و بلاغت ہے کسی کو معلوم ہو جاتا ہے۔ چرا اسکی حقیقت اس سے زیادہ نہیں بتلا سکتا۔ کہ دیکھ لو یہ موجود ہے۔ اہل مذاق سمجھ جاتے ہیں اہل نفاق ٹٹولتے پھرتے ہیں اگر معجزات علمی میں آپ سے زیادہ ہیں۔

دلیل (۳۸) علم سے اوپر کوئی ایسی صفت نہیں جسکو عالم سے تعلق ہو تو خواہ معزہ اس بات کا یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام مراتب کمال ایسی طرح ختم ہو گئے جیسے بادشاہ بر مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں اگلے جیسے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الکالمین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔ لہذا آپ کے دین کے ظہور کے بعد سب اہل کتاب کو بھی اس کا اتباع ضروری ہو گیا۔ کیونکہ حاکم اعلیٰ کا اتباع تو حکام تحت کے ذمہ ہی ہوتا ہے رعایا تو کس شاہ میں ہیں پس جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز بابرکت میں اور آپ کے انبیا سابق کا اتباع کافی اور موجب نجات نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وجہ ہوئی کہ بجز آپ کے اور کسی نبی نے غایت کمال نہیں کیا بلکہ انجیل میں حضرت عیسیٰ کا یہ ارشاد کہ جان کا سرور آپ ہے خود اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ خاتم نبیین

اب دلائل نسخ بھی جسے رت مقام میں لیا ہوا

دلیل (۳۷۶) نسخ جو کائنات میں نہیں بلکہ نسخ انشاء کا یہ ہے کہ حکم کا عقلاً جائز ہے اگر وہ حکم خدا تعالیٰ کو علم میں وقت تک ہوتا ہے اور مخلوق کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا وقت کیا ہے جیسے کسی شخص کو کوئی قتل کر ڈالے تو اس کا حال حق تعالیٰ کے معلوم تھا کہ فلاں وقت میں مرے گا لیکن مخلوق کو معلوم نہ تھا اس طرح تبدیل احکام کو سمجھنا چاہئے۔ آخر طبیب کبھی نسخ دیتا ہے پھر اس کو مہل دیتا ہے جیسا مرض ہو دیا نسخہ بدل دیتا ہے اس طرح زمانہ لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپے کے نسخوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور ہر زمانہ کا جدا نسخہ ہوتا ہے جب اطباء اور حکام دنیا کے احکام میں تبدیل خالی از مصلحت نہیں ہو حکیم علی الاطلاق کی تبدیل احکام کو تو خدائی اور حکمت ہوگی میخواللہ ما لیشاء ویشیت۔

دلیل (۳۷۷) زمانہ دراز کے بعد امر مرید انسانی میں اختلاف ہو جاتا کیلئے متقدمین کے نسخے اس زمانہ میں کارآمد نہیں رہتے جب تک کہ ان کا وزن تبدیل نہ کیا جائے بلکہ بسا اوقات نفس دو کو بھی بدلنا پڑتا ہے پہلے لوگ قوی علاج کے متحمل تھے اب اس قدر قوی علاج کیا جائے تو بیمار مر جائے یا دوسرے مرض سخت میں مبتلا ہو جائے اس طرح صحت اور مرض بعض میں باعتبار اختلاف زمانہ کے بہت اختلاف ہو جاتا ہے جو سبب اور بعض احکام بدلنے ضرور ہیں لہذا نسخ بعض احکام ہرگز خلاف عقل نہیں۔

دلیل (۳۷۸) حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں بھائی کا کچھ بہن کے ساتھ جائز تھا پھر وہ حرام کیا گیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں دو بہنوں کو جمع کرنا درست تھا پھر وہ حرام ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں جن اشیا کا کھانا جائز تھا بعد کو ان میں سے تو ریت میں بہت سے چیزیں حرام ہوئیں۔ اور سبب کا عمل قبل شتر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جائز تھا۔ پھر اس کو حرام کیا گیا۔ اور غنیمتہ وقت ولادت کے واجب نہ تھا۔ پھر اس کا وجوب ہوا اس طرح نظائر نسخ بہت سے ہیں۔

دلیل (۳۷۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برکت سے اگر چہ زمین سے پانی نکلتا تھا تو یہاں دست مبارک میں نکلتا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ بھروسہ سے پانی کا نکلتا اتنا عجیب نہیں جتنا گوشت پوست میں سے پانی کا نکلتا عجیب ہے اس پر حضرت موسیٰ کے معجزہ میں بھروسہ سے پانی کے نکلنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جسم مبارک موسیٰ کا یہ کمال تھا اور یہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ دست مبارک محمدی صلی علیہ وسلم لا انتہا ہے۔ علیٰ القیاس کو کین میں آپ کے آب و حیات کی

بانی کا زیادہ ہو جانا یا کچھ بڑھنے سے کہانے کا بڑھ جانا بھی آپ کے کمال جسمی اور قدرت حق تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے۔ علی ہذا القیاس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ لگانے سے ٹوٹی ہوئی ٹانگہ کافی انصاف صحیح و سالم ہو جانا اور گردی ہوئی آنکھ کا کچھ
ہاتھ لگاتے ہی اچھا ہو جانا فقط یونہی بیمار و نیکے اچھے ہو جانے کے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ وہاں تو اس سے زیادہ کہتا ہے کہ
خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہتے ہی بیمار و نیکو اچھا کر دیا کچھ برکت جمالی حضرت عیسیٰ کی نہیں بانی جاتی اور یہاں
دونوں موجود ہیں کیونکہ اصل فاعل تو پھر بھی خداوند ہی رہا۔ پر بواسطہ جسم محمدی اس اعجب کا ظاہر ہونا بیشک اس بات پر
دلالت کرتا ہے کہ آپ کا جسم مقدس بھی منج البرکات ہے۔

دلیل (۳۸۰) آتش مزدئے اگرچہ مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلایا تو اتنا تعجب انگیز نہیں جتنا اوس مشرک
کا آگ میں نہ جلنا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بطور تبرک نبوی تھا تعجب انگیز ہے۔ اور وہ بھی ایک بار نہیں بارگاہ
قسم کا اتفاق ہوا کہ جہاں میل چکناٹ زیادہ ہو گیا تو اوسکو آگ میں ڈال دیا وہ سفید اور صاف آگ میں سے نکلا اور نہ جلایا۔ کیونکہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دسترخوان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر وہ مذہب سے توجہ نہ ان تعجب نہیں۔ مان وہ مشرک
جس سے کہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ موخر پوچھا ہوا آگ میں نہ جلا کہ قدر فضیلت جناب خاتم النبیین پر
دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے۔

دلیل (۳۸۱) چنپیشین گویاں بلبل کی بھی اس مقام پر لکھنا مناسب ہوگا کہ دوسری توہین بھی ان بشارات
مقبہ ہو کر اپنے جی میں شرمندہ ہوں۔

بشارات طلوعی استثناء۔ جادیت اور یہ وہ برکت ہی جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے مرنے سے آگے نبی اکبر
کو بخشی اور اوس نے کہا خداوند سینے آیا اور شعر سے طلوع ہوا اور فادان کے ہی پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ انتہی۔ خدا کا
سینے آنا حضرت موسیٰ پر نوریت کا نازل کرنا اور انکو رسالت کا عطا کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شعر سے طلوع ہونا حضرت
مسیح علیہ السلام پانچیل کا نازل فرمانا اور انکو رسالت کا عطا فرمانا ہے۔ اور اللہ عزوجل کا فادان سے جلوہ گرنا پیدا کرنا نبی
آخر الزمان کا فادان یعنی مکہ منکر میں اور انکو وہیں رسالت کا عطا فرمانا اور قرآن شریف کا نازل کرنا ہے۔

دلیل (۳۸۲) انجیل پونا۔ باب دس ۲۰۔ اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلیم سے کامپو
اور لاوین کو بھیجا کہ اوس سے پوچھیں تو کون ہے اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں

۲۱۔ تب انہوں نے اوس سے پوچھا کہ تو ایسا ہی اوس کہ گناہ میں نہیں ہوں۔ پس آتا تو وہی نبی ہے اوس نے جواب دیا ہنوز
یوحنا حضرت یحییٰ بن ائسے یہودیوں نے تین سوال کیے۔ اول دعویٰ مسیحیت دوسرے دعویٰ الیاسیت۔ ان
دو نوز سے حضرت یحییٰ نے انکار کیا اور تیسرے ایک نبی سے ساتھ لفظ وہی کے سوال کیا اور یہ لفظ مخبر ہے کہ وہ نبی
اہل کتاب میں مشہور تھے۔ پس یحییٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے اور نبی کا انتظار کرنا محض تعصب ہے
حالانکہ بعثت اوس نبی کی نبی اسمعیل اور نبی قیدار اور مکہ میں مشہور تھی۔

دلیل (۳۸۴) کتاب اعمال باب دس۔ اب اسے بہائیوں میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ نادانی سے کہا جیسا کہ
تمہارے سرداروں نے بھی ۱۸۔ یہی ہوں باقون کی خدا نے اپنی سب فیمن کی زبانی آگے سو خبر دی تھی کہ مسیح دکھڑا ٹھانڈا
سو پوری کین۔ ۱۹۔ پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایم آویں
۲۰۔ اور یسوع مسیح کو چھوڑ چکی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے پہلی۔

۲۱۔ حضور ہے کہ سلمان اوسو لئے رہے اوسوقت کہ سب پھیریں جبکہ ذکر خدا نے اپنے پاک فیمن کی زبانی شروع کیا اپنی
حالت پر آویں۔ ۲۲۔ کیونکہ موسے نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بہائیوں میں سے تمہارے لئے
ایک نبی میرے مانند اٹھا دیکھا۔ ۲۳۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے اوسکی سب سنو اور ایسا ہو گا کہ جو اوس نبی کی نہ سنیگا وہ قوم کو کٹ جائیگا
۲۴۔ بلکہ سب فیمن کے مسوکیل سے لیکے پھیلوں تک اندون کی خبر دی ہے۔ ۲۵۔ تم فیمن کی اولاد ہو اور اوس عہد کے
ہو جو خدا نے باپ دادوں سے باذہاب ہر اہم سے کہا تری اولاد ہی دنیا کے سارے گھرانے برکت پاویں گے۔ ۲۶۔ تمہارے پاس
خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو اٹھا کے پہلے بھیجا کہ تم میں سے ہر ایک کو اسکی بدیوں سے پھیر کے برکت دے اہتی۔ اس
معلوم ہوا کہ نبی اسرائیل کے بہائیوں میں سے وہی مسووت ہوا اور مانند حضرت موسیٰ ہو حالانکہ نبی اسرائیل کے سب انبیا
بعد حضرت موسیٰ کے نہ تھے بلکہ تابع اویں تھے پس نبی اسرائیل کے وہی مثل حضرت موسیٰ کے محمد رسول اللہ ہیں۔

دلیل (۳۸۴) بشارت مثلیہ بابا درش میں اویں گئے اویں بہائیوں میں سے تجہ سنا ایک نبی پر اکر دنگا۔ اہتی۔
دلیل (۳۸۵) انجیل بشارت فارقلیطیہ یوحنا بابا درش اور میں اپنی باب سے درخواست کر دنگا اور وہ تمہیں دوسرا
سلی صیغہ والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔

دلیل (۳۸۶) انجیل حنا بابا درش میں لکھن جیسا کہ فارقلیط اور بہائیوں کو تمہاری طرف سے روح حق دے گا یہی تمہاری

گو اہی دنگا دے میرے واسطے اور تم گواہی دو گے اس واسطے کہ تم میرے ساتھ ابتدا سے ہو، اہی، ناریلیہ کا صحیح ترجمہ پری کلوطو ہے جو ٹھیک بمعنی احمد ہے

دلیل (۳۸۷) درفش اور اپ میں سے تم سے اوپر واقع ہوئے پشیر کہا تھا کہ جب وہ وقوع میں آوے تو تم ایمان لاؤ۔ انتھی

دلیل (۳۸۸) صحیفہ یسعیا علیہ السلام مترجمہ زبان ارمنی باب ۱۰۔ و اثر سلطنت علی ظہر و سہما صحیفہ نشان اونکی سلطنت اور نبوت کا اونکی پشت پر ہو گا اور نام اونکا احمد ہو گا۔ انتھی۔ مترجموں نے بیل کے نامونکا بھی ترجمہ کر دیا مگر بعض بعض نسخوں صریح نام تک موجود ہے۔ والعامل کھفہ الاشارة۔

دلیل (۳۸۹) انجیل قدیم برنابہ۔ اسے برنابہ جان لے کہ گناہ اگر چھوٹا ہو اور صغیر ہو مگر اتنا اور سپر بھی سزا دیتا ہے کہ وہ گناہ سے رخصتی نہیں ہو اور چونکہ میری مان اور میرے شاگردوں نے دنیا کے سبب خطا کی اتنا دوسرے غصہ ہوا اور بقصد عدل انصاف یہ ارادہ کیا کہ اس عقیدہ فانی بندہ کی گنجائش دے تاکہ عذاب و فزع سے اونکو نجات دے اور وہاں تکلیف میں نہ پڑیں اور بلا شہد اگر میں تو یقیناً بری تھا مگر بعض لوگوں نے چونکہ مجھ کو کہا کہ میں اللہ ہوں یا اللہ کا بیٹا اللہ نے اس قول کو برا جانا اور مقتضا اس کے عدل کا یہ ہوا کہ قیامت کو دن شیاطین میرے اونچے زمین اور میرا ٹھکانہ کریں پس بمقتضا اپنی محنت کو اوسے مستحق کہ بعض دنیا میں یہود اکی موت سی ہوئی کہ گمان کرے ہر شخص میں سولی دیا گیا ہوں مگر یہ ذلت اور ٹھکانا باقی رکھیں گاتو آنے محمد رسول اللہ پس بعد ازاں اونکو سب لوگوں کو اس غلطی سے آگاہی ہوئی اور یہ شہد لوگوں کو دونوں سے اونٹھ جائیگا انتھی۔

دلیل (۳۹۰) صحیفہ یسعیا علیہ السلام باب ۱۰۔ اری با نچہ تو جو نہیں جانتی تھی خوشی ہو لاکار تو جو عالم نہیں ہوئی تھی وجہ کہ گناہ اور خوشی سے چلا۔ کہینکہ خداوند فرماتا ہے کہ بے کس چھوٹے ہوئی کی اولاد ختم دے کی اولاد سے زیادہ میں اپنی جیسے کے مقام پر بڑا دے ان اپنے سکون کر پر دے پھیلا در بے مت کہ اپنی ڈوریاں لٹی اور اپنی میخیں مضبوط کیا اسلئے کہ تو دامن ابدی میں بڑھیں۔ اور میری نسل قوموں کی وارث ہوگی اور اوچاڑ شہروں کو بسا دیں گے اور کہ تو پیشانی نہ ہوگی کہ تو اپنی جوانی کی ننگی ہونے کا لگی اپنی بہوہ کی کا عار بھر یاد نہ کریگی انتھی۔ اری با نچہ کا خطاب۔ خانہ کعبہ کی طرف وارد ہوئی کہ بعد تیار کی کعبہ شریف

کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آل ابراہیم علیہم السلام سے مکہ معظمہ میں کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا اس سبب کہ کعبہ شریف کو با نچہ فرمایا۔ چنانچہ نبی آخر الزمان کا پیدا ہونا اور خانہ کعبہ کا سب طرف سے پھیلا اور رونق پانا صادق آیا اور کعبہ شریف کی اولاد امت محمدیہ اور امت محمدیہ کی زیادتی امت موسوی و عیسیٰ سی ظاہر ہوئی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی امت بنی اسرائیل تھی اور اہل امت موسوی اور عیسیٰ خاص بنی اسرائیل کی تھی اور رسالت محمدی نقیبین کو اسلئے ہو اور وہ دو شرفیقین مشرق ہو گئی ہیں۔ اور شریعت احمدی باقی ہو اور مسیح ہونے سے پہلے کہی امت محمدیہ میں نہیں ہوئے ہیں غرض

اور اس سے کہ کعبہ شریف
میں کعبہ شریف کی طرف
وارد ہوئی کہ بعد تیار کی
کعبہ شریف

دوسون میں اور انکو بے مکے دوسون میں تمام حالات مکہ معظمہ اور حبشہ شریفہ کی پوری پوری تباہی گئے ہیں جو مطابق واقعہ کی سطح پر ہو گئی
 دلیل (۳۹۱) صحیفہ یسعیا علیہ السلام باب ۴۰ دیکھا ایک بادشاہ رہتی سے سلطنت کر گیا اور شہزادے عدالت سے حکمرانی
 کر گئے ۲۰ ان ایک شخص انہی میں پیدا کی مانند ہو گا اور طوفان سے چھیننے کی جگہ اور بانی کی زندگیوں کے اور بھاری چٹان کے ساتھ
 مانند اندگی کی سرزمین میں ۳۰ اوکئی آنکھیں جو دیکھتی ہیں نہ خندا لائیں گی اور انکو کان جو سنتے ہیں سینگے بے لحاظ کا دل بھی ہر
 سمجھیکا اور گفتی کی زبان صاف بولنے میں مستعد ہوگی۔ انتہی۔

دلیل (۳۹۲) صحیفہ یسعیا علیہ السلام باب ۴۰ - خدا نے مجھے دوسرے بلایا میں ہنوز اپنی مان کے سپٹ میں تھا
 اوس نے میرا نام مذکور کیا اور میرے دھن کو تیغ تیز کے مانند کیا اور اپنے ہاتھ کے سایہ تلے مجھے چھپایا اور مجھے خدا
 درخشاں بنایا اور اپنے ترکش میں مجھے نہان رکھا اور کہا تو میرا بندہ ہے میں تیرے سبب مجھ کو دہو گا۔ اور بھی نسخوں میں ہے خدا کی
 نز ایک محمد ہوا ہے حضرت یسعیا علیہ السلام یہ بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان۔ ایک سوار شاہ و فرما رہی ہیں
 اور دوسرے بلائے کریمے کہ محمد رسول اللہ علیہ والہ وسلم زمین شام میں پیدا ہو گئے بلکہ اور زمین میں جو اسکے مثل ہو اور
 دوسرے پیدا ہوں اور پھر بلائے چاؤن اور زمین شام میں تشریف لائیں چنانچہ مولج کی رات کو رسول اللہ علیہ والہ وسلم بلائے ہوئے
 مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے اور وہاں انبیاء و رسل کو امام ہوئے۔ اور آنحضرت جب سرکہ اپنی مان کو بیت میں پہنچ گئے
 انکا نام مذکور ہوا کہ انہوں وغیرہ بشارت قرب ولادت احمد بنی کی شرح کی۔ نو شیران نے خواب لکھے بتوں کی آوازیں دینی
 شروع کر دیں کہ محمد رسول اللہ کی ولادت قریب ہو اور باوجود اتنی ہونے کی آپ بڑے فصیح و بلیغ تھے۔

دلیل (۳۹۳) صحیفہ یسعیا علیہ السلام باب ۴۰ میں تم سے ابدی عہد باندھوں گا اور داؤدی ایتھی تین تین تم پر کر ونگا دیکھو
 میں اسی لوگوں پر گواہ بنواؤں گا و طوق کا فرمان رواؤں گا ایک گر و کچھ سے تو نہیں جانتا بلکہ دیکھا اور وہ تو میں جو تجھے نہیں جانتا
 تیرے پیچھے دوڑنگی کیونکہ اوس نے تجھے ستودہ کیا ہے۔ اے ستودہ ترجمہ محمد ہے۔

دلیل (۳۹۴) صحیفہ یسعیا علیہ السلام باب ۴۰ میں رہا رہے لئے ایک لڑکا تولد ہوا کہ حکمرانی کا نشان
 اوستے کا ندھ ہے پر ہو گا اسکے بھی نام ہرنگے عجیب اور شیر اور مشورہ عظمیٰ کا بادشاہ اور اللہ قوی ملط اور سردی با اید
 سلامتی کا بادشاہ اوسکی حکمرانی و سلامتی کی افراش کی کہ اپنا تھا ہوگی وہ داؤد کو قوت سلطنت براج سے لیکر ایک عدل انصاف
 سے انعم و نفع کرے گا۔ انتہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر چیز عتسے نئی گزرتے ہیں انکی دہنی ہستی پر نشان نبوت ہوتا تھا
 اور آنحضرت کی ہر نبوت شان پر ہوتی اور یہ ہر نبوت پیدا ہوتی ہی تھی لڑکپن میں بھی ویسی تھی جیسے کہ بڑے بڑے اور جلالی
 میں تھی پس انکی ہی یہ بشارت ہے اور انکی ہی ہر نبوت کا بیان ہے اور آپ کے صی اسماء شریف سے عجیب اور شیر ہونے اور
 انکو بھی مشورہ کا حکم ہوا ہے اور آپ ہی بڑے حاکم ہیں اور آپ ہی کے باب میں اور جیسے حضرت داؤد نبی اللہ علیہ السلام

تھے ایسے ہی آنحضرت بھی رسول اللہ علیہ السلام ہیں۔ پس یہ بشارت حضرت مسیح کی ہرگز نہیں ہو سکتی۔
 دلیل (۹۵) مراج النبوة میں نقل کیا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مقوقس یا
 شاہ اسکندریہ کے پاس گیا مقوقس نے کہا کہ محمد بنی رسول ہیں اگر وہ تشریف لائیں قبط اور نصاریٰ میں تو وہ اونکا اتباع کریں
 میں مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسکے بعد میں اسکندریہ میں ٹھہرا اور تمام کنیسوں میں وہاں کے پھر اوتا پکڑا اور صاف قبط اور
 نصاریٰ سے پوچھے اور اسکندریہ میں ایک بڑا پارسی تھا اور وہ اونکا بزرگ تھا اور وہ اپنے بچوں کو اسکے پاس دعا کیا واسطے
 لاتے تھے اور وہ اونکے واسطے دعا کرتا تھا۔ پس میں نے اوس سے کہا کوئی اور نبی بھی مبعوث ہو گا اوس نے کہا ہاں
 آخر انبیاء ہیں دریاں عیسیٰ ابن مریم کے اور اونکے اور کوئی نبی نہیں ہو گا بلا شک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اونکی اتنا
 کا حکم کیا ہے وہ نبی عربی امی ہیں نام اونکا احمد ہے میا نہ قد کو تاہ نہ درازا کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے نہ سبیل سرخ
 سپید۔ اونکو بال بہت ہو گا سونے کے پرے پھینکے گا اور کھانا چلایا کر لگا کہا لیا کرینگے تو ارجح کرینگے آپکے اصحاب ایسے ہونگے کہ اپنی ہاتھ
 آپ پر داکریں گے دوست رکھینگے آپ کو اپنے باپ بیٹوں سے مبعوث ہونگے ایک زمین میں جہاں دخت سلم ہے اور حیرت
 کریں گے ایک حرم سر طرف دوسرے حرم کے اور حیرت کریں گے زمین خرم ازار کی طرف اور زمینیں گے ارا نصف ساق ہوں
 وہیں کو اطراف اعضا کو اور مخصوص ہو گا ساتھ ایسے صفات اگر یہ زمینیں وہ صفات نہ تھیں۔ ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث
 اور مبعوث ہونگے تمام عالم کی طرف اور اونکے لئے تمام زمین مسجد کے علم میں ہوگی اور مہر وہی ہوگی ایسے خاک نشین کرنا ایم مقام و ملک
 ہو گا جس جگہ وقت نماز آئے گا تم کرینگے اور نماز ادا کرینگے۔ انتہے۔

دلیل (۹۶) قول القرآن باب درس ۸۔ آخر مسلم کہ میں تمہیں قسم دیتی ہوں کہ اگر تمہیں میرا محبوب مل جائے تم اوس سے
 کہو کہ میں تیرے عشق کی تیار ہوں۔ ۹۔ تیرے محبوب کو دوسری محبوب کی نسبت کیا فضیلت ہو اے تو جو جو تو نہیں جیسا کہ تیرے محبوب
 دوسری محبوب کی کیا فوقیت ہو تو تو میں اسی قسم دیتی ہوں میرا محبوب سرخ و سفید دوسرے آدمیوں کے درمیان وہ جہنم کے
 مانند کھڑا ہوتا ہے اور اسکا سہارا جیسا کہ کہا سونا اور سکی زلفیں سج دربیچ میں اور گوشت کی سی کالی ہیں اور سکی انگلیاں اون کے سر پر
 مانند ہیں جیسے دریا وہ وہ میں نہا کے نکلتے ہیں اور سکی خنجر ہوں کی زمین اور لبان کی بھری ہوئی کیا دیوں گی
 مانند ہیں اور سکی سوسن ہیں جن سے ہوتا ہوا نکلتا ہے اور سکی ہاتھ ایسی ہیں جیسے سونے کی گلیاں جیسے ترسیں کو جو اچھڑی ہوئی ہو اور
 اونکی پیٹ پر ہاتھی دانت کا سا کام ہے جس پر نگہ کر کے گلے ہوں اور سکی ہاتھ جیسے لکڑی کے ٹکڑے ہوں جو سونے کی پالیوں کی طرح ہوں اور
 اونکی فاست لبنا کی سی ہو وہ خونی ہیں اور شک سڑکے اور سکا سونہ تیرے ہی ہاں وہ سراپا عشق گنہگار ہوں اور سکی پیٹ میرا
 ہوا ہے یہ میرا جانی ہے۔ انتہے یعنی تعیہ اللہ لا خیرۃ اللہ سبحانہ فی قصہ کہ اگر تمہیں میرا محبوب ملے تو محمد رسول اللہ مجاہدین قسم
 سے کہیں عشق کی گلیوں خیرۃ اللہ جواب دیا کہ ابھی میرا در تیرے محبوب دہن پیدا نہیں ہوئی ہیں پس تو مجھ پر ایسے محبوب کا سراپا

سناؤ تاکہ میں شناخت کر سکوں پس کعبہ شریف کی تمام سرایاں بخوبی جان لیا اور آنحضرت صخرۃ اللہ سولہ اور رسولہ ہینے تک وہ قبلہ
آپ کا رہا پھر وہ حکم منسوخ ہوا اور محبوب الہی اپنے جان سنا کر طوف متوجہ کئے گئے۔

دلیل (۳۹۷) زیور ۴۔ خداوند بزرگ ہر اور لائق ہر کہہ چاہے خدا کی شہر میں اس کے مقدس پہاڑ پر اس کی تائید بہت طرح
کیا جو ۲۔ بلندی سے خوبصورت تمام زمین کی خوشی کو چھپون ہے اس کے اوپر اطراف میں بڑی بادشاہ کا شہر ہے ۳۔ اس کے محل میں
شہر ہے کہ خدا چاہے پناہ ہم۔ کیونکہ دیکھ پاؤ شاہ باہم آکر اور ایک ساتھ گزے ۵۔ دیکھ کر فوراً انگ ہری دیکھ کر اڑا
اور بہاگ گئی ۶۔ لکھنی نے انہیں وہاں پکڑا اور ایسے درد سے چھینا جیسے کیو وقت عورت کو ہونچے، اس یورپی ہوس چھ
ترسیں کے جھڑون کو توڑ دیتی ہے جیسا ہم نے سنا ویسا ہی لشکروں کے خداوند کی شہر میں ہم نے دیکھا خدا اس کے ایک قائم
انتہی چھپون لقب کہ مصلحت کا ہوا و کہ چھپون سے اس کا پہاڑ سر اوپر اور بڑی بادشاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
اور مدینہ شریف کہ منظر سے سب جانب اور نیچے شمال واقع ہو غزوہ احزاب میں ایک ہوا ایسی جلی تھی جسے تمام کفار بہاگ کرتے
جس کے طرف ان درسون میں اشارہ اور بشارت ہے۔

دلیل (۳۹۸) درس ۱۱ بیان اور اس کی بستان قیدار کے آبادیہات اپنی آواز بلند کرینگے سلع کے بننے والے ایک
گیت گانگے خداوند ایک بہادر کے مانند کھلے کا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی غیرت کو اُس کا کیا گاتا تھی۔ آواز بلند کرنا اور گیت گانا
یعنی ذکر افتاد اور کلام اشعلی آواز بلند ہوگی سلع پہاڑ مدینہ کا ہوا اور قیدار سے کہ مراد ہوا اور خداوند کا جگلی مرد کی مانند کھلنا تھا۔
خاتم النبیین کی بشارت مروج ہے کیونکہ جب نصیحت کار گر نہیں ہوتی اور صلح سے بھی کام نہیں نکلتا تو عزم و ہمت سے سختی
سوا حکام آتی کو نافذ کیا جاوے خصوصاً آج زما دین کہ پیشتر انبیاء علیہم السلام خیر تبلیغ کر چکے تھے اب مغربی مصلحت
فلان مصلحت تھی پس بخوبی کو حارب میں حکمت ہے۔

دلیل (۳۹۹) صحیفہ بیابان ۴۔ میری سزا ہی میری امت میری طرف کان دھلے میری گروہ کلیک
شریعت مجھ سے سراج ہوگی اور اپنی شریعت کو تو سون کی روشنی کیلئے فاسک کر دے گا۔ میری استبازی نزدیک ہی میری
نجات جیل نکلے ہے اور میرے بازو قوموں پر چھڑائی کرگی جو ہی ملکیتیں میرا اٹھا کرینگے اور میرے بازو پر اٹھا تو کل ہوگا۔
۶۔ اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاؤ اور نیچے زمین پر دیکھا کرو کہ آسمان و زمین کی مانند غائب ہو جائینگے اور زمین کی
طرح بڑائی ہوگی اور دے جاوے پست ہے زمین اور سطح زمین جیسے۔ پیریز نجات ابتک دیکھی اور میری صداقت مروج
کیجا ایسیگی۔ ۷۔ میری سزا سے تم سب جو صداقت شناس ہو اسے لوگو جیسے ولین میری شریعت ہو انسان کی ملاحظہ سے
بہت درد اور رنجی معذرتی سے ہر اسان نہو۔ ۸۔ کیونکہ کبریا اور زمین کبر سے کھڑکے کہا گیا اور کبریا اور زمین شہید کی طرح
کہا گیا۔ پیریز صداقت ابتک دیکھی اور میری نجات پشت و پشت و مسودے خدا نے جن میں خرمیا ہے پھر گئے

اور گاتے ہوئے صہون میں آؤنگے اور ابھی خوشی اور شرمی محال کرینگے اور غم و الم ہاگ جائینگے۔ جو حصہ میں تیل و تیار ہون
 ہی ہوں تو کون ہے کہ انسان ہی جو مہیا آئے اور ہی اوس سے جو گھاس کی مانند ہوتا ڈرتا ہی۔ ۱۱- اور خداوند اپنے خالق کو پوجاتا
 جس نے آسمان پھیلایا اور زمین کی بنیاد ڈالی اور تو ہر روز ظالم کے خوش و خوش سے کہ گویا وہ ہلاک کرنے کو تیار ہے ڈرتا ہے
 ظالم کا جو شش و خوش کھان ہی ۱۲- بھگایا ہوا بند ہوا جلدی سوازا کیا جائیگا وہ غارین نہ میرنگا اور اوسکی روٹی کم نہ ہوگی۔ ۱۳- عین
 تیرا خدا ہوں جو مندر کو تھا دیتا ہوں جس وقت اوسکی طہیرن خوش مارین اوسکا نام رب الا فوج ہے۔ ۱۴- اور میں نے اپنی باتیں تیری
 موصوفین ڈالیں اور تجھ اپنے سایہ کے تلے چھپا رکھا تاکہ افلاک برپا کروں اور زمین کی بنیاد ڈالوں اور صہون کو کھون تو میری گویا
 انتہے اس معلوم ہوا کہ ایک شریعت بطور جدید جاری ہوگی اور پہلی شریعت میں کالعدم ہو جائیگی اور وہ شریعت بلا واسطہ حق تعالیٰ کی
 ہوگی اور گاتے ہوئے صہون میں آنا اور ابھی خوشی اور شرمی ہونا یاں تیرا اوداع کا ہے جس میں تیرا رون آدمی لیکھ و ترکیب ہے
 داخل ہوئے تھے اور خوش و خوش باجھل و شیرہ کا پھل ہی موقوف ہو گیا تھا اور غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق کو سانپ نے کاٹا مگر وہ
 بفضل تعالیٰ نہ مرے اور نہ ہی کم نہ ہو گیا یعنی باوجود ترک احباب باعزہ و باندا و ہجرت وطن کے رزق برابر لگا اود اپنی باتیں تیری خبر
 میں ڈالنے سے ہر قدر ان فتنہ کا نازل فرمانا بھلا و راہی زبان مبارک سے ادا ہوتا ہے نہ یہ کہ مثل تو بیت لکھا ہوا تھا و سے۔
 دلیل (۱۰۰) صحیفہ مسیحا باب ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰
 بلایا گیا وہ اپنے دشمنوں پر بھاری کرینگا۔ اسنتے۔

دلیل (۱۰۱) کتاب پیدائش باب ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰
 ۱- یہ ہوا سے ریاست کا عصا جلد نہ ہوگا اور وہ صلاک و سکے پاؤں کو درمیان میں جاتا رہیگا جب تک کہ سیلاب نہ آوے اور قومیں اوسکی پادشاهی
 ہونگی۔ اسباب پچھلے زمانہ کی خاص آیتیں اور یہ ہومین بعد انکا حضرت مسیح علیہ السلام فی الجملہ حکومت باقی بھی عرب میں خیر و غیرہ چند
 میں اوسکی حکومت ستقلیہ تھی جب انھوں نے انکار رسالت خاتم النبیین کیا اور اوپر غضب و دہراھوا تو انکی حکومت تمام رو زمین پر مٹ گئی
 اور ہر گھلے بطور رعیت آیا دہو گئی اور عصا سے حکومت چھین گیا۔

دلیل (۱۰۲) صحیفہ حقوق علیہ السلام باب ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰
 دلیل (۱۰۳) کائنات یوحنا باب ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰
 آواز یہ کہتے ہوئے نکلی کہ ہر جگہ ۱- تب آوازیں اور گھنٹیں اور بھلیاں ہوں اور ہر بچال آیا ایا کہ جب ہی آدمی زمین پرین ایسا بچتا
 بچو بچال کہی نہ آیا تھا۔ ۱۹- اور وہ بڑا شہر تین گڑے ہو گیا اور قوموں کو شہر کر گئے اور تیری باطل خدا کو حضور یا دہی تاکہ اوس شہر تیرے
 سے کا لیا لیا وے۔ ۲۰- تب ہر ایک ٹاپوٹل کے غائب ہو گیا اور ہر ایک زمین پر سے نہ گئے اور آسمان ہوا آدمیوں پرین
 بھر کے گڑے گڑے اور ازلوں کی آفت سے آدمیوں نے خدا پر کفر کیا کیونکہ وہ اس کی نہایت ہی سخت آفت تھی اور ہر وقت پیش

سرور کائنات و کعبه شریف اور دیگر اطراف و اکناف سے آوارین ہوئے اور چودہ لاکھ گرجاں اور گرجے اور مکان بھی تشریف لائے
 اور تمام سجدہ میں جا پڑے اور لگ فارس بھی سجدہ گئی اور کسرت تخت سے نکل کر پڑا اور بڑے بابل کا زمانہ قریب آیا کیونکہ شہر بابل
 حضرت عمر علیہ السلام کو زمانہ میں خراب ہوا اور انکی ولادت پہلے احمہ نبیل پر تھی پھر اور ان سب کو ہلاک کیا۔
 دلیل (۴۴) صحیفہ دلیل علیہ السلام باب ورس۔ دلیل بولا اور کہا کہ میں شہر ت کو ایک ویلا دیکھی اور کیا دیکھتا ہوں کہ میں
 کی چار ہوائیں بڑے سمندر پر باہم زوریں ملیں۔ ۳۔ اور سمندر سے چار بڑے حیوان جو ایک دوسرے سے متفرق تھے۔ ۴۔ پہلا شیر بیل
 مانند تھا اور عقاب کی سی پنکھہ دیکھتا تھا اور میں دیکھتا رہا جب تک کہ کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایام مہمہ گیا اور آدمی کی طرح
 پاؤں پر کھڑا کیا گیا اور انسان کا دل اور دماغ گیا۔ ۵۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دوسرا حیوان بھی مہمہ کو مانند تھا اور وہ ایک
 طرف سے دیکھتا تھا اور دوسرے طرف سے دیکھتا تھا اور میں دیکھتا رہا جب تک کہ کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایام مہمہ گیا اور آدمی کی طرح
 کہا۔ ۶۔ بعد اسکے میں تو نظری اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور حیوان تینوں کی مانند تھا جسے پیر پیرندے کی سی چار پیر پیرندے اور اس حیوان
 چار سر تھے اور سلطنت دوسری تھی۔ ۷۔ اور اس کے چھوٹے ذرات کروٹیوں کی سی دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ چوتھا حیوان ہولناک اور
 بیست ناک اور بیست سر تھا اور اس کی دانت دوسری تھیں اور بڑی بڑی ہڈیاں تھیں اور وہ نکل جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا اور پھر کوئی باہر سے
 لٹا رہتا تھا اور یہ ان میں سے جو اس کے سے متفرق تھا اور اس کی دس سیٹنگ تھیں۔ ۸۔ میں نے ان میں سے چاروں کو نظری اور کیا
 دیکھتا ہوں کہ ان کے چھوٹے میں سے ایک اور چھوٹا سا سیٹنگ نکلا جس کے اگلی ہڈی میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 سیٹنگ میں ان کے چھوٹے میں سے ایک اور چھوٹا سا سیٹنگ نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایام مہمہ گیا اور کسا لباس برف سے سفید تھا اور کسے سر کی بال صاف تھیں اور انکی مانند اس کا تخت
 لگ کر شعلہ کو مانند تھا اور اس کے اگلی ہڈی میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 حاضر تھا اور لاکھوں لاکھوں اور اس کے اگلی ہڈی میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 سبب جو بڑے کھنڈکے میں تھا اور ان میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 ڈالا گیا اور باقی حیوانوں کی سلطنت بھی اور اس کے اگلی ہڈی میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 کروٹیوں کی سی دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدمی کی مانند آسمان کو باہر لے کر آتا تھا اور قدیم الایام تک پہنچا اور
 اور اس کے اگلی ہڈی میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 اور اس کے اگلی ہڈی میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس
 کی حقیقت یہی ہے اور اس کے اگلی ہڈی میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ایک جڑی نکلا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس

لیکن حق تعالیٰ کو مقدس لوگ سلطنت الہیہ اور بادشاہت ہادیہ لا با دتا اس سلطنت کو مالک سینگے ۱۹۔ تب بنو نیا کا کہ تیر چوں
حقیقت جانوں جو ان سپہنوں کی متفرق تھا کہ نہایت بہت ناک تھا جس کے وانت لوی کو از ناخن پستل کی تو جو گنگا اور گنگر ٹکر کرنا و
بجی کو اپنی پاؤں سے لٹارتا تھا۔ ۲۰۔ اور دوس سینگوں کی جوا سکسی پیتر اور اسکین کو نکلا اور جبکو آگین گر کر گیوان اوس سینگ کے
جسکے انگھیں تپیں اور ایک موئہ جو بڑی گھمنڈ کی باتیں بدلتا تھا اور ساچہ را و سکسی ساتھیوں کی نسبت زیادہ رعیتار تھا۔ ۲۱۔ میں نے
دیکھا کہ وہی سینگ مقدسون سے جنگ کرتا تھا اور اوپر غالب ہوتا رہا۔ ۲۲۔ جبکہ کہ قدیم الا یا م آیا ورحق تعالیٰ کو مقدسون کا
انصاف کیا گیا اور وقت آپہنچا کہ مقدس لوگ سلطنت کو مالک ہو دیں۔ ۲۳۔ وہ یون بولا کہ تیر چوں تیر چوں سلطنت ہے جو دنیا میں ہوگی
اور وہ ساری سلطنتوں کی متفرق ہوگی اور ساری زمین کو لنگیکی اور اوپر لٹاریگی اور وہ اوپر ٹکر ٹکر کریگی۔ ۲۴۔ اور وہی دوس سینگ
جو بین ہو دس بادشاہ ہیں جو اس سلطنت میں اپنے اپنے اور دیگر بعد ایک اور ایسا اور وہ پہلوئی متفرق ہوگا اور تین بادشاہوں پر غالب
۲۵۔ اور وہی حق تعالیٰ کی مخالفت میں با تین کر دیکا ورحق تعالیٰ کو مقدسون کو تصدیع دیکا اور چاہیگا کہ وقوت اور شریعتوں کو بدل
ڈالو اور وہی کسی قبضے میں دے جا ویگی یہاں تک کہ ایک مدت اور مدتیں اور ادبی مدت گزر جائیگی۔ ۲۶۔ پر عدالت بھیگی اور وہی کسی
سلطنت اوس سینگ کے اور سوئے نیکی نیست زبا بود گوین۔ ۲۷۔ اور تمام آسمان کی تلوار کسار علی ملکیتیں اوسکی بندگی کرنیگی اور فرمانبردار
ہوئیں گی۔ انتہے اس سے معلوم ہوا کہ اس سینگ کی بعد ایک مدت اور مدتیں اور ادبی مدت تو یہ سلطنت اور ہیگی اور پھر مقدس لوگ
اوسکی سلطنت کو مالک ہو جائیں گے واضح ہو کہ یہ خواب زمین فارس میں دیکھی گئی جس زمانہ میں کنبنی اسرائیل دمان قیدی ہوا ول سلطنت
بلشیری کی جو پہلے سال جلوس بن یہ خواب دیکھا گیا اور یہ بادشاہ سبب لادونی طرف بیت المقدس کے قتل ہوا اور یون کی سلطنت
شرع ہوئی جو دوسری سلطنت ہے پرتیسری سلطنت کیا نیون کی جوا در شروع اس سلطنت کا ۳۰۔ برس پیشتر تیار ہوئی جوا دیکھا بادشاہ اس
سلطنت کا خوش ہو۔ اور چوتھی سلطنت ساسانیوں کی جوا دیکھا بادشاہ اس سلطنت کا اور شیر بانگان جوا بیس سال دوسرا بادشاہ
شاہ پور بن اور تیسرے سال شیر ابراہم بن ابراہم ۱۳ سال چوتھا شاہ پور بن ہر فرہ سال۔ پانچواں بجرام بن شاہ پور ۱۸ سال چھٹا یزدگرد۔
۱۹ سال ساتواں بہرام گور ۲۳ سال۔ آٹھواں یزدگرد ثانی ۱۸ سال۔ نوواں قباد ۲۲ سال۔ دسواں نوشیروان ۸۸ سال پیر بن
اون ملاطین کا جو چھو دس سینگ کہا گیا ہے بعد نوشیروان کے خسر پرویز بنی تہن بادشاہوں پر غالب ہو گیا ایک سینگ سے تعبیر کیا گیا ہے
اول ہر فرید کہ اوس کی سلطنت لی لی دوسری بجرام چوبینہ پر جوا بادشاہ ہو گیا تھا تیسری گستر پر جوا بادشاہ تھا پس بہترین سینگ
علامہ دس کی تیر چوں خسرو پرویز کو دیا تھا۔ اور خسرو پرویز کی بلاک ہو گیا واقعہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرامین جلالہ
کو کہجا اور دعوت الہیہ کی مسجد انکی ایک نامہ بنام خسرو پرویز تحریر فرمایا جسکو دیکھ کر وہ افروختہ ہو گیا اور یکسر کی باتیں کرنے لگا۔ اور
نامہ کو چاک کر ڈالا بعد اوسکی اوس فیضان کو جو اوسکی طرف سے حکم میں تھا کہا کہ شاہیگر کہ کوئی شخص عرب میں دعویٰ نہیں کرتا ہے
لازم ہے کہ اب اس طرح اشخاص متعدی اسطر روانہ کروا دو ان کے موافق اوسکی حکم کو مانگو اور خرخرہ کو خدمت نبوی میں تحقیق حال کیجئے

ہیسا اور خدمت بابرکت میں لکھا کہ ان دونوں کو مبراہ کسرے کی ماس جانا جائے وہ دونوں مدینہ شریف میں حاضر ہو کر اس سبب
حضور کا بیان کیا آنحضرت نے قسم فرما کر اول دعوت اسلام کی پھر فرمایا اکل اسکا جو ابلیس کا برزائیدہ آپ نے فرمایا کیا نا
کو خبر دو کہ میرے پروردگار نے رات کو سات سو شیر و بیہ خسرو پر ویز کو مراد والا شیر و بیہ خسرو پر ویز کا شکم چاک کر دیا اور
بادان کو اسطاعت ان قاصدوں کو دعوت اسلام کی اور ملک فارس میں شیوع اسلام کی خوشخبری دی اور بصورت قبول اسلام باذان
حاکم میں مقرر فرمایا چنانچہ باذان بعد تصدیق خیر قبل خسرو پر ویز اور لکھنوی شیر و بیہ کو اسکو دیکھ کر عربی سے کہہ عرض نہ کری معطل ہو
اپنے کے مسلمان ہو گئے اور بعد ہلاکت خسرو پر ویز کے یہ سلطنت قرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرن تین اور نصف قرن
حضرت عثمان خلیفہ ثالث تک کچھ سہی کیونکہ نیر و گرد با و شاہ سلطنت مذکور کا اوس وقت تک زندہ رہا اور کچھ نہیں سامان فنا
برایک رار ہا گو اور سلطنت حضرت عمر کے خلافت میں ہی مسلمانوں کی قبضہ میں آگیا اور ۲۹۰ھ میں ٹھیک نصف خلافت حضرت
عثمان پر نیر و گرد ہلاک ہوا اور وعدہ آہی پورا ہو -

عشر یہ تمام درس فطریہ کا قائل نصف مزاج آدمی جو جناب سالاب علی اللہ علیہ السلام کی بشارت میں پیریں اور پورے
دلیل (۴۰۵) زور باب و رش - لیکن خداوند بیک تخت نشین ہوا تو عدالت کیلئے اسی پسند تیار کی ہو - اور وہ صداقت
جہان کا اقرار کر گیا اور راستی ہو تو عدالت کی کر گیا - ۹ - اوٹھ اسی خداوند کا انسان غالب ہو تو عدالت کی عدالت
حضور کیجا و ہوا خداوند کو ڈر کہ قہر میں اپنے تئیں بستر ہی جانیں - استہ پس یہ پسند تیار کرنا و قیامت کا بیان نہیں ہو سکتا
اسلئے کہ ورا نا و بشارت دنیا اس دنیا میں ہے نہ کہ آخرت میں اور اس دنیا میں وہ زمانہ جہنم تئیں کو اٹھایا گیا اور قیامت کا
ہوئی وہ زمانہ حضرت محمد رسول اللہ کا ہے لہذا تعین ایکی زمانہ کی اس بشارت میں ہی ہو گئی -

دلیل (۴۰۶) کتاب یسعیاب الگ دیکھو میرا بندہ میرا برگزیدہ جس میں میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اوپر رکھی وہ تو
کے درمیان عدالت جاری کر گیا - ۲ - وہ نہ چلا گیا اور نہ اپنی صدا بلند کر گیا اور اپنی زبان باز اور غمیں نہ بنا دیا - ۳ -
وہ سٹے ہوئے سیٹے کو نہ توڑ گیا اور دھکتی ہوئی تہ کو نہ بچھا گیا وہ عدالت کو جاری کر گیا کہ دایم ہو - ۴ - اسکا زوال نہ ہو گیا
اور نہ مسلا جائیگا جب تک اسی کو زمین پر قابم نہ کری اور پھر کالکسا اسکی شریعت کی راہ نکلیں - ۵ - خداوند جو آسمانوں کو فانی
کرنا اور ارضیں تاننا جو زمین کو اور او کو جو آسمان سے نکلتی ہیں چھیلانا اور ان لوگوں پر جو اسے میں سامان دنیا اور انکو جو
اوپر حوی ہیں روح بخشا یوں فرماتا ہے - ۶ - میں خداوند کی حکم صداقت کیلئے بلایا میں ہی تیار ہا تہ پکڑ لگا اور تیری طاقت
اور لوگوں کے عدا و تو قوموں کو توڑ کیلئے تجھ و لگا - کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھول اور بیند یوں کو قیامت کی کال اور انکو جو
میں بیٹھے ہیں قید مانہ سے بھر دے - ۷ - یہاں میں ہوں یہ میرا نام ہی اور اپنی شوکت اور سر کو نہ دو لگا اور وہ ستائش جو میرے
لئے رکھی ہوئی مور توں کیلئے ہوئی نہ تو لگا - ۸ - دیکھو تو سابقین کو بیان برکین اورین بھی بیان سلطنت ہوں اسے پتہ نہ ہو

میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ ۱۰۔ خداوند کیلئے ایک نیا گیت گاؤ اور تم جو سمندر پر گزرتے ہو اور تم جو امین بنے ہو امی جی ممالک اور ان کے
 باشندے تم زمین پر ستر تاسروں کی رتائیں کرو۔ ۱۱۔ یہاں اور اسکی بستان قیدار کے آباد دیات اپنی اواز بلند کرینگے۔ ۱۲۔ اسلحہ کی آواز
 ایک گیت گائینگے اور جی ممالک میں اسکی آواز آئی کرینگے۔ ۱۳۔ خداوند ایک بہادر کو مانند نکلے گا وہ جنگی مرد کو مانند اپنی خیرت کو اسکی
 وہ چلائینگا ہاں وہ جنگ کیلئے بلا لینگا وہ اپنے دشمنوں پر بہاؤری کرینگا۔ ۱۴۔ میں بہت مدت سے چارباؤ میں خاصوش رہا اور ایک پورے
 پر اب میں اس عورت کی طرح جی دروند ہو چلاؤنگا اور ہانپونگا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لوں گا۔ ۱۵۔ میں بھاڑوں اور ٹیلوں
 کو دیران کرڈاؤنگا اور انکی سبز زاروں کو خشک کروں گا اور انکی ندیاں لسیوں کے لائق زمین بنادوں گا اور تالابوں کو کھسکاؤنگا
 ۱۶۔ اور اندھوں کو اس راہ سے جو دی نہیں جانتی لہیاؤنگا میں انھیں اون راستوں پر سنو کرگا کہ انہیں لیچونگا میں انکی
 کو روشنی اور انکی جگہوں کو میدان کروں گا میں انکی یہ سلوک کروں گا اور انھیں ترک نہ کروں گا۔ ۱۷۔ اور یہ جھٹلے اور بستان
 بستان ہوں جو کھدی سورتوں کا بھر دسر کہتی ہیں اور ڈھالی ہوئی توں کو کہتی ہیں ہمارے آگے ہوا ہے پس یہ بھی ایک بڑی بشارت
 خاتم النبیین کی ہے کیونکہ قیدار حضرت اسمعیل کے ایک بیٹے کا نام ہے جنگی اولاد میں نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے اور سب مدینہ
 شریف کو بھاڑ کا نام ہے اور عدالت اور حکومت اور جنگ اور بے شکنی خاص ایک بشارت ہیں۔

دلیل ۱۷۔ ہم کتاب پیدائش باب ورت اور اسمعیل کو حق میں میں نے تیری بیوی دیکھ میں اسوی رکت دونا اور اسوی رکت
 اور اسوی بارہ سوار پیدا ہونگا اور میں اسوی بڑی قوم بنادونگا ہے۔ بارہ سوار اسوی طیفی بارہ امام ہوں گے کہ ہر ایک ظلم پر نانہ کا
 دلیل ۱۸۔ ہم کتاب یہ سب بانیہ ورت اسلئے ربا فواج اسرائیل کا خدا یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں بابل کے بادشاہ اور اسکی
 سرزمین کو نہرونگا بطرح میں نے زبور کو بادشاہ کو نہروادی ہی تیر اندازوں کو بلا کے آگہی کرو کہ بابل پر جاؤں اسوی ساری کمان کشوں
 ہر طرف اسوی مقابل خیمہ کھڑا کرو کہ اسکی بچے کی جگہ نہروا اسکے کام کے مواقع اسکو بدلا دوسب کچھ جو اسکی فوج اسوی کرے
 کیونکہ اس نے خداوند اسرائیل کے خدا کے آگے بڑی بیگنی اسلئے اسکی جوان بازار میں گرجا لینگے اور ساری جنگی مرد اسدن
 کات ڈال جائینگے خداوند کہتا ہے اسلئے دشتی درندے گیدروں کو ساتھ دہان لینگے اور شتر مرغ اس میں بسیر کرینگے اور وہ ابد تک پہنچ
 خدو کی بشت و رشت کوئی اس میں سکونت نہ کریگا بطرح خدا نے سد دم ورمورہ اور اسکے نول کے شہر ون کو الٹ دیا خداوند
 کہتا ہے اسلئے کوئی آدمی دہان بسیکا نہ آدم زاد اس میں رہیگا کہ یہاں ایک قوم ہاں ایک بڑی گروہ اور سب آگہی اور بڑی بادشاہ
 کی سرحدوں پر لکھ جائینگے وکمان اور نیرہ اوپر کرینگے وکرہن اور رحم نہ کرینگے انکی آواز سمندر کی خوش گانہ ہونگا جو اس
 گھوڑوں پر چڑھینگے اور جنگی مردوں کی طرح تیرے مقابل اس بابل کی بیٹے صفا آرائی کر لینگے شہر بابل میں اول حضرت ابراہیم علیہ السلام
 ڈالے گئے تھے اور پھر اس اسرائیل ستر بن تک قید رہا اور بیت المقدس میں انھیں بابل میں ڈالے گئے تھے اور انکی زبان پر ہر زبان بابل
 جی اور جی زبانیں ہوں غرض بابل کی پیشین گوئی ٹیلیں میں بکتر چند مصلحتوں میں پانچ جاتی ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ خلیفہ دم

کرمانه من تو ده ایست و نابود ہو گیا کہ بی باد ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

دلیل ۹۰۹ ہم بشارت تشریف دے گا کہ کلام او تو یہ ہو گا حکم بر حکم قانون بر قانون ہو تا جا تا ہو
 یہاں تک کہ دی جانے اور پچاسی گریں او تکست کہا وین اور امین پینین اور گنار ہو وین انتہی - امین -
 قرآن شریف کا نازل ہونے کی طرف بشارت ہے کہ وہ کلمی ہو تا ہو تا نازل ہو گا تاکہ وہ لوگ جو بد بخت ہیں شک و شبہ میں پڑے
 دولت ابدی سے محروم ہیں اسپی کوئی نہ مانے تو وہ جانے - وما علینا الا البلاغ -

دلیل ۹۱۰ زبور بابت ورس - تو سن ہیں ہی آدم کیس زیادہ ہی تیری مہر میں لطف بٹایا گیا ہی پہلوان ہی
 کو جو تیری خدمت اور نگرانی پر حائل کر کے اپنی زبان پر لگا اور اپنی نگرانی سوار ہوا ورسجائی اور ملائمت اور صدا
 کی واسطہ اقبال تھی ہی اگر جا ورتیرا واپس نہ ہو کہ سبب کام سکھلا دیا تیری تیر تیرین لوگ تیری گریں ہی وین دی شاد
 کی دشمنوں کو دل میں لگاتے ہیں تیرا تخت ایدالہا تیری سمدت کا عصا راستی کا عصا ہی قصد اکت کا دوست اور
 شرات کا دشمن ہی اسی سبب ہی خدا تیری فی سبکو خوشی کو تیل ہی تیری مصاحبوں سے زیادہ مسیح کیا ہی تیری ساری
 سیر اور عود و سچ کی خوشبو آتی ہی جس ہی ہاتھی دانت کی مٹون کو درمیان او ہونے ہی سبکو خوش کیا ہی بادشاہوں کی ہیشیاں تیری
 غرتہ والیوں میں ملکہ او فیر کو سوئی سوار استہ ہوگی تیری دہنی ہاتھ کھڑی ہی ہی ٹوسن اور سونچ اور اپنی کان او ہر اور اپنی لوگوں
 اور اپنی بابت لگے کہ ہو لجا تاکہ بادشاہ تیری حال کا نہشتا ق ہو کہ وہ تیرا خداوند ہی ہو کہ تیرے ہی تیری بابت او دے کو ق
 مقام تو انہیں تمام زمین کو مقرر کر لگا میں ساری شہتوں کو تیرا نام یاد دلاؤ لگا پس ساری لوگ ایدالہا تیری ستائش
 کریں گے - انتہی حضرت داؤد علیہ السلام کی رسول عظیم الشان کی بشارت دی ہیں اور او سکون مخاطب کر کے وکی خوبان بیان
 فرماتے ہیں اور نام مخاطب او کا اس زبور میں درج نہیں لیکن یہود یونانی یاس جو نسخہ ہی امین نام مبارک اجاڑتے ہو جو
 اگر باوجود نام اور مقام کے لکائی کہ تمام حالات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق ہیں اور او فیر ایک شہر عراق میں ہو اور
 عراق میں سلطنت نوشیروان کی تھی اور زبور دگر دکی و سجد حضرت شہر یاوتہ میں جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زور ہوئی تھی
 دلیل ۹۱۱ زبور ۴۵ - خداوند بزرگسوار و لایق ہی کہ تیرا خدا کی شہر میں او سکون مقدس پہاڑ پر وکی ستائش بہت طرح سے ہوگی
 ۴۵ بند ہی ہی خوبصورت تمام زمین کی خوشی کو ہسبون ہی او سکون او طرف میں ہی بادشاہ کا شہر - ۳۱ او سکون محل میں مشہور ہی کہ
 خدا جانی نہ ہو - انتہی - خدا بعضی صاحب ہی جو لقب جناب خاتم النبیین کا ہی امین انصاف مقبول ہی ہی جانی نہ ہو خدا کو قلب کر کے
 کیا گیا ہی مطلب یہی کہ اہل مدینہ میں سیدنا مشہور ہی کہ صاحب یحیٰ محمد رسول اللہ کا یہ شہر جانی نہ ہو چنانچہ برابر یہ بات
 مشہور چلی آتی تھی اور بہت ہی توین مدینہ منورہ میں آکر اسے وہ سکونہ پذیر ہوین نہیں اور تبع فی ایک مکان ہی واسطہ
 سوزن اجلل سرور کا کشتہ کو لیکر چھوڑ دیا تھا - امین او اب انشاء ہی ہی ہو اور اول آپ کی زمین سرور فرمایا اور ایک

اطاعت بنی آخر الزمان کی نسبت برابر انصاف میں تھا وقت بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا تھا اور یہ وہ شام ہے جو لاہور
 میں ایک بعد مدینۃ الرسول اور اس کی قرب وجوار میں اسی خیال سے لکھی گئی کہ بعد بعثت کی جس کو فرنگی اور ایمان نہ لایا خلاصہ یہ ہے
 کہ مدینہ شریف محمد عربیؐ کی قریشی قیداری اہل اہلبی علیہ السلام کا جانی بیاہ اور طبری ہجرت و قدیم بنی مشہور و معروف تھا
 ہزاروں مخلوق وہاں آکر اس واسطے رہے جو اور انتظار کیا کرتے تھے اور وہاں تکلیف دہ بنی آخر الزمان کا نہ ہونا کہ کفر و شرک جہاں
 ہو و رہو یہ خبر خودی منکر بنی ہو کر و عید میل کی مصداق ہے۔

دلیل ۴۱۲) کوئی کتاب سوائے قرآن شریف کی دنیا میں ایسی نہیں کہ اس کا لفظ لفظ مستورات ہو اور لاہور آدمی اس کے
 حافظ ہوں۔ اور احادیث بنی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تورات و انجیل کو اس امر میں مساوی ہیں کہ مضامین
 ان کی الہامی ہیں اور الفاظ الہامی نہیں چنانچہ اہل کتاب ہی اس کو قائل ہیں کہ تورت و انجیل کے الفاظ منزل من اللہ نہیں۔
 مگر باوجود اس تساوی کی یہ فرق ہے کہ اہل اسلام کے پاس احادیث کی سند میں اولیٰ آخرہ موجود ہے اس زمانہ تک
 اور یہ تک تمام راویوں کا سلسلہ بتا سکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بات کہ قدر موجب اعتبار ہی مان ایک دو روایت اتنی ہی
 ہیں کہ شاید مثل تورت و انجیل ان کی سند کا آج کل بتا نہ سکے۔ پس تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام
 کی معجزات ان روایات ضعیفہ کی بہرہ رسد پر تسلیم کر لیں اور بنی آخر الزمان کی معجزات باوجودیکہ روایات معتبر
 سنو ثابت ہیں تسلیم نہ کریں۔

دلیل ۴۱۳) ملک عرب کی جہالت اور درشت مزاجی اور گردن کشی اور باہمی پہچان نہ کرنا جہاں جس قوم میں
 ایسی جہالت ہو کہ کوئی کتاب آسمانی ہو اور نہ غیر آسمانی۔ اور اخلاق عرب کا یہ حال تھا کہ قتل کر دینا ایک بات تھی سب کو
 یہ کیفیت کہ پتھر پتھر اٹھانا اور پوسٹہ لگو۔ اور گردن کشی کی یہ صورت کہ کسی بادشاہ کو کسی نے نہ پہچانے نہ پہچانے کی یہ صورت
 کہ ان کے ملک میں شاد و خرم مگر گمراہین۔ ایسی جاہلون گردن کشوں کو راہ پر لانا ہی دشوار تھا جہاں تک علوم الہیات
 اخلاق و سیاست مدن و علم معاملات و عبادات میں شک فلاطون و ارسطو و دیگر حکماء نامہ ادبیا دیا چنانچہ اہل اسلام
 و دیگر اقوام کی ذخیرہ علمی کو ملاحظہ فرما کر تو معلوم ہو گا کہ ان علوم میں اہل اسلام تمام عالم کے علمائے بریست لیکن جس قدر کہ
 ان علوم کا یہ حال ہے خود موجود علوم کا کیا حال ہو گا اگر یہ چیزہ نہیں تو اور کیا ہو۔ تمام عقلا کو اس کا اثر ہے کہ جملہ علوم کی ترقی
 رسالت مآب بنی آخر الزمان کی بدولت ہوئی ہو یا نہ اسے مستحقون و انصاف کی درخواست کیا جاتی ہو۔

دلیل ۴۱۴) پیشین گوئی ان ہی خباہتیں بنی آخر الزمان کی اس قدر ہیں کہ کسی اور بنی کی نہیں جنہیں ان کے مصداق ہی ہو سکیں
 مثلاً خلافت کا ہونا۔ اور حضرت عثمان اور حضرت حسین کا شہید ہونا اور حضرت حسن کا ہاتھ پر دو گدہ عظیم کا صلی کرنا
 اور ملک کسری اور ملک روم کا فتح ہونا اور بیت المقدس کا فتح ہونا اور مصر کا فتح ہونا اور عیساویوں کا ہارنا اور

تاریخ کا ظاہر ہونا اور ترکوں کی باتیں سے اہل اسلام پر صدقات کا نازل ہونا صیبا کی چنگیزیان کے زمانہ میں ظہور پایا اور سوان کی بہت سی باتیں ظہور میں آچکی ہیں پھر وقائع گزشتہ کو ایسا واضح اور مفصل بیان فرمایا کہ گویا چشم دید میں حالانکہ آپ اسی تہوا و کسی نصرانی باپ ہیں عالم کی صحبت ختمین کی تھی۔

اسب اخلاق کو دیکھئے کہ آپ باوجودیکہ عین کو بادشاہ یا امیر تہوا نہیں ایسے لشکر کی فراہمی کی حیثیت ادا تو تمام ملک عرب کو زیر کر دیا اور پھر فارس اور ادم اور عراق کو چند عرصہ میں فتح کر لیا۔

اور معاملات میں وہ شائستگی رہی کہ کسی لشکر نے کسی شخص کی ایذا رسانی کی سطح کو ارا نہ کی عرض تہا اخلاق نبوی سے تمام عقلمند و جہلاء و محرم ہو گئے اور جان شائستگی بہلائی دوسرے کو یہ استقلال و استحکام و تاسید غیبی میرا ہی ہرگز نہیں۔

دلیل (۴۱۵) جب انسان عاقل جناب نبی آخر الزمان کی اطوار اور اخلاق پر نظر کرے اور دیکھے کہ ملک عرب کا اندر آپ کی نشوونما و جہان کی جہالت و گمراہی ضرب المثل ہو گیا ظلمت و تاریکی میں چراغ روشن ہو گیا اور دیکھے دوبار اتفاق سفر ہوا اور کسی عالم اور فاضل زمانہ سے محالست و مصاحبت نہیں ہوئی اور کسی حکیم و تعلیم حکمت نہیں پائی اور کسی استاد کی شاگردی نہیں کی یا نہیں

وصفات و افعال و اسماء و احکام الہی کی معرفت اس وجہ کی تھی کہ تمام روی زمین کو علیہ و حکماء و عقلاء کی اقرار کر لیا کہ علم و حکمت و فہم و فراست و عقل و فطانت میں آپ ہی اپنے نظیر ہیں اور تقریر و لال و توضیح مسائل حق قدر قرآن شریف میں مذکور ہے اور کسی زیادہ ممکن نہیں پھر ارباب تواریخ و اہل حساب و دیگر اہل و مراتب آپ سے مسائل مشکلہ و در لال مشکلہ بطور امتحان دریافت کی گئی

کسی جواب میں بغیر شایعہ نہیں پائی جو کہ آپ نے فرمایا اور جس کی خبر دی سب موافق عقل و نقل و مطابق واقع ثابت ہوا پس اس شخص کو عقل سلیم و فہم مستقیم ہوا اور ان احوال کو ملاحظہ کرے تو بالیقین معلوم کرے گا کہ اس قسم کا علم و حکمت ایک ایسی شخص کو حاصل ہونا

بجز تعلیم الہی و ہدایت ربانی ممکن نہیں لہذا اہل عقل کو نزدیک یہی دلیل بقدر رسالت کی واسطے کافی و دافی ہو۔ اور اہل ہمت و عناد کا تو کوئی مسلح ہی نہیں ہو سکتا جس تک وہ اہل علم و صلاح کی تابع نہ ہوں

دلیل (۴۱۶) چالیس سال تک آپ کی دعویٰ اور اظہار نبوت نہیں کیا اور کبھی نبوت و رسالت کی گفتگو زبان پر نہ لائی تاکہ کیچھو احتمال پیدا ہو کہ تمام اسی خیال میں رہے اور اپنی طرف سے وقوع اللہ آیت بنا کر اور بہارت پیدا کر کے اظہار نبوت کر دیا پس جس شخص کی چالیس برس کی عمر ہو تو تک کوئی ذکر و کلام اس قسم کا نہ ہو اجماع و روایتی خواہش اس طرف نہ ہوئی ہوا و کوئی کلام اس قسم کا ظاہر نہ ہو پھر ایک دعویٰ نبوت کیا جائے اور وہ کلام کہا جائے کہ اولین و آخرین اس کے مقابلہ سے عاجز ہوں چنانچہ اب تک جبکہ تیرہ سو برس کا زمانہ گزر چکا کسی فاضل عرب یا عجم نے باوجود

استقامت و علم و دین کے مقابلہ نہ کیا اور اس کلام کی فصاحت و بلاغت و مضامین پر غور کر کے اس کے معارفہ کو خارج از امکان سمجھا۔

دلیل (۴۱۷) چالیس سال تک آپ کی دعویٰ اور اظہار نبوت نہیں کیا اور کبھی نبوت و رسالت کی گفتگو زبان پر نہ لائی تاکہ کیچھو احتمال پیدا ہو کہ تمام اسی خیال میں رہے اور اپنی طرف سے وقوع اللہ آیت بنا کر اور بہارت پیدا کر کے اظہار نبوت کر دیا پس جس شخص کی چالیس برس کی عمر ہو تو تک کوئی ذکر و کلام اس قسم کا نہ ہو اجماع و روایتی خواہش اس طرف نہ ہوئی ہوا و کوئی کلام اس قسم کا ظاہر نہ ہو پھر ایک دعویٰ نبوت کیا جائے اور وہ کلام کہا جائے کہ اولین و آخرین اس کے مقابلہ سے عاجز ہوں چنانچہ اب تک جبکہ تیرہ سو برس کا زمانہ گزر چکا کسی فاضل عرب یا عجم نے باوجود

استقامت و علم و دین کے مقابلہ نہ کیا اور اس کلام کی فصاحت و بلاغت و مضامین پر غور کر کے اس کے معارفہ کو خارج از امکان سمجھا۔

بہت سی دلیل کافی
دلیل (۴۱۸)

انسانی کہ انسان کی طاعت
گشتا باش صد رحمت

جاہ و آسائش نفسا
شخص پریمی اپنی جان

سے غریب تک جبار
کسی نہ ہو بلکہ ترقی

حاصل ہوا اور کوئی عالم
پس جس شخص کی

دلیل (۴۱۹)
وزبور و صحت سارا

جسمی ہر شے و جسمی
کر لیا۔ پس جان بوجہ

دلیل (۴۲۰)
سایہ نبوت نہ پڑتا تھا۔

خواب کے آگے آنے
بارہ دیکھتے تھے ہر طرف

ہر طرف سے اگرچہ وہ شخص
کبھی ضعیف نہ ہوا

ہر طرف سے اگرچہ وہ شخص
پس اہل عقل خود بھی

دلیل (۴۲۱)
دلیل (۴۲۲)

بس یہی دلیل کافی ہے کہ یہ کام بطریق وحی نازل ہوا ہے۔

دلیل (۴۱۷) جناب رسالت مآب نبی آخر الزمان نے ادائی رسالت میں مشقت و طاقت و تکلیف کی ہر قدر برداشت فرمائی کہ انسان کی طاقت سے باہر ہے شیروں نے جقد ریزاوی اور امیروں نے جقد ریزا دیا وہ کیا اور منع کیا کہ ان میں جہانتا گشتا باش صدر حمت کہی آپ کو قول یا فعل میں کوئی تغیر پیدا نہوا ان اول تا آخر ایک طریق پر مستقل ہے اور میں اس خراف نہ کیا اور مال و جاہ و آسائش نفسانی کی طرف مطلق رغبت نہ کی بلکہ صبر و استقلال کو ساتھ تبلیغ احکام الہی میں فراتصور نہ کیا ایک تن تنہا اور کلا دشمن پر بھی ایسی جان کا باکل اندیشہ نہ کیا انجام کار تمام اعدا و نابکار پر بفضلہ تعالیٰ نائق و غالب ہو گیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دشمن سے مغرب تک جان نثار آپ کے پیدا ہو گیا اور آپ کا دین تمام عالم کے اطراف و اکانات میں شہرہ ہو گیا۔ بایں یہ تواضع و سکنست میں کمی نہ ہوئی بلکہ ترقی ہی پر ہی اور ہیشہ دنیا سے روگردانی اور آخرت کی طرف توجہ قائم رہی اور جب اپنی دشمنوں پر اقتدار اور غلبہ حاصل ہوا ان کو موعات فرمایا اور ان کی حرکات ناشائستہ پر انتظام نہ لیا۔

پس جس شخص کی حجت میں انصاف ہو و تخطی طور سے جان ایگا کہ ایسا کام چر تا نید پروردگار میسر نہیں ہوتا۔
دلیل (۴۱۸) آپ نے انتہا و مطالبہ میں مخالفتین کے رو برو وہ دلائل اور علامات بیان فرمائے جو قیوت و تحمل و زبور و صحت سابقہ میں مذکور تھے جسکی کوئی مخالفت تکذیب نہ کر سکا مگر اکثر یہودیوں نے حسد و عناد قبول نہ کیا اور بعض یہودی بھی ہٹ و صرمی اور مکاریہ کرتے رہے لیکن جب اسنے کہا گیا کہ آؤ فریقین لکھو اہلہ کریں تو یہاں پر رہی تو اور جریہ دینا قبول کر لیا۔ پس جان و بیکر انکار کا انصاف کا خون کرنا ہے اور مقلدین کا بوجہ اپنی گردن پر لینا ہے۔

دلیل (۴۱۹) ذات مقدس جناب سرور عالم میں دیش اور عجیب و غریب تھے۔ اول یہ کہ دھوپ اور چاندنی میں جبرم بطور سایہ نہیں پڑتا تھا۔ وہ یہ کہ آپ تختہ کردہ ناف پر یہ پیدا ہوا ہے۔ سوم یہ کہ آپ کو بھی احتلام نہیں ہوتا تھا۔ چہارم یہ کہ وقت خواب کے آپ کی آنکھیں سوا کرتیں اور اول آپ بجا بیدار کرتا تھا پنجم یہ کہ کبھی کی مجال یہ تھی کہ جسم اہلہ پیٹھے رشتہ شرم کہتا کہ آپ بچہ برابر دیکھتے تھے ہشتم یہ کہ آپ اپنے ہمار ہی سے کوئی کیا ہی تیز رو ہوتا آگے ہی ہوتے تھے اور جس شخص کے ساتھ کھڑے نہ ہوتے اگر چہ وہ شخص بلند قامت ہوتا مگر آپ کا اس سے فوق نظر کرتے تھے۔ ہشتم یہ کہ جس سواری پر آپ سوار ہوتے وہ سواری کبھی نہ خیف نہ ہوتی اور اس مقام سے چند قدم تک مشک کی خوشبو مہک جاتی تھی۔ نہم یہ کہ بول و براز کو زمین گل جاتی تھی بول و براز نہیں دیکھا اور اس مقام پر چند قدم تک خوشبوے مشک پھیل جاتی تھی۔ دہم یہ کہ آپ کو کبھی جانی نہ آئی۔

پس اہل عقل خود بھی پسینے کے لیے امر عجیب و معجزات سے کہ نہیں اور ہر ایک کی وجہ بھی معلوم کر لینگے۔
دلیل (۴۲۰) کبھی تمام عمر میں کوئی جھوٹ نہیں بولا نہ قبل نبوت کے نہ بعد نبوت کے اور کسی جنگ میں کسی دشمن سے

یا یا اور سو ان کی ہمت ہی
آئی تھو و کسی نصرانی یا یہ

تو تمام ملک حرب کو زیر و

تغیر اخلاق بنویں تو تمام

نہ نہیں۔

عرب کو اندر آپ کی تشو و

ہاں سفر ہوا اور کسی عالم

شاگردی ہمیں کی باہر نہ

وئی اقرار کیا کہ علم و حکمت

یعنی میں مذکور ہے اس

بطور امتحان دریافت ہو

واقع ثابت ہوا۔ پس جس

یہاں شخص کو حاصل ہونا

و دانی ہو۔ اور اہل بیت

وزبان پر نہ لائی تاکہ یہ

اٹھا رہنم کردیا پس

رہوی ہوا اور کوئی کلام

و آخرین او کے مقابلہ

جسم نے باوجود

ہاں پر غور کر کے

نہ بھیرا۔ چنانچہ غزوہ اعد و حسین میں باوجودیکہ ہمراہی آپ کے جدا ہو گئے تھے۔ مگر آپ اویس طرح ثابت قدم رہے۔ اگر
 لڑائی کے وقت صحابہ آپ کو اپنی آڑ بنا لیتے تھے اور آپ کو کبھی کسی ہی جنگ ہو مطلقاً اضطراب اور خوف نہیں ہوتا تھا۔ اور
 ہر مانی مخلوق پر اس درجہ تھی کہ اوس سے زیادہ عقل میں نہیں آتی۔ پھر سخاوت اور کرم بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اور سونا چاندی
 آپ کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتا تھا چنانچہ قریش نے بہت کچھ مال و منال و حکومت و ریاست آپ پر پیش کی مگر آپ نے
 مطلق التفات نکلیا اور آپ فصاحت و بلاغت پر تھے اور ہر شخص سے اویسی زبان میں کلام کرتے تھے۔ اور اس زمانہ
 اور ثروت والوں سے بالکل کنار کش تھے اور سائیکین و غلام و غلام و دیگر اقوام سے کمال تواضع و انکسار پیش آتی تھے۔
 بانیہ علم و معرفت و کمال عقل اس مرتبہ کا تھا کہ انسانی طاقت کو وہاں تک رسائی نہیں ملا کہ آپ بے پردہ ہوتے تھے اور کچھ
 تربیت و اسل و غیرہ کتب آسمانی میں مذکور ہے بدون پردہ ہوتے سب پر انکو پوری اطلاع تھی اس طرح پہلی امت کے
 احوال اور بیان انثال اور خوبی افعال و تقریر احکام و ترتیب ابواب تعیین القاب و صفات شریفہ و خصائل حمیدہ اور حکمت
 حکماء سابقین میں پوری پوری واقفیت حاصل تھی۔ اور ہر بات اور ہر کام بمقتضائے عقل اس طرح صادر ہوتا تھا کہ قوت بشری
 سے خارج معلوم ہوتا تھا اور دیکھنے والے کو تعجب اور تعجب ہوتا تھا۔

دلیل (۴۲۱) جناب سالتاب علی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو شخص میرا واسے اور مال چھوڑے تو اوس کے
 وارث اوس مال کے لیے ہیں۔ اور جو شخص اپنے امیر قرضہ چھوڑے اور سائیکین لیں اور نہ دہن و نہ بکد خود اپنی کفالت کر کے
 قرض دلوایا کرتے تھے اور اوسکو ادا فرماتے تھے اور ہمیشہ مخلوق کی اصلاح اور خبر گیری کرنا اور اہل محاببت کی حاجات پوری اور
 اور دوسرے گروں کی خبر گیری شل اپنے گھر کے بلکہ اوس سے بھی زیادہ کرنا اور لوگوں کی ایذا پر صبر کرنا اور ربی کا بدلہ نہ لینی
 کرنا اور بجا وعدہ کرنا کہی اوس کے خلاف نہ ہو چنانچہ ایک شخص سے وعدہ کر لیا تھا کہ جب تک تم آگے یہاں سے نہ جاؤ گا
 وہ شخص پہل گیا اور تین روز کے بعد پکا کر آپ اسی مقام پر بیٹھے ہیں۔ پھر عبادت الہی و تبلیغ ادا مروفا صی میں استدر
 مستعد ہی مگر جسکے آثار اب تک اہل اسلام میں پکڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جس شخص کی کوئی حاجت ہو اسکو ضرور برکت
 پہونچاؤ اور سائیکین و محتامین کی اطلاع کیا کرو۔

دلیل (۴۲۲) آپ ہمیشہ اپنی زبان مبارک کو لاطال باتوں سے نگاہ رکھتے تھے اور اپنے اصحاب میں باہم الفت و محبت
 اور ہمدردی و میان خاطر و شخص کے نفرت روا نہیں رکھتے تھے اور ہر قوم کے سرور کا اکرام کرتے اور مامور اوس قوم کے
 اور سر قریض فرماتے اور ہر مامور و وار کے حال سے استفسار کرتے اور اپنے امور کی توفیق اور برے امور کی
 مذمت کرتے اور حکم الہی سے ہرگز تجاوز نہ کرتے اور سب سے متواضع و نزدیک و ہر شخص سے تواضع و سلام و تحیات فرماتے اور

عم فیہ رحمۃ اللہ اس میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ تمام عالم توحید پر برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے۔ علاوہ اسکے
دلائل نبوت حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسائل ضروریہ دین متین کو جس خوبی اور خوش اسلوبی کے
ساتھ بیان فرمایا اور مسائل حکمیہ و طبیہ کو مقاصد عالیہ کا ذریعہ بنایا انہی کا حصہ تھا جزاء اللہ خیر اعاد عن سالک السالکین
کتبہ محمد انوار اللہ رحمۃ اللہ

قطعة تاریخ رنجیتہ قلم کراست رقم جامع لوی محمد ظفر الدین صاحب عالی

از تصانیف فاضل مبرور
باد مقبول مذہب منصور
۱۸ ن ۱۳

شد چو مطبوع این کتاب لطیف
سال فصلی دل معنی گفت

ایضاً نتیجہ فکر بندہ تیم محمد ابراہیم عفی عنہ احقر تلامذہ حضرت مصنف سلم اللہ تعالیٰ - و صحیح طبع کتاب - برائے شاہی

وجاء مطبوع باب اللہ
ذات من آیات اللہ
۱۸ ن ۱۳

زینہ کتاب مذہب منصور
مستعد از مصنف من نصیب

ایضاً در سال ہجری نبوی

در حجاب آنجہ بود بس ستر
لعل نایاب مذہب منصور
۲۴ ن ۱۳

لہ الحمد بے نقاب آمد
مستعد تاریخ آن چو خوش گفتہ

واحد
فن مذہب
کتاب مذہب
۲۵ ن ۱۳



تہم عالمی ہذا کو بر علی غفر اللہ عنہ النبی الرحلی - لکھنؤ